ABC
تصدیق شدہ اشاعت

(۱۹) عراق نمبر

بلی اور چوہے کا کھیل شروع ہوگیا

صدر بش، گورباچوف کی ملاقات

فیصل بن شاہ فہد کا مشیر

ایک رات میں ۸۸ لاکھ پونڈ

جوئے میں ہار گیا

ABC تصدیق شدہ اشاعت

امریکہ نے
شاہ فیصل کو قتل کرایا

شاہ فہد نے
امریکی یہودی افواج کو بلوایا!

بلی اور چوہے کا کھیل شروع ہوگیا

صدر بش، گورباچوف کی ملاقات

فیصل بن شاہ فہد کا مشیر

ایک رات میں ۸۸ لاکھ پونڈ

جوئے میں ہار گیا

چیف ایڈیٹر محمد احمد صدیقی

مدیر اعلیٰ ابو جنید

اس شمارے میں

نائب مدیر:
راؤ توفیق احمد
مدیر منتظم:
محمد عثمان خان نوری

مجلس ادارت
ڈاکٹر طلحہ صدیقی
ڈاکٹر جاوید اختر۔ رئیس الرحمٰن

ہیڈ کاتب: فہیم بیگ
[illegible]: سرور خان

انتظامیہ
جنرل منیجر: اشتیاق احمد قرانی
سرکولیشن: محمد نسیم
اشتہارات: محمد عقیل پاشا
فوٹو گرافر: محمد احمد

اندرون ملک نمائندے
اسلام آباد: اکرام قریشی
لاہور: ایوب ندیم
ملتان: اقبال ذارانی
حیدر آباد: محمد حسین قریشی
کوئٹہ: مولانا حبیب احمد
پشاور: ع۔ ع۔ خٹک

بیرون ملک نمائندے
برطانیہ: محمد منور سعودی عرب: گلزار احمد
امریکہ: محمد حنیف صدیقی
متحدہ عرب امارات: محمد رفیق

زر تعاون سالانہ

پاکستان	۳۰۰	روپے
سعودی عرب	۲۰۰	ریال
متحدہ عرب امارات	۲۰۰	درہم
بھارت و بنگلہ دیش	۴۵	امریکی ڈالر
افریقہ و ایشیا	۵۰	امریکی ڈالر
یورپ	۵۵	امریکی ڈالر
امریکہ و آسٹریلیا	۶۰	امریکی ڈالر

زر تعاون پاکستانی کرنسی میں کسی ایسے بینک کی معرفت ارسال فرمائیں جس کی کراچی میں شاخ ہو۔

دفتر رابطہ
۶۱۲ یونی شاپنگ سینٹر
ریجنسی مال عبداللہ ہارون روڈ صدر کراچی
فون: ۵۱۲۷۷۵

پبلشر محمد احمد صدیقی نے الفوز پبلیکیشنز کے تحت پرنٹر راشد احمد خان مشرق پریس ۱۰۔ کورٹ روڈ سے چھپوا کر ۶۱۲ یونی شاپنگ سینٹر ریجنسی مال شاہراہ عراق صدر کراچی سے شائع کیا

اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی، اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال، جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا اور اگر تجھے شیطان کا کوئی کونچا پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہی سنتا اور جانتا ہے اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند، سجدہ نہ کرو سورج کو اور چاند کو اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اس کے بندے ہو۔

سورہ حٰم السجدۃ آیت ۳۳ تا ۳۷

(کنزالایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر روز طلوع آفتاب کے بعد انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے کسی کو سواری پر سوار ہونے میں مدد دینا بھی صدقہ ہے سواری پر کسی کا مال لادنا بھی صدقہ ہے۔ اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے، نماز کو جانے کے لیے ہر قدم صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے

(صحیح مسلم)

خلیج میں پاکستانیوں کی پریشان کن صورتحال

جمعیت علماء پاکستان کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی نے عراق کے صدر صدام حسین سے اپنے ذاتی تعلقات کی بنا پر پاکستان کے وزیر خارجہ صاجزادہ یعقوب خان کو پیشکش کی تھی کہ وہ اگر رضا مند ہوں تو مولانا موصوف عراق جا کر کویت و عراق میں پھنسے ہوئے پاکستانیوں کی بخیریت وطن واپسی میں مدد دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس ضمن میں وہ اپنے ہموطنوں کی اعانت کے لیے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنے میں خوشی محسوس کریں گے لیکن افسوس! تادم تحریر مولانا کو اس سلسلے میں صاجزادہ صاحب کی جانب سے ہنوز کوئی جواب نہیں ملا۔

۱۰ ستمبر کے انگریزی روزنامہ ڈان میں سیکریٹری خارجہ جناب شہریار کے حوالے سے یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت پاکستان کا عراق و کویت میں اپنے سفارت خانوں سے رابطہ قائم ہو گیا ہے اور اب اردن کے دارالحکومت عمان میں کوئی پاکستانی شہری پھنسا ہوا نہیں ہے۔ سیکریٹری خارجہ کے مطابق کویت اور عراق میں صورتحال بہتر ہو گئی ہے اور وہاں کوئی پاکستانی اب زیادہ مشکلات سے دوچار نہیں ہے۔

یہ تھا حکومت کا دعویٰ لیکن ادارہ احوال کو کویت و عراق میں پھنسے ہوئے پاکستانیوں کے جو خط ان کے متعلقین کی معرفت ملے ہیں وہ اس دعوے کی نفی کرتے ہیں۔ ہم ایک پاکستانی کے خط کا عکس اس اداریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں، جو ۱۹ اگست کو لکھا گیا ہے جسے پڑھ کر قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حکومت کے دعوے میں کہاں تک صداقت ہے۔

غیر ملکی اخبارات میں جو رپورٹیں اب تک شائع ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں انہیں پڑھ کر یہ پتہ چلتا ہے کہ خلیج کے بحران کی وجہ سے جتنے غیر ملکیوں کو وہاں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، ان میں پاکستانی سب سے زیادہ پریشانیوں کا شکار ہوئے ہیں۔ اس کا سبب ہماری موجودہ حکومت کی غفلت اور لا پرواہی ہے۔

خلیج کا بحران شروع ہوتے ہی سب سے پہلے ہندوستانی وزیر خارجہ نے عراق کا دورہ کیا اور ہندوستانی باشندوں کے مسائل پر حکومت عراق سے بات چیت کی اور اپنے ہموطنوں کے لیے سہولتوں کی بہم رسانی کی بھارتی سفارت خانہ بھی پوری طرح سے سرگرم عمل رہا۔ انڈین ایئر لائن نے بھارتیوں کو وطن واپس لانے کے لیے اپنی مخصوص پروازیں تیزی سے شروع کر دیں۔ بھارتی جہاز "ٹیپو سلطان" کویت و عراق میں پھنسے ہوئے ہندوستانیوں کے لیے غذا اور دوائیں لے کر خلیج فارس میں گھوم رہا ہے۔ بھارتی حکومت کی پوری کوشش ہے کہ اسے یہ دوائیں کویت و عراق پہنچانے کی اجازت مل جائے۔ اس نے اقوام متحدہ سے بھی مطالبہ کیا ہے کہ یہ اشیاء اقتصادی پابندیوں کے زمرے میں نہیں آتیں لہٰذا ان کی ترسیل کو نہ روکا جائے۔

ایک پاکستانی خاتون طبی سہولت نہ ملنے کے سبب ایک بچے کو جنم دیتے ہوئے ختم ہو گئی۔ اسی کیمپ میں کراچی کا ایک پاکستانی دل کا دورہ پڑنے پر ہلاک ہو گیا۔ ۹۰۰ پاکستانی کویت سے پیدل سفر کر کے عراق سے ہوتے ہوئے ترکی کی سرحد پر پہنچے۔
(خلیج ٹائمز ۴ ستمبر)

ترکی نے کویت و عراق سے آنے والے مزید پناہ گزینوں کو اس وقت تک لینے سے انکار کر دیا ہے جب ان کی متعلقہ حکومتیں ان کو ترکی سے اپنے اپنے وطن واپس لے جانے کا انتظام نہیں کرتی ہیں اس سلسلے میں سنا ہے کہ بنگلہ دیش کے صدر ارشاد وہاں پہنچنے والے ہیں تاکہ بنگلہ دیشی پناہ گزینوں کی واپسی کا انتظام کر سکیں مگر پاکستان کا کوئی ذمہ دار شخص اس سلسلے میں ابھی تک ترکی نہیں گیا۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ اردن اور ترکی کی سرحدوں پر واقع کیمپوں میں ہندوستانی باشندے بہت کم ہیں جب کہ پاکستانی، بنگلہ دیشی، فلپائنی اور سری لنکا کے لوگوں کی بھرمار ہے یہ وہی ممالک ہیں جنہوں نے خلیج کی امریکی پالیسی کی حمایت کی ہے۔

اردن اور عراق کی سرحد پر واقع شالان کیمپ میں بھی پاکستانیوں کی حالت بہت ناگفتہ بہ ہے۔ اردن میں موجود سفارت خانہ ان کی کچھ مدد نہیں کر رہا ہے۔ پاکستان کی نگراں حکومت سیاسی جوڑ توڑ میں لگی ہوئی ہے۔

اگر نگراں حکومت مولانا شاہ احمد نورانی کی پیش کش کو قبول کرتے ہوئے انہیں عراق بھیج دیتی تو جیسا کہ مولانا نے فرمایا تھا کہ ان شاءاللہ نتائج بہتر نکلیں گے تو نتائج یقیناً بہتر نکلتے۔ حکومت عراق پاکستانیوں کو سہولتیں دے دیتی تو وہ اس طرح اردن اور ترکی کی سرحدوں پر بے یار و مددگار نہ پڑے رہتے بھارتی حکومت نے اپنی بہتر خارجہ پالیسی کے نتیجہ میں اپنے لوگوں کو بہت سی پریشانیوں سے بچا لیا جب کہ پاکستان کی ناقص خارجہ پالیسی کی وجہ سے پاکستانیوں کو دشواریوں اور مصیبتوں کا سامنا ہوا اور ہو رہا ہے۔ اس پر نگراں حکومت کی لاپرواہی اور غفلت نے حالات کو اور خراب کر دیا۔

786

بغداد
[illegible]

محترم اباجان و آپا صاحبہ!
السلام علیکم!
بعد عرض یہ ہے کہ میں یہاں خیریت سے ہوں اور آپ لوگوں کی خیریت خداوند کریم سے نیک مطلوب ہوں۔
صورت احوال یہ ہے کویت کے بارے میں تو آپ لوگوں کو خبروں سے معلوم ہو گیا ہو گا۔ ہمیں 4 اگست کو ہوٹل سے عراقی فوج نے حراست میں لے لیا تھا۔ اور اسی دن بصرہ پہنچا دیا وہاں ایک دن اور ایک رات رکھنے کے بعد بذریعہ ٹرین بغداد پہنچا دیا۔ اور تاحال ہم لوگ بغداد میں نظر بند ہیں۔ ابھی معلوم نہیں کہ کب ہمیں چھوڑیں گے۔ ہمارے ساتھ ہماری کمپنی کے 42 آدمی پکڑے گئے تھے۔ جن میں ہم 19 پاکستانی ہیں۔ اور باقی انڈین۔ انڈین کو آج انڈین ایمبیسی لے کر جا رہی ہے۔ اور یہ خط ان ہی کے ہاتھ پوسٹ کر رہا ہوں۔ یہ امید ہے کہ ایک دو دن میں ہمارا بھی ... ہو سکتا ہے کہ یہ خط ملنے سے پہلے ہی میں گھر پہنچ جاؤں۔ آپ لوگوں کو بھی چھوڑ دیں گے۔ آپ کو اطلاع دینے کے لئے لکھ رہا ہوں۔ بہرحال اندیشہ نہ کریں۔ ہم لوگ یہاں خیریت سے ہیں۔ باقی آپ لوگ فکر نہ کریں ایک دو دن میں ہم لوگ بھی چھوڑ دیئے جائیں گے۔ ان شاءاللہ
باقی میں نیچے کچھ ٹیلیفون نمبر لکھ رہا ہوں۔ یہ کراچی کے ہیں یہاں پر بھی آپ لوگ اطلاع دے دیں
310261 EXT 241 پر وسیم صاحب کو اطلاع دیں کہ عادل خیریت سے ہے۔
513570 EXT 272 پر ... صاحب ... انوار احمد
545 پر جاوید صاحب کو اطلاع دیں کہ ... خیریت سے ہے
باقی تمام تفصیل ان شاءاللہ بالمشافہ ملاقات پر ہوگی
فقط والسلام
آپ کا بیٹا خالد

اس کے بعد پاکستانی وزیر خارجہ نے بھی خلیج کا دورہ کیا تھا مگر اس کے ایسے مثبت نتائج سامنے نہیں آئے اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ حکومت پاکستان نے سعودی عرب فوج بھیج کر خلیج کے معاملے میں اپنی پوزیشن کمزور کر لی ہے اس مسئلہ میں پاکستان کی غیر جانبدارانہ حیثیت متاثر ہوئی ہے اور وہ حکومت عراق سے محصور پاکستانیوں کے لئے وہ مراعات حاصل نہیں کر سکی جو ہندوستان کی حکومت نے حاصل کر لیں۔ کیونکہ مذکورہ بالا خط میں مکتوب علیہ نے خود کو قیدی بتایا ہے اور لکھا ہے کہ "تاحال ہم لوگ بغداد میں نظر بند ہیں۔"

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ عراق سے تو پاکستانی یہ لکھ رہے ہیں کہ ہمیں اسیر کر لیا گیا ہے۔ مگر پاکستان کے سیکرٹری خارجہ کہہ رہے ہیں کہ سب ٹھیک ہے۔ یہ حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش ہے اور نگراں حکومت کی نااہلی کو چھپانے کی سعی لاحاصل ہے۔

ترکی اور عراق کی سرحد پر واقع ایک پناہ گزین کیمپ میں

انڈین گورنمنٹ کا جہاز ٹیپو سلطان مصیبت زدہ انڈین باشندوں کو لینے کے لئے خلیج کی طرف روانہ ہو رہا ہے

ان ممالک کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگی مگر امریکی چوہدراہٹ کے آگے شاید انہیں سرنگوں ہونا پڑے جیساکہ جاپان کی حکومت کو کرنا پڑا ہے کہ اس نے صدر بش کی درخواست پر ایک بلین ڈالر کی رقم خلیج کے جنگی اخراجات کو پورا کرنے کیلئے دینے کا اعلان کیا ہے مگر جاپانی حکومت کے اس فیصلے کو جاپانی پارلیمنٹ میں سخت تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

امریکی صدر جارج بش کو دنیا میں اگر کوئی ان کا ہمنوا ملا ہے تو وہ برطانیہ کی مسز تھیچر ہیں جو امریکہ کے سر سے سر ملائے ہوئے ہیں برطانیہ کی وزیر اعظم نے اپنے پڑوسی ممالک کے سربراہوں کی شکایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ عراق کے خلاف اپنا دباؤ مؤثر انداز میں نہیں بڑھا رہے ہیں اور اس بات پر تو وہ کافی چراغ پا ہیں کہ برطانیہ کے لوگ ابھی تک عراق میں یرغمالی بنے ہوئے ہیں جبکہ آسٹریا کے کرٹ والڈہائم نے صدر صدام حسین سے ملاقات کرکے اپنے ہموطنوں کو عراق سے رہائی دلادی ہے۔

خلیج کے بحران پر شاہ حسین کا ردعمل بڑا مثبت ہے انہوں نے تمام تر دباؤ کے باوجود عراق سے تیل کی خریداری کو موقوف نہیں کیا نیز وہ پہلے عرب حکمران ہیں جو اس بحران کا پرامن حل تلاش کرنے کے لئے شب و روز کوششیں کررہے ہیں اگر اسی قسم کی سوچ اور ردعمل کا اظہار سعودی حکومت بھی کرتی تو خلیج کا بحران اتنی سنگین صورت اختیار نہ کرتا اور نہ چوہے بلی کا یہ کھیل شروع ہوتا جو بھیانک ڈرامہ کا روپ بھی دھار سکتا ہے۔

خلیج کی صورت حال کی سنگینی کو کم کرنے یا کم از کم فوجی تصادم کو کسی حد تک روکنے میں سوویت یونین کا موجودہ مؤقف کافی مفید ثابت ہوا ہے روسی قیادت نے خلیج میں امریکی فوجوں کی موجودگی کی مذمت کی ہے ان کو خدشہ ہے کہ امریکی فوجیں خلیج کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنالیں گی اور یہ صورت حال کسی وقت بھی دھماکہ خیز ثابت ہوسکتی ہے۔

اس سے بیشتر جب عراقی فوجیں کویت میں پہنچی تھیں سوویت یونین امریکہ کی ہمنوائی میں عراق کی مذمت کرتا رہا ہے روس نے اقوام متحدہ میں عراق کے خلاف پیش ہونے والی قرار دادوں کی بھی حمایت کی تھی روسی سفارت کار عراق و کویت سے غیر ملکیوں کے انخلاء پر زور دیتے رہے ایک ایسے ملک کیلئے جو بہت عرصہ تک روس کا حلیف رہا ہو روس کا ایسا سخت رویہ سمجھ سے بالاتر تھا آخر کار روسیوں کو ہوش آیا اور انہوں نے امریکیوں پر واضح کردیا کہ وہ خلیج کے معاملہ میں اب آنکھیں بند کرکے امریکیوں کے پیچھے نہیں چلیں گے اور اس مسئلہ کو روسی نکتہ نگاہ سے دیکھیں گے روسی افغانستان میں جنگ کی تلخیوں کو ابھی بھولے نہیں ہیں وہ عراق کے خلاف عائد شدہ اقتصادی پابندیوں کے نتائج دیکھنا چاہتے ہیں اسکے بعد ہی عراق کے خلاف کسی دوسرے اقدام کی اجازت دیں گے۔

جاپان ایک ارب ڈالر جنگی اخراجات کے لئے امریکہ کو دے گا۔ اس فیصلے کو جاپانی پارلیمنٹ میں تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے

روسی قیادت نے خلیج کے مسئلہ کو اب روسی مفادات کے تناظر میں دیکھنا شروع کردیا ہے۔ عراق سے تمام تعلقات ختم کرکے وہ اپنے ملک کے مفادات کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، یہی وجہ ہے کہ صدر بش کے زور دینے کے باوجود روسی قیادت نے روسی مشیروں کو عراق سے بلانے سے انکار کردیا جن کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے اسکے علاوہ ۹ ہزار روسی کاریگر بھی وہاں موجود ہیں امریکہ کو خوش کرنے کے لیے روسی مشرق وسطیٰ میں قائم شدہ اپنی دیرینہ ساکھ کو کیسے ختم کرسکتے ہیں یہ ساکھ نہر سویز کے تنازع کے وقت سے قائم چلی آرہی ہے ماسکو انسٹیٹیوٹ آف اورینٹل اسٹڈیز کے ڈائریکٹر وتالی نامکن کے مطابق مشرق وسطیٰ میں کچھ ایسے ممالک ہیں جو اب تک محض سوویت یونین پر بھروسہ کرتے رہے ہیں اور کبھی امریکہ کے قریب نہیں گئے۔

جب اقوام متحدہ میں عراق کے خلاف اقتصادی پابندی لگانے کی قرارداد منظور ہوئی تھی روسی وزیر خارجہ شیورناڈزے نے اسی وقت اشارہ دے دیا تھا کہ وہ طاقت کے استعمال سے کسی منصوبے میں شریک نہیں ہوں گے ایسا لگتا ہے کہ سوویت یونین اقتصادی پابندیوں کا بھی زیادہ دیر تک ساتھ نہیں دے سکے گا کیونکہ روسی جو سامان عراق کو دیتے ہیں اس کا نقد پیسہ وصول کرتے ہیں۔

جیساکہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ عراق میں روس کے تقریباً دس ہزار شہری ہیں جن میں ماہرین اور کاریگر شامل ہیں عراق میں غیر ملکیوں کا یہ سب سے بڑا گروہ ہے روسیوں کو ان کی حفاظت کی بھی فکر ہے عراق پر حملہ کی صورت میں ان کی زندگیوں کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے خلیج میں اتنی زیادہ امریکی فوج کے جمع ہوجانے سے ماسکو کے سیاسی حلقوں میں شکوک و شبہات جنم لے رہے ہیں انہیں اس بات کا پتہ چل گیا ہے کہ مسلمانوں کے مقامات مقدسہ پر امریکی سپاہیوں کے جمع ہونے سے مغرب کے خلاف مسلمانوں کے جذبات برانگیختہ ہونے شروع ہوگئے ہیں جس کے نتیجے میں مسلم قومیں یورپ اور امریکہ سے دور ہوتی چلی جائیں گی۔

روسیوں کو سب سے زیادہ اس بات نے پریشان کیا ہے کہ امریکی فوجیں ان کی سرحدوں سے صرف چھ سو میل کے فاصلے پر آگئی ہیں اس صورت حال پر روسی جنرل خاص طور سے برہم ہیں اور اپنی سیاسی قیادت کو

(باقی صفحہ ۵۰ پر)

سرزمینِ حجاز مقدس پر ناپاک قدم

داؤد توفیق احمد

یہ کتنا مایوس کن اور المناک ہے کہ بچے اور شوہر گھر پر رہیں اور عورتیں محاذ جنگ پر جائیں۔
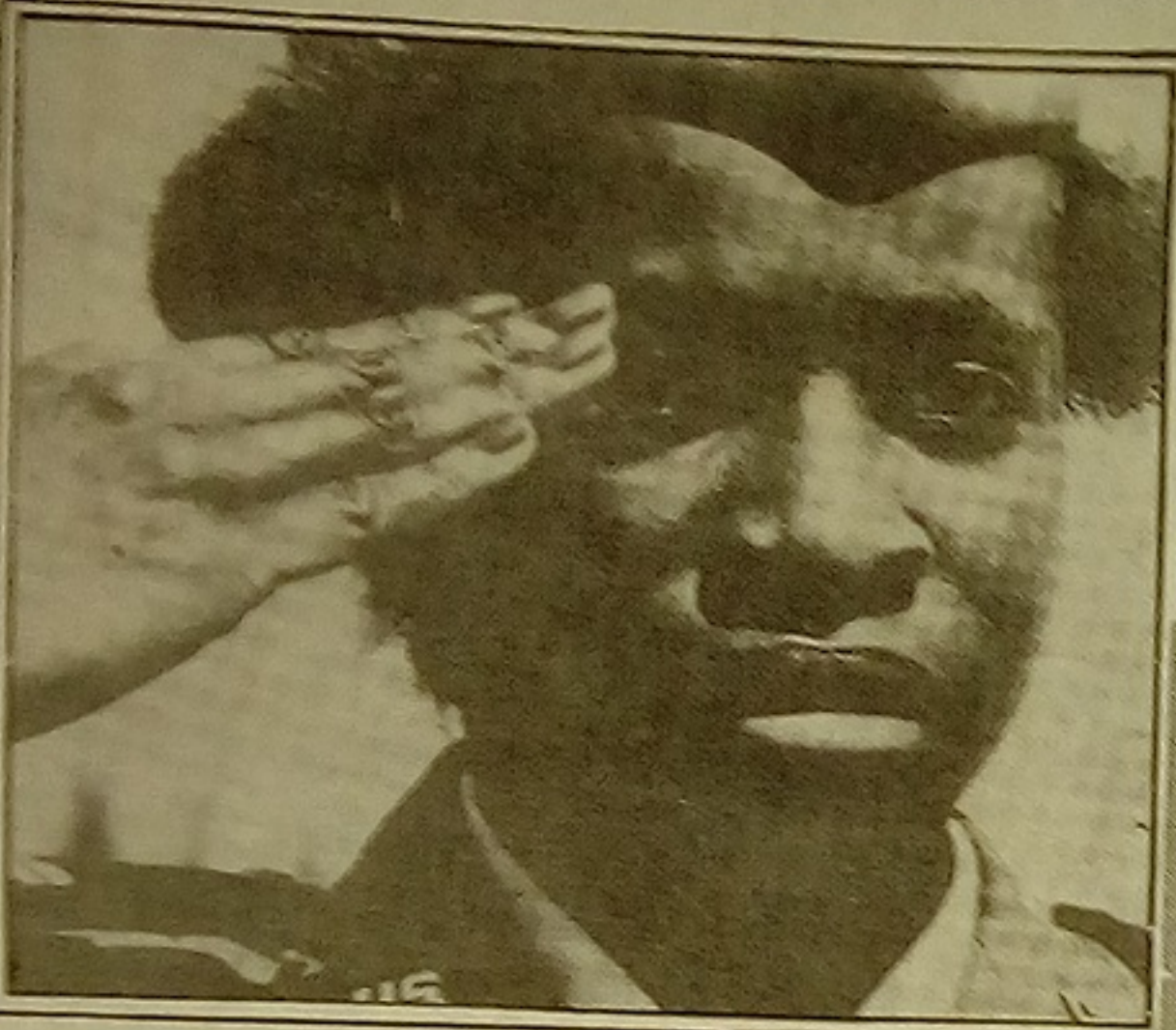
امریکی افواج میں اس وقت عورتوں کی تعداد تقریباً ۱۱ فیصد ہے۔

سعودی حکومت کی درخواست پر امریکہ نے جتنی بھی تعداد میں اپنی فوجیں سعودی سرزمین پر اتاری ہیں۔ امریکی حکومت کی تیزی اور پھرتی دیکھ کر ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے امریکہ اس موقع کی تاک میں تھا اور جیسے ہی اسے یہ موقع ملا اس نے عرب سرزمین پر اپنی افواج کو اتارنے میں دیر نہیں لگائی۔

امریکہ نے جو فوج سعودیہ عربیہ بھیجی ہے اس میں عورتیں بھی شامل ہیں جو امریکہ میں اپنے بچے اور گھر بار چھوڑ کر یہاں آئی ہیں ان بچوں کی نگہداشت یا تو ان کے ڈیڈی صاحبان کر رہے ہیں یا پھر یہ چائلڈ کیئر سینٹر میں پل رہے ہیں کچھ بھی ہو ان بچوں کی زندگی ماؤں کی محبت سے محرومی کا شکار ہو گئی ہے۔ سامراجی ممالک کے عوام کو اپنی حکومتوں کے سامراجی عزائم کی تکمیل کے لئے کیا کیا قربانی دینی پڑتی ہے اس کا اندازہ قارئین احوال ایک امریکی کے شب و روز کا مندرجہ ذیل احوال پڑھ کر لگا سکتے ہیں۔

دیگر امریکی خواتین سپاہیوں کی طرح امریکی نیوی کی نرس لیفٹیننٹ ڈینس میکڈوول نے آنسو بھری آنکھوں سے اپنے شوہر اور ایک سالہ بیٹی کو گڈ بائی کہا اور سعودی عرب کے لئے روانہ ہو گئی۔

امریکی افواج میں اس وقت عورتوں کی تعداد گیارہ فیصد ہے خلیج کا بحران شروع ہوا تو امریکی فوجیوں کو سعودی عرب کی درخواست پر خلیج میں لایا گیا ان میں عورتوں کی اچھی خاصی تعداد ہے۔ ان عورتوں کے شوہروں میں سے اکثر کو اپنے اہم کاموں سے سبکدوش ہونا پڑا۔ مثلاً ڈینس کا شوہر میکڈوول جو ایک بینکر ہے اور بینکنگ کا ایک ریفریشنگ کورس کر رہا تھا اسے اس کورس کو خیرباد کہنا پڑا۔

یہ بہت تکلیف دہ ہے۔ میکڈوول نے کہا وہ تین راتوں سے سو نہیں سکا تھا کیونکہ وہ مسلسل بچوں کی نگہداشت اور پرورش کرنے کے طریقے سیکھنے کے لئے اس موضوع پر لکھی گئی کتابیں پڑھ رہا تھا۔ اس نے کہا میں یہی سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا ہوں کہ شاید میں اس ذمہ داری کو

ایک روٹی اور ایک چھوٹے کنٹینر پانی پر پورے دن رہنا پڑتا ہے۔

نباہ نہیں سکوں گا۔ یا یہ کہ میں کوئی غلط کام کرنے جا رہا ہوں جو مجھے نہیں کرنا چاہیئے۔

میکڈوول کو دوہری پریشانی کا سامنا ہے۔ ایک طرف تو وہ اپنی بچی کی طرف سے فکر مند ہے کہ وہ اس کی بہتر نگہداشت کر بھی سکے گا۔ یا نہیں دوسری پریشانی اسے اپنی بیوی کی جانب سے ہے جو اس وقت امریکہ کے ایک نیوی کے جہاز کے اسپتال میں متعین خلیج کے کسی نہ معلوم مقام پر ہے وہ کب تک وہاں رہے گی کچھ نہیں کہا جا سکتا میکڈوول کا کہنا ہے کہ مردوں کا معاملہ دوسرا ہے وہ محاذ جنگ پر رہ کر افسردہ تو ضرور رہتے ہیں تاہم ان کی دلچسپی کے دوسرے کچھ نہ کچھ مواقع ہوتے ہیں لیکن عورتوں کو اور خاص طور سے شادی شدہ عورتوں کو محاذ جنگ پر رہنے سے شدید اعصابی دباؤ کا سامنا کرنا ہوتا ہے انہیں ہر وقت گھر کی اور بچوں کی فکر رہتی ہے۔

بندرگاہ پر اس وقت عجیب و غریب منظر تھا۔ جب سپاہی عورتیں جہازوں پر سوار ہو کر الوداع کہہ رہی تھیں اور ان کے بچے اپنے باپوں کی گودوں میں سوار ہو کر انہیں ہاتھ ہلا ہلا کر بائی بائی کر رہے تھے۔

میکڈوول کہتا ہے کہ یہ غلط طریقہ ہے۔ یہ سب غیر فطری ہے یہ مایوس کن بھی ہے اور المناک بھی کہ بچے اور باپ گھر پر رہیں اور عورتیں محاذ جنگ پر جائیں جب کہ ان کی واپسی کے امکانات بھی کم ہو سکتے ہیں۔

محاذ جنگ پر جانے سے پہلے لیفٹیننٹ ڈینس

ایک سال کی بچی بھی یہ جان گئی ہے کہ اس کی ماں دور چلی گئی ہے!

میکڈوول نے اپنی وصیت تیار کی جس پر اس کی موت کی صورت میں عمل ہوگا۔ علیحدہ ایک بینک اکاؤنٹ کھولا جس میں اس کی تنخواہ آتی رہے گی۔ اس نے اپنی بچی کے لئے اپنی آواز ریکارڈ کی اور شوہر کو بچی کی نگہداشت اور پرورش کے لئے کچھ مشورے بھی ریکارڈ کئے۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ اب ایک لمبے سفر پر جا رہی ہے اسے خلیج میں جانا ہوگا۔ جہاں کا قیام ہلاکت خیز بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ تاہم اس کے افسردہ شوہر نے بتایا کہ خلیج کی صورت حال اتنی خطرناک ہو سکتی ہے۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا جب وہ گھر میں تنہا اپنی
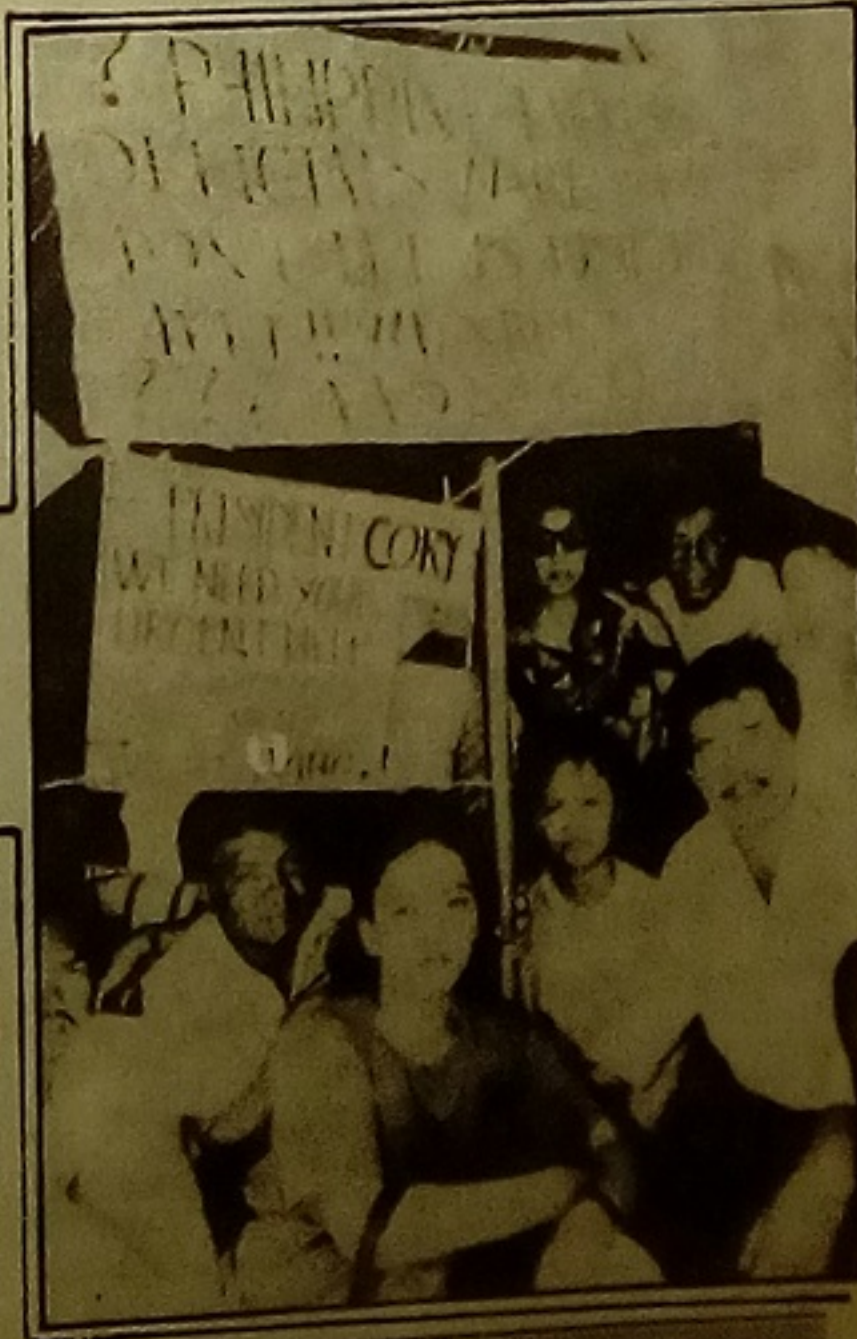
سامراجی ممالک کے عوام کو اپنی حکومتوں کے عزائم کی تکمیل کے لئے کیا کیا قربانی دینی پڑتی ہے!

بچی کو گود میں اٹھا کر گھومے گا اس کے کھانے اور پہننے کی فکر کرے گا۔ نیز اسے اس بات کی فکر کرنا پڑے گی کہ وہ آخر رو کیوں رہی ہے اب اس کی کیا ڈیمانڈ ہے! اف میرے خدا میں یقیناً سخت مشکل میں گرفتار ہوں۔

وہ روزانہ صبح بچی کو تیار کرتا ہے۔ پھر ناشتہ کرتا ہے جو اسے خود ہی تیار کرنا پڑتا ہے۔ پھر وہ اپنی ایک سالہ بچی کو لے کر چائلڈ کیئر سنٹر جاتا ہے اسے وہاں چھوڑ کر اپنے آفس روانہ ہو جاتا ہے۔ وہ فرسٹ امریکن بینک میں ملازم ہے۔ شام چھ بجے دفتر سے واپسی پر اپنی بچی کو چائلڈ کیئر سنٹر سے لیتا ہے گھر لا کر اسے نہلاتا ہے۔ دودھ پلاتا ہے اور اپنے رات کے کھانے کا انتظام کرتا ہے گو کہ وہ پہلے بھی گھر کے کاموں میں اپنی بیوی کا ہاتھ بٹاتا تھا اور خاص طور سے اس وقت جب وہ اسپتال میں ۱۲ گھنٹے کی ڈیوٹی پر ہوتی تھی۔ مگر اب جب کہ اسے تنہا کام کرنا پڑا ہے اسے احساس ہوا ہے کہ اس کی بیوی کتنا کام کرتی تھی۔

بلکہ میکڈوول نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنے کاموں کی تقسیم کرے گا۔ اس نے ایک نظام الاوقات ترتیب دیا ہے جس کے مطابق اس نے کپڑے دھونے، کھانا پکانے اور مارکیٹنگ کرنے کے لئے وقت مقرر کیا ہے اس کا کہنا ہے کہ چائلڈ کیئر آسان کام نہیں ہے میں اس سلسلے میں ڈاکٹر سپوک کا مطالعہ کر رہا ہوں انہوں نے بڑے مفید مشورے دیئے ہیں۔

(باقی صفحہ ۴۲ پر)

عراق نے پہل کیوں کی؟

صدر صدام حسین کی تلوار وار پہ وار کیوں کر رہی ہے

بین الاقوامی سیاست کے داؤ پیچ ہوں یا ڈپلومیسی کے میدان میں پینترے بازیاں فتح اسی کی ہوتی ہے جو پہلے وار کر دے اور بھرپور وار کر دے باخبر ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق عراق کے صدر صدام حسین نے کویت میں اپنی فوجیں بھیج کر یہی کیا تھا کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسرائیل، امریکہ، کچھ عرب بادشاہوں اور شیخوں کے ایک بہت بڑے خفیہ پلان کو اپنی حکمت عملی سے پاش پاش کر دیا۔

سوال یہ اٹھتا ہے کہ صدر صدام حسین نے اتنا بڑا خطرہ کیوں مول لیا اور کیا وہ دوسرے اقدامات نہیں کر سکتے تھے؟ باخبر ڈپلومیٹک حلقوں کا دعویٰ ہے کہ اگر صدام حسین صرف دو دن تک یہ اقدام نہ کرتے تو امریکہ خود عراق پر اچانک اور بھرپور حملہ کر دیتا اور عرب دنیا کا یہ طاقتور ملک برباد ہو جاتا اور خونخوار اسرائیل کو پوری عرب دنیا پر غاصبانہ قبضہ کرنے کا موقع مل جاتا۔

کئی ماہ قبل جب سے صدر صدام حسین نے غاصب اور ظالم اسرائیل کو چیلنج دیا تھا کہ اگر اس نے کسی عرب ملک پر حملہ کرنے کی جرأت اور غلطی کی تو عراق اس پر انتہائی تباہ کن زہریلی گیسوں کی بارش کر دے گا کہ آدھا اسرائیل جل کر خاک ہو جائے گا اور اگر کوئی دوسرا عرب ملک ایسی زبردست وارننگ دیتا تو اسرائیل اور اس کا آقا امریکہ دونوں ہنسی میں ٹال کر رہ جاتے لیکن چونکہ یہ چیلنج عراق جیسے فوجی اعتبار سے انتہائی طاقتور ملک کے صدر صدام حسین کی طرف سے آیا تھا، اس لئے ''اسرائیل'' امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی اور روس جیسے ملکوں میں زبردست زلزلہ آ گیا، صدر صدام حسین کے اس چیلنج کے بعد ہی امریکہ، برطانیہ، اسرائیل اور دوسرے مغربی ممالک صدر صدام حسین اور عراق کو تباہ و برباد کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔

سب سے پہلے ساری دنیا میں صدر صدام حسین کے خلاف کردار کشی کی لہر شروع کی گئی تاکہ عالمی رائے عامہ کو ان کے خلاف مشتعل کیا جا سکے امریکہ کی بدنام خفیہ ایجنسی سی آئی اے اور امریکی سفارتخانوں کے ذریعہ نیز اسرائیلی اثر میں کام کرنے والی خبر رساں ایجنسیوں کے توسط سے صدر صدام حسین کے خلاف گمراہ کن اور بے بنیاد مفروضات سے آراستہ پروپیگنڈہ شروع کیا گیا اور ان کا پیکر اس طرح پروجیکٹ کیا گیا گویا وہ ہٹلر یا چنگیز ہوں اس معاملے میں امریکی پروپیگنڈہ بازوں نے جرمنی کے گوئبلز کو بھی مات کر دیا ہے۔

یہ پروپیگنڈہ مہم شباب پر تھی کہ امریکہ نے صدر صدام حسین کو قتل کرا دینے اور ان کی حکومت کا تختہ الٹ دینے کی سازش رچی اور کویت کے کٹھ پتلی حکمران جابر الصباح کو اس خطرناک سازش کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری سونپی جابر سے کہا گیا کہ وہ عراق کے اندر اور باہر کام کرنے والے اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ یہ دونوں کام انجام دلائیں۔

عراق کو اس سازش کی بھنک مل گئی اور یہ امریکی منصوبہ بری طرح ناکام ہو گیا۔

عرب ممالک میں ان کٹھ پتلی حکمرانوں کے خلاف بغاوت شروع ہو رہی ہے جو اسرائیل کا آلۂ کار بن کر عراق سے ٹکرانے کی پلاننگ کر رہے ہیں۔

صدر صدام کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈے میں امریکی پروپیگنڈہ بازوں نے جرمنی کے گوئبلز کو بھی مات کر دیا۔

صدام حسین کا تختہ الٹ دینے میں ناکام ہونے کے بعد منصوبے کے دوسرے مرحلہ میں عراق پر کویت کی سرزمین سے اچانک اور بھرپور حملہ کر دینے کا خاکہ تیار کیا گیا اور اس سلسلے میں سعودی عرب، خلیجی ملکوں کے شیخ اور مصر و شام وغیرہ کے سربراہوں کو بھی اعتماد میں لیا گیا جب صدر صدام حسین کو انتہائی معتبر ذرائع سے معلوم ہو گیا کہ عراق پر اچانک اور برق رفتاری حملہ کی تیاریاں پوری کی جا رہی ہیں تو انہوں نے اس سازش کی بساط ہی الٹ دی۔

کویت دراصل عراق کا ایک حصہ تھا جسے انگریزوں اور صیہونیوں نے کاٹ کر الگ کر دیا تھا وہاں کے اصل باشندے عراقی ہیں اور ان کی اکثریت عراق کی حامی ہے ان عربوں نے جب یہ محسوس کر لیا کہ کویت کو عراق کے خلاف ایک اڈے کے طور پر استعمال کیا جانے والا ہے تو انہوں نے صدر صدام حسین سے باضابطہ درخواست کی کہ وہ کویت کو اسرائیلی، امریکی سازشوں سے بچا لیں۔

اس طرح صدر صدام حسین کو جب یقین ہو گیا کہ ان کے ملک کو چاروں طرف سے گھیر لینے کی سازش چل رہی ہے اور کویت کی سرزمین سے عراق پر اچانک حملہ کر دیا جائے گا تو انہوں نے دشمنوں کی چال کو مات دیتے ہوئے کویت میں اپنے حامیوں کی مدد سے فوجی مداخلت کر دی اور ایک ہی وار میں ان تمام منصوبوں کو چکنا چور کر دیا جو امریکہ اور اسرائیل نے بڑی چالاکی اور عیاری سے مرتب کئے ہیں امریکیوں نے کویت کے شیخ کو یہ لالچ بھی دی تھی کہ اگر عراق کو شکست دیدی گئی تو کویت کے جابر کو وہاں کا حکمران بھی مقرر کر دیا جائے گا۔

عراق حکومت کے ترجمان کے مطابق عراق نے کویت میں اپنی جو فوج داخل کی تھی وہ وہاں کی نئی آزاد عبوری حکومت کی درخواست کے جواب میں بھیجی گئی تھی تاکہ ایک متوقع بیرونی حملہ اور مداخلت کا مقابلہ کیا جا سکے عراق کی انقلابی کمانڈ کونسل نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ کویت میں صورتحال میں استحکام کے بعد چند دنوں میں عراق اپنی فوجیں واپس بلا لیگا اس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عراق کا کوئی ایسا ارادہ نہیں تھا کہ وہ کویت پر قبضہ کر لے گا۔ اور غالباً اسی حقیقت کے پیش نظر اور انتہائی سوجھ بوجھ سے کام لیتے ہوئے عراق نے فوراً اعلان بھی کر دیا کہ وہ کویت سے اپنی فوجیں واپس بلا رہا ہے جیسے کہ اس نے وعدہ کیا تھا عراقی فوجیں واپس بھی ہونے لگیں اور عراق میں مقیم درجنوں غیر ملکی صحافیوں نے جنوبی عراق جا کر فوجوں کی واپسی کا خود مشاہدہ بھی کیا۔

لیکن اس سے پہلے تمام عراقی فوجیں کویت سے واپس چلی جاتیں امریکہ نے اپنی فوجیں سعودی عرب میں یہ کہہ کر اتار دیں کہ عراق سعودی عرب پر حملہ کرنے والا ہے۔

ایسی صورت حال میں عراق نے کویت سے اپنی فوجیں واپس بلانے کا فیصلہ بدل دیا اور اب وہ ہر طرح کی صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔

صدام حسین کی تلوار پے درپے وار پہ وار کر رہی ہے اور دنیا کی بظاہر سب سے بڑی طاقت امریکہ کو سیاست اور ڈپلومیسی کے ہر داؤ پر شکست دیتی چلی آ رہی ہے۔ عراق کویت سے اپنی فوجیں ہٹانے کے لئے تیار ہے مگر اس نے یہ شرط رکھی ہے کہ اسرائیل تمام فلسطینی مقبوضہ علاقے خالی کردے، بیت المقدس کو مسلمانوں کے حوالے کر دے، شروع میں کویت پر قبضہ کرنے کی وجہ سے نہ صرف دوسرے ممالک میں بلکہ عرب ممالک میں بھی رائے عامہ صدام حسین کے خلاف ہو گئی تھی مگر ان کے اس اعلان کے بعد ماحول بدل رہا ہے اور عرب ممالک کے عوام اب صدام حسین سے بے پناہ متاثر ہو رہے ہیں۔

اب تمام عالم اسلام میں صدر صدام حسین کی حمایت میں مظاہرے ہو رہے ہیں اور خاص کر عرب ممالک میں تو ان امریکی کٹھ پتلی حکمرانوں کے خلاف بغاوت شروع ہو رہی ہے جو اس جنگ میں اسرائیل کا آلۂ کار بن کر عراق سے ٹکرانے کی پلاننگ کر رہے ہیں۔

بشکریہ ہفت روزہ اخبار نو دہلی

فیصل بن شاہ فہد کا مشیر

ایک رات میں 88 لاکھ پونڈ جوئے میں ہار گیا

جوا کھیلتے ہوئے وہ
بزنس بھی ڈیل کرتا ہے،
اس علاقہ میں
عرب شیوخ کے
شب و روز اسی طور پر
بسر ہوتے ہیں؛

موجودہ حجاز مقدس کو اللہ تعالیٰ نے دینوی اور مادی نعمتوں سے نوازا ہے۔ یہاں اللہ کا آخری پیغام لے کر نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اللہ کی آخری کتاب اسی جگہ نازل ہوئی اور محمد ہدایت کا وہ ابدی چشمہ اس سرزمین پر پھوٹا جس سے تمام دنیا تک بنی نوع انسان کو سیراب کرتا ہے۔ ان روحانیت کے علاوہ یہ علاقہ مادی وسائل سے بھی مالا مال ہے۔ موجودہ مشینی دور کی سب سے اہم ضرورت تیل۔ یہاں وافر مقدار میں موجود ہے۔ برق جیسے کہ آمد معدنی عنصر کے یہاں پہاڑ کے پہاڑ کھڑے ہیں۔ سونے کی کانوں کا بھی پتہ چلا ہے۔

مگر اس سرزمین کے موجودہ حکمران اس دولت کو امت مسلمہ کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کے بجائے عیاشی کی مد کر رہے ہیں وہ اس دولت کو کس بیدردی سے خرچ کر رہے ہیں۔ کس طرح دونوں ہاتھوں سے بے دریغ لٹا رہے ہیں۔ اس کا اندازہ ۱۹ راگست کے لندن کے اخبار سنڈے ٹائمز میں شائع شدہ اس خبر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک سعودی شیخ ایک وقت میں ۸ء۸ ملین پونڈ (چھبیس کروڑ پینتالیس لاکھ روپیہ) جوئے میں ہار گیا۔ خبر کی مندرجات مندرجہ ذیل ہیں

قاری خادم حسین چشتی (برطانیہ)

جبکہ اس کے ہم وطن ممکنہ جنگ کے خطرات سے دوچار ہیں جوئے کا شیدائی ایک سعودی شیخ ایک ذاتی حادثے سے دوچار ہوگیا۔ اپنی بد قسمتی کے سبب وہ ایک فرانسیسی ریویرا کیسینو (جواخانہ) میں ایک ریکارڈ رقم ۸ء۸ ملین پونڈ۔ (پاکستانی ۲۶ کروڑ ۴۵ لاکھ روپے) جوئے میں ہار گیا سعودی شیخ جس کا نام شیخ ایانی (EYNANI) ہے اتنی خطیر رقم جوئے میں ہارنے کی وجہ سے "جوئے کا بادشاہ" مشہور ہوگیا۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ایسی ہوش ربا رقم ہارنے کے باوجود بھی وہ بالکل پرسکون رہا۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ جوئے میں ہارنے کا ریکارڈ اس نے کسی اور کا نہیں توڑا بلکہ اپنا ہی قائم کردہ ریکارڈ توڑا ہے جو اس نے ۱۹۸۵ء میں ۸ ملین پونڈ (۲۲ کروڑ پاکستانی روپے) ہار کر قائم کیا تھا اور اس کے چہرے پر اسی طرح چمک دمک قائم رہی تھی۔ جیسے کوئی بات ہی نہیں ہوئی تھی اس نے اسی وقت تیزی سے ایک چیک لکھا اور اپنے بنک کے کھاتے سے ۶۰ فیصد رقم نکال لی اور بیلنس میں صرف ۰ء۳ ملین پونڈ۔

کانس میں قائم اس برطانوی جوا کلب میں جوئے کے علاوہ اور بھی رنگینیاں ہیں یہ ایسی کشش ہے جو ایانی کو زیادہ دیر تک کلب سے دور نہیں رہنے دے سکتی!

(۲۴ کروڑ پاکستانی روپیہ) چھوڑ دیئے۔

ایسی زبردست رقم ہارنے کے بعد اسے پیسہ کا غم نہیں ہے اگر فکر ہے تو یہ ہے کہ یہ خبر سن کر شاہ فہد کا ردعمل کیا ہوگا یاد رہے کہ شیخ ایانی شاہ فہد کے بیٹے شہزادہ فیصل کا مشیر ہے۔ ۱۹۸۶ء میں جب وہ پہلی بار ایک بڑی رقم ہارا تھا تو اسے شاہی خاندان کی ناراضگی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

یہ خبر سن کر شاہ فہد غصہ میں لال پیلے ہو گئے انہوں نے فوراً شیخ ایانی کو ریاض (سعودی عرب) طلب کر لیا۔ اور اسے حکم دیا کہ وہ آئندہ کیسینوز (جوئے خانوں) سے دور رہے اس سے پہلے جب وہ ۱۹۸۵ء میں ایک بڑی رقم جوئے میں ہارا تھا اس وقت شاہ فہد نے ایسے شدید ردعمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔ مگر اس مرتبہ جو فوری اور شدید ردعمل ان کی جانب سے سامنے آیا اس کا سبب شاید یہ ہو کہ اب انہیں عراق سے فوجی تصادم کا خطرہ ہے۔

تاہم اگر شیخ ایانی کو جوا کھیلنے سے روک دیا گیا تو فرانس کے شہر کانس کے جوا خانوں کے مالکان کو اس بات سے دکھ پہنچے گا۔ تاہم ایک فائدہ بخش گاہک سے محروم ہو جانے کے باوجود ان کے کاروبار میں کمی نہیں آئے گی کیونکہ ان کے کاروبار کی چمک دمک قائم رکھنے کے لئے وہاں اور عرب شیخ موجود ہیں۔

کینس میں قائم اس برطانوی جوا کلب میں جوا کے علاوہ اور بھی رنگین دلچسپیاں ہیں۔ مثلاً حسیناؤں کے بیلے ڈانس وغیرہ اخبار سنڈے ٹائمز کے مطابق یہ ایسی کشش ہے جو شیخ ایانی کو زیادہ دیر تک اس کلب سے دور نہیں رہنے دے گی اور وہ کوئی نہ کوئی طریقہ اس کلب میں پہنچنے اور اپنا نقصان پورا کرنے کا نکال لے گا وہ اگر روزانہ جوا نہ کھیل سکا تو تیسری اور چوتھی رات ضرور کھیلے گا۔

سنڈے ٹائمز لکھتا ہے کہ جس رات شیخ ہارا اس رات وہ دو رولیٹ ٹیبل ایک ساتھ کھیلتا رہا۔ ایک وقت میں ایک داؤ دو لاکھ گیارہ ہزار پونڈ کا لگاتا رہا۔ تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ رقم جیت سکے لیکن بدقسمتی سے وہ کوئی داؤ جیت نہ سکا۔ لیکن اس کی بدقسمتی کلب کے لئے خوش قسمتی ثابت ہوئی۔ اس سال کلب کو ۱۲ء۵ ملین پونڈ کا فائدہ ہوا۔

سنڈے ٹائمز کے نمائندے نے جب جوا کلب کے منیجر سے شیخ ایانی کی ہار سے متعلق بات کرنا چاہی تو اس نے بات کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم اپنے گاہکوں کے معاملات کے بارے میں بات نہیں کرتے یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی بنک منیجر سے اس کے اکاؤنٹ ہولڈروں کے اکاؤنٹ کے بارے میں بات کی جائے۔

شیخ ایانی نے جس محیر العقول طور پر اتنی بڑی رقم ہاری ہے اس نے شیخ کو جوئے کا ایک لیجنڈ بنا دیا ہے وہ کانس کے مہنگے ترین علاقہ میں رہتا ہے وہاں اس کے پاس انتہائی قیمتی کئی کوٹھیاں ہیں۔ اس کے کئی بڑے بڑے بزنس ہیں

شیخ ایانی پر پابندی کے باوجود جوا خانوں کے کاروبار میں کمی نہیں آئے گی۔ ان کے کاروبار کی چمک دمک قائم رکھنے کے لئے وہاں اور عرب شیخ موجود ہیں!

جبکہ تیل کی رائلٹی اس کی آمدنی کا بنیادی ذریعہ ہے یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ دن بھر سوتا رہتا ہے تاکہ رات کو جاگنے کے لئے انرجی مجتمع کر سکے۔ جوا کھیلتے ہوئے وہ بزنس ڈیل بھی کرتا رہتا ہے۔ اس علاقہ میں تیل کی دولت سے مالا مال عرب شیوخ کے شب و روز اسی طور پر بسر ہوتے ہیں۔

شیخ ایانی بیروں اور جوا خانے کے دیگر ملازمین کو فیاضی سے بخشش عطا کرنے میں مشہور ہے اب تک وہ انہیں ۳ لاکھ ۷۰ ہزار پونڈ انعام میں دے چکا ہے۔

قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمان کس کسمپرسی میں زندگی گذار رہے ہیں اور یہ عرب شیوخ کس طرح مسلم امہ کی دولت کو ضائع کر رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حکمراں غلط نظام حکومت کی بدولت مسلمانوں کی دولت کے مالک بن بیٹھے ہیں جبکہ اس دولت کے مالک مسلم عوام ہیں اس دولت کو عیاشی کی بھینٹ چڑھنے کے بجائے مسلمانوں کی غربت کو دور کرنے کے لئے خرچ ہونا چاہئے

●●

جمعیت علمائے پاکستان میں شمولیت کا اعلان

منڈی حاصل پور/ نامہ نگار/ گذشتہ روز یہاں جمعیت علمائے پاکستان کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ تحصیل حاصل پور سے جے یو پی کے خادمین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جوائنٹ سکریٹری جمعیت علمائے پاکستان پنجاب چوہدری نذیر احمد مہمان خصوصی تھے۔ اجلاس کے شرکائے نے ملکی حالات اور آئندہ انتخابات کے بارے میں غور کیا۔ اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ جمعیت صوبائی حلقہ P.P.224 حاصل پور سے انتخاب میں بھرپور طریقے سے حصہ لے گی۔ اس موقعہ پر علاقہ کے معززین چوہدری کرامت علی چک 59 ایف اور سید رحم علی شاہ نے اپنے سیکڑوں ساتھیوں سمیت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت پر مکمل اور غیر متزلزل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے جمعیت علمائے پاکستان میں شمولیت کا اعلان کیا۔ یاد رہے کہ چند روز قبل چیئرمین یونین کونسل 154 مراد میاں خلیل احمد۔ چوہدری اکبر علی بسرا اور خلیل احمد باجوہ بھی اپنے ہزاروں ساتھیوں سمیت جے یو پی میں شامل ہو چکے ہیں اجلاس میں متفقہ طور پر سید رحم علی شاہ کو جے یو پی کے یوتھ ونگ انجمن نوجوانانِ اسلام تحصیل حاصل پور کا نائب صدر مقرر کیا گیا۔

جمعیت علمائے پاکستان پنجاب کے جوائنٹ سکریٹری چوہدری نذیر احمد نے حاصل پور میں چوہدری سروس اسٹیشن پر ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسمبلیاں توڑنے کا اقدام کوئی غیر متوقع اقدام نہیں تھا۔ اس کے لئے پوری قوم تیار تھی انہوں نے کہا کہ آئندہ انتخابات میں جمعیت علمائے پاکستان بھرپور طریقے سے حصہ لے گی۔ جمعیت علمائے پاکستان کا مقصد اور مشن نظام مصطفےٰ کا نفاذ اور مقام مصطفےٰ کا تحفظ ہے جے یو پی اپنے مشن کیلئے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ کچھ عرصہ سے گورنمنٹ انٹر کالج۔ کالج حاصل پور میں طلباء کے درمیان چپقلش کا ذمہ دار کالج کا ایک پروفیسر نذیر احمد طارق ہے یہ سازش کر کے طلباء کے دو گروہوں میں تصادم کرانا چاہتا ہے انہوں نے کہا کہ اس پروفیسر کا کالج سے فی الفور تبادلہ کیا جائے۔ تاکہ کالج میں امن و امان برقرار رہ سکے اور اس پروفیسر کی سازش کے نتیجہ میں کالج سے انجمن طلباء اسلام کے جن لڑکوں کو نکالا گیا ہے۔ انہیں بحال کیا جائے پرانا حاصل پور کی مسجد جس کو انتظامیہ نے تین ماہ سے سیل بند کر رکھا ہے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اس مسجد کے ارد گرد کے لوگوں کی رائے شماری کرائی جائے جس مسلک کے افراد کی تعداد زیادہ ہو مسجد کو اس مسلک کے حق میں واگزار کیا جائے انہوں

(باقی صفحہ ۵۰ پر)

امریکہ نے شاہ فیصل کو قتل کرایا

شاہ فہد نے امریکی یہودی افواج کو بلوایا

شاہ فیصل ۔ دنیائے اسلام کے اتحاد کی علامت

امریکی مفادات کو نقصان پہنچانے کی پاداش میں ایک سازش کے تحت شاہ فیصل کو قتل کرادیا گیا تھا

کویت پر عراقی حملے کے باعث جہاں ایک طرف مشرق وسطیٰ میں خطرناک صورتحال پیدا ہوگئی ہے وہیں دوسری طرف اس بہانے اپنی فوجیں اتارنے کی امریکہ کی دیرینہ خواہش بھی پوری ہوگئی ہے۔ امریکی فوجوں کی سعودی عرب میں داخلے کے باعث دنیائے اسلام میں ایک عجیب طرح کی بے چینی کا احساس پایا جاتا ہے امریکی افواج کی آمد کے خلاف نہ صرف اردن، لیبیا اور یمن وغیرہ میں زبردست مظاہرے ہوئے بلکہ سعودی عرب کے عوام میں ایک احتجاج کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ دراصل کویت پر عراقی حملہ عرب ممالک میں بادشاہت کے خلاف ایک ردعمل کی علامت کہا جاسکتا ہے جس کی وجہ سے سعودی عرب میں شہنشاہیت کے پائے تخت بھی لرزتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

۱۹۰۲ء میں برطانوی سامراج کی مدد لیکر جب سے ابن سعود نے ترکوں کا تسلط ختم کرکے سعودی عربیہ مملکت کی بنیاد رکھی تب سے سعودی عرب نے مغربی ممالک کے مفاد کا ہر لحاظ سے خیال رکھا۔ مشرق وسطیٰ میں تیل کی دولت دریافت ہونے کے بعد یہ علاقہ ترقی یافتہ ممالک خاص کر امریکہ کے لئے خصوصی توجہ کا مرکز بن گیا۔ مغربی ممالک اور امریکہ نے اپنے مفاد کی خاطر اس علاقے کے مزید حصے بخرے کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی جس کے نتیجے میں کئی آزاد چھوٹی چھوٹی مملکتیں وجود میں آگئیں۔ جن کے درمیان باہمی چپقلشیں ہمیشہ کارفرما رہیں۔ اسی شکل سے تین دہائی قبل عراق کے مشرق میں تیل سے مالامال علاقہ کویت کی شکل میں علیحدہ کردیا گیا جس پر عراق ہمیشہ اپنا دعویٰ کرتا آرہا ہے اسی لئے صدر صدام حسین نے کویت پر حملے کو جائز قرار دیتے ہوئے اپنا عراقی علاقہ دوبارہ واپس لینے کی بات کہی ہے۔

شاہ فیصل

شاہ فیصل کی شکل میں دنیائے اسلام کو ایک ایسا رہنما ملا جس نے حالات کو بدل کر رکھ دیا۔ اس نے مغربی ممالک اور امریکہ کے ذریعہ اپنے مفاد پرستی کی بچھائی بساط کو الٹ کر رکھ دیا اور اتحاد اسلام کا نعرہ بلند کیا۔ انہوں نے تیل کی طاقت کا بخوبی اندازہ کرتے ہوئے اسے بطور اسلحہ استعمال کرکے عرب ملک کے اندر تیل کی طاقت کا احساس کرادیا۔ یہ انہیں کی حکمت عملی کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۷۳ء کی جنگ میں مصر نے اسرائیل کو زبردست شکست دیکر عربوں کے وقار کو دوبارہ بحال کردیا جو ۱۹۶۷ء کی شرمناک شکست کے بعد تباہ ہوگیا تھا۔ یہ صرف تیل کی طاقت کے باعث ترقی یافتہ مغربی ممالک تنگ ہوگئے اور ان کا اقتصادی ڈھانچہ تنگ چرمرا کر رہ گیا اس میں زیادہ نقصان امریکہ کو پہنچا۔ شاہ فیصل اس کے مفاد کی راہ میں روڑہ بن گئے تو ایک سازش کے تحت شاہ فیصل کو قتل کردیا گیا۔ شاہ فیصل کے بعد دنیائے اسلام میں کوئی ایسا رہنما نہیں پیدا ہوا جو عربوں کے درمیان اتحاد پیدا کرسکے

ہمارے سعودی عرب کے خلاف کوئی مقاصد نہیں ہیں

عراق صلح کے لئے تیار ہے مگر پہلے امریکی خلیج سے نکلیں

عراقی سفیر اسمٰعیل حمودی سے قاری زوار بہادر اور علامہ شبیر احمد ہاشمی کی گفتگو

اس وقت خلیج میں قیامت برپا ہے کہ مسلمان ممالک ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ ۲ر اگست ۱۹۹۰ء کو عراق کی افواج نے کویت پر قبضہ کرلیا اور کویتی سربراہ جابر الاحمد الصباح اپنے بیان کا پٹر سے اپنی جان بچانے میں بمشکل تمام کامیاب ہوتے ۸ر اگست کو کویت کی انقلابی کمان کونسل کی درخواست پر صدر صدام حسین نے اعلان کیا کہ کویت تاریخی اعتبار سے عراق کا حصہ ہے اس لیے وہ عراق کا اٹوٹ انگ ہے ۹ر اگست کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے پندرہ ممالک نے اتفاق رائے سے عراق کے اس اقدام کی مذمت کی۔ ۱۹۲۶ء سے سعودی عرب پر قابض اور مسلط شاہی خاندان کے سربراہ فہد بن عبدالعزیز نے ٹی وی پر قوم سے خطاب کیا اور اپنے دفاع کے لیے ۱۸ عرب ۲۶ اسلامی ملکوں کے علاوہ اپنے آقائے ولی نعمت امریکہ سے مدد کی اپیل کی اور برطانیہ کو بھی دعوت دی اور کہا کہ یہ افواج عارضی طور پر آتی ہیں اور جلد ہی واپس چلی جائیں گی۔ شاہ فہد نے کویت پر عراق کے قبضے کو عربوں کی تاریخ کی بدترین جارحیت قرار دیا جبکہ عراقی سربراہ صدام حسین نے کویت پر مکمل قبضہ کے باوجود مسلمانوں اور عربوں میں اتحاد اور خیر سگالی کے لیے ۱۲ر اگست کو چار شرائط پر مبنی امن فارمولا پیش کیا کہ

● اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کویت پر حملے سے متعلق تمام معاملات کو بیک وقت حل کرے۔

● اسرائیل مقبوضہ اور دوسرے مفتوحہ عرب

> امریکی فوجی
> بلیو فلمیں دکھا کر اخلاقی
> تباہی
> پھیلا رہے ہیں ؛

> مسلم امہ جو فیصلہ
> بھی کرے گی
> صدر صدام کو منظور ہوگا ؛

علاقے غیر مشروط خالی کر دے۔

● سعودی عرب سے امریکہ اور غیر ملکی فوجیں فوراً نکل جائیں اور ان کی جگہ عرب فوجیں لگائی جائیں۔

● اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں عراق کے خلاف جن اقتصادی پابندیوں کا اعلان کیا ہے انہیں ختم کیا جائے۔

صدر صدام حسین کی ان شرائط کو ابھی تک قبول نہیں کیا گیا بلکہ امریکی سامراج اور اس کے حواری ممالک مسلسل تصادم کی طرف بڑھ رہے ہیں پاکستان میں بھی امریکہ کے سیاسی اور مذہبی برخوردار موجود ہیں وہ اس وقت صدر صدام حسین کے خلاف گز گز بھر لمبی زبانیں نکال کر واہی تباہی بولنے میں مصروف ہیں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آج ان بزر جمہروں کو عراق کی کارروائی تو جارحیت نظر آرہی ہے اور ایران کا پرانا اور متروک مطالبہ کہ جنگی جرائم کے تحت صدر صدام حسین کے خلاف مقدمہ چلایا جائے یاد آگیا ہے۔ اور پاکستان میں امریکہ کا پرانا مذہبی ایجنٹ طبقہ یعنی جماعت اسلامی کے اخباری لاؤڈ سپیکر کو صرف اس وقت صدر صدام حسین ہی اسلام کے خلاف سازش نظر آتے ہیں جبکہ اس سنگ دل حرمان نصیب گروہ کو نجدی ڈاکوؤں کا ترکی خلافت کو توڑ کر حرمین طیبین پر غاصبانہ قبضہ حرمین طیبین میں انسانوں کی خونریزی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں عصمت دری کے خونچکاں واقعات اور مظالم سے آنکھ موند لینا ہی اسلام کی خدمت نظر آتی ہے آج صلاح الدین کا تکبیر اور مجیب الرحمٰن شامی کا زندگی صدر صدام حسین کے خلاف بغض و عناد کے ترجمان بنے ہوئے ہیں۔ یہی مجیب الرحمٰن شامی عراق ایران جنگ میں اسی صدام حسین کو محافظ اسلام قرار دیتے تھے اور غیر جانبداری کا لبادہ اوڑھنے کے باوجود ملک میں شیعہ سنی تصادم پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے غیر فرقہ واریت کے پرفریب جھنڈوں میں لپٹے کے

باوجود شیعوں کے خلاف زہریلے مضامین شائع کیے گروہ ایک صحافی کی بجائے مولوی حق نواز جھنگوی کا کردار ادا کر رہے تھے مگر جب صدر صدام حسین نے امریکہ کے ایجنٹوں عیاش بدکار اسلام کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ حکمرانوں اور ناؤ نوش میں غلطاں شرابی کبابی شہزادوں کا ٹینٹوا دبایا اور انہیں گردن سے پکڑ کر کھینچا مسلمانوں کی دولت پر عیاشیاں کرنے والوں کو لوٹا تو یکایک یہ لوگ اپنی نام نہاد صحافت کا شیطانی ہتھیار لے کر صدام حسین کے خلاف سر بازار ننگے ناچنے لگے کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ حجاز مقدس پر قابض آلِ شیخ اور آلِ سعود کے دو ڈاکو خاندانوں کا وقت قریب آگیا ہے ان کے دن گنے جا چکے ہیں اور اکیلا شاہ فہد اب اٹھارہ ارب ڈالر کی خطیر دولت پر اللے تللے نہیں کر سکے گا۔ اور اس سے بجی بریلی تلچھٹ کو منصورہ اور اس کے بالتو صحافی جانے سے محروم ہو جائیں گے اس لئے انہوں نے اپنی قلمی یلغار مسلم امہ کے نجات دہندہ اور محسن صدام حسین کے خلاف شروع کر دی ہے اسی لیے ندائے اہلسنت نے یہ فیصلہ کیا کہ خلیج کی موجودہ صورت حال مسلم امہ کے مستقبل امریکہ کے انسانیت اور مسلم کش اقدامات کی تفصیل سے پاکستانی عوام کو آگاہ کیا جاتے۔ ہم نے اپنے شمارہ نمبر ۷ جلد ۲ مطابق ۱۶ تا ۳۱ اگست ۱۹۹۰ء میں خلیج کی صورت حال پر ایک مضمون لکھا اور صدر صدام حسین کے نام ایک نظم بھی شائع کی اس پر پورے ملک سے ندائے اہلسنت کی بھرپور حوصلہ افزائی کی گئی اور قارئین کی بھاری اکثریت نے تنازعہ خلیج میں بھرپور کردار ادا کرنے کا مشورہ دیا۔ اس بناء پر ہم نے عراق کے پاکستان میں متعین سفیر جناب اسماعیل حمودی حسین سے ملاقات کا فیصلہ کیا محترم سفیر انتہائی ہوشیار چاق چوبند معلومات کا خزانہ قوت تقریر سے آراستہ پیراستہ میانہ قد دوہری جسامت ہلکی سبز پتلون اور گہری گلابی شرٹ میں ملبوس نکھرے گورے اور خوبصورت رنگ سے ہمارے لیے سراپا استقبال تھے۔ بڑی گرمجوشی سے معانقہ پر جوش مصافحے کے بعد سب سے پہلے انہوں نے قائد

مولانا شاہ احمد نورانی

مسلم امہ کے

عظیم رہنما ہیں

(صدر صدام)

اہلسنت علامہ امام شاہ احمد نورانی کی خیریت دریافت کی اور کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کی جماعت عراقی عوام اور عراقی سربراہ رئیس صدر صدام حسین کے نزدیک انتہائی قابل احترام جماعت اور مسلم امہ کے محسن لیڈر ہیں جناب اسماعیل حمودی حسین نے بغداد شریف میں مولانا نورانی کی پرجوش عالم اسلامی انقلابی کے جذبوں سے بھرپور تقریروں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور بتایا خلیج سے متعلق جمعیت علماء پاکستان کا تازہ موقف رئیس صدام حسین تک پہنچ گیا ہے اور انہوں نے جواباً مولانا شاہ احمد نورانی کو شکریہ کا پیغام بھیجا ہے۔ ہم جناب حمودی کی خدمت میں چند منٹ کے لیے گئے تھے مگر گفتگو کم از کم سوا دو گھنٹے تک پھیل گئی۔ ہماری ان سے گفتگو میں زیادہ تر خلیج ہی کا مسئلہ زیر بحث رہا مگر ضمناً مسلمانوں کی مجموعی سیاسی مذہبی اور اقتصادی صورتحال پر بھی بحث ہوتی رہی۔ میں نے عرض کیا کہ عراقی سفیر انتہائی باخبر مسلمان ہیں۔ اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے مناسب ترین تجاویز دے سکتے ہیں

امریکہ، پچاس سال سے

عربوں کے تیل پر قبضہ کرنے

کی سازش

کر رہا ہے

ہماری ان سے گفتگو کسی ترجمان کے بغیر عربی زبان ہی میں ہوئی مگر بعض فنی اصطلاحات اور اعداد و شمار کے بعض پہلوؤں پر تشفی کے لیے صرف آخری آدھ گھنٹہ میں جناب حمودی نے ہماری مرضی سے ترجمان کو شریک کر لیا۔ ہم نے اپنی کہنے کی بجائے زیادہ تر ان کی سنی مگر بعض مسائل پر خاصی تقریریں بھی کرنی پڑی۔ انٹرویو کی تفصیلات آپکے سامنے ہیں لیجئے آپ بھی شریک ہو جائیں۔

ندائے اہلسنت :۔ آپ نے کویت پر قبضہ کر لیا۔ کیا یہ تنازعہ باہمی گفت و شنید سے حل نہیں ہو سکتا تھا۔

حمودی :۔ ہم آج بھی گفت و شنید پر یقین رکھتے ہیں کسی ملک پر قبضہ کرنا صحیح نہیں سمجھتے اور کسی کی آزادی کے خاتمہ کا تصور بھی نہیں کرتے مگر اپنی سلامتی اور بقا بھی ہر ملک اور ہر انسان کا حق ہے کویت کے سابق حکمران عراق کو معاشی طور پر تباہ کرنے کے لیے اس کے حصے سے تیل چوری کرتے رہے اور بین الاقوامی منڈی میں تیل کی قیمتوں کو کم کر کے عراق کو معاشی تباہی کے دلدلنے پر پہنچانے کی کوشش میں مصروف رہے مگر عراق نے ان سب باتوں کو نظر انداز کیا اور باہمی مذاکرات سے مسائل کے حل کی کوشش کی جبکہ دوسری طرف کویتی اور سعودی حکمران خفیہ طور پر امریکہ سے مل کر یہ پروگرام مکمل کرتے رہے کہ عراق کو فوجی قوت سے تباہ کر دیا جائے امریکہ چونکہ عراق کا ازلی دشمن ہے اور اس کے اپنے مفادات بھی عراق کی تباہی میں ہیں۔ اس لیے یہ تثلیث اس بات پر متفق ہو گئی کہ اچانک حملہ کر کے عراق کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے اس کا انکشاف عراق کے خفیہ ذرائع نے اس طرح کیا کہ کویت کے سربراہ جابر الاحمد الصباح اور سعودیہ کے شاہ فہد کے درمیان خفیہ ٹیلی فون ریکارڈ کر لیا گیا اور وہ ٹیلی فون انہی دونوں لیڈروں کی اپنی زبان میں بغداد ریڈیو سے نشر بھی کیا گیا ایسے عالم میں آپ ہی بتلایئے کیا تو ہم مصر کی طرح اپنا سب کچھ تباہ کروا دیتے جس طرح اسرائیل نے مصر کو معلوم ہی نہ ہونے دیا اور اس کے خفیہ اڈوں کو نشانہ بنا دیا اور پھر اسے بالآخر

کیمپ ڈیوڈ کے معاہدے میں شریک ہو کر اسرائیل کے سامنے گردن جھکائی بڑی مگر عراق کے عوام اس ذلت کو برداشت نہیں کرسکتے تھے دوسری بات یہ ہے کہ عراق خود نہیں گیا بلکہ وہاں کی انقلابی کونسل نے دعوت دی تھی اور تیسری بات یہ ہے کہ تاریخی اعتبار سے کویت عراق کا حصہ ہے جو سامراجی تقسیم سے ہم سے چھین لیا گیا تھا۔

ندائے اہلسنت:۔ سعودی عرب میں امریکی فوجوں کی آمد صرف سعودیہ کے دفاع کے لیے ہے یا کوئی اور مقصد بھی ہے۔

حمودی:۔ نہیں صاحب صرف یہ بات نہیں اصل بات یہ ہے کہ امریکہ گزشتہ پچاس سال سے عربوں کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے کی سازش کررہا ہے موجودہ امریکی صدر بش سے پہلے نکسن، کارٹر، ریگن بھی ایسی سازشیں کرچکے ہیں مگر اس وقت ایک دوسری سپر پاور روس ان کا سامنا کرتا تھا مگر اب چونکہ روس کمزور ہوگیا ہے اور اس کی اپنی سلامتی اس کے لیے مسئلہ ہے اس لیے امریکہ کو یہ موقع ملا ہے اس نے یہ سمجھا کہ عراق چھوٹا ملک ہے وہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکے گا۔ اس لیے وہ سعودیہ کے بہانے عربوں کے تیل کے ذخائر پر قبضہ جمانے آیا ہے۔ سعودیہ کو بچانے نہیں آیا۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ صیہونی اور صلیبی طاقتیں مسلمانوں کا تحفظ کریں یہ تو مسلمانوں کی اپنی بدبختی ہے کہ وہ اسلام کے ازلی وابدی دشمنوں سے خیر کی توقع کرتے ہیں۔

ندائے اہلسنت:۔ اس تنازعہ کا حل کیا ہے۔

حمودی:۔ حل بڑا آسان ہے کہ امریکی فوجیں سعودیہ سے فوراً واپس چلی جائیں اور مسلمان ممالک مل بیٹھ کر طے کریں جس طرح مسلم امّہ فیصلہ کرے گی عراق اس کی پابندی کرے گا۔ مسلم امہ سے مراد عربی اور غیر عربی تمام مسلمان ممالک ہیں۔ اگر سعودی خاندان زیادہ ہی خطرہ محسوس کرتا ہے تو وہ صلیبیوں کو بلانے کی بجائے مسلمان ملکوں پر اعتماد کرے۔

ندائے اہلسنت:۔ عراق آخر سعودی عرب پر کیوں قبضہ کرنا چاہتا ہے کیا یہ بھی اس کا جغرافیائی مقصد رہا ہے۔

حمودی:۔ استغفراللہ عراق سعودیہ پر قبضہ نہیں کرنا چاہتا اس کی یقین دہانی عراق کئی مرتبہ تحریری طور پر کرواچکا ہے اور اب بھی پوری مسلم امہ کے سامنے یقین دہانی کرانے کو تیار ہے مگر سعودی حکمران پھر بھی امریکہ کی طرف بھاگتے ہیں۔ اپنے قوت بازو یا مسلم امہ پر اعتماد نہیں کرتے اس سے پہلے عراق کے نائب صدر شیخ عزت الدوری اور کویت کے نمائندے سعد عبداللہ کے مابین جدہ میں جب مذاکرات ہورہے تھے اس وقت بھی عزت الدوری نے سعودی حکمرانوں کو خیرسگالی کی یقین دہانی کرائی تھی مگر موجودہ صورتحال میں سعودیہ سے زیادہ امریکہ کی دلچسپی ہے وہ اس سنہری موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا۔

ندائے اہلسنت:۔ سنا ہے لیبیا کے سربراہ کرنل معمر قذافی عراق کے موجودہ موقف کے حامی نہیں ہیں۔

شاہ فہد اور کویتی امیر کا ٹیلیفون عراق نے ٹیپ کرلیا

حمودی:۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے وہ امریکہ کی حمایت کرہی نہیں سکتے ان کے اخبارات اور ذرائع ابلاغ ہمارے موقف کی حمایت کررہے ہیں۔

ندائے اہلسنت:۔ دنیا میں عراق کی مخالفت زیادہ ہے اور حمایت کم ہے۔

حمودی:۔ ایسا بھی نہیں ہے کیونکہ مسلمان ممالک میں الجزائر، تیونس، لیبیا، اردن، سوڈان، یمن، فلسطین، موریطانیہ ہمارے موقف کے حامی ہیں، جبکہ عوام تو تمام مسلمان ملکوں کے رئیس صدام کے موقف کی حمایت میں ہے اور ہمیں حکومتوں کی نہیں عوام کی حمایت درکار ہے۔

ندائے اہلسنت: عوامی حمایت کے لئے آپ نے کچھ اقدامات کیے ہیں؟

حمودی:۔ بالکل کہ عراق نے قرارداد منظور کی تھی کہ جو ملک سعودیہ یا امریکی مقاصد کی حمایت کرے ان کے باشندوں کو عراق سے باہر نہ جانے دیا جائے مگر خود آپ اپنے ملک ہی میں دیکھیں کہ آپ کے دو لاکھ پاکستانی کویت میں ہیں اور آپ کی حکومت کا مؤقف بھی آپ کو معلوم ہے مگر جب پاکستانی عوام نے صدام سے محبت کا مظاہرہ کیا اور پاکستان کے سب سے بڑے مذہبی اور روحانی رہنما مولانا شاہ احمد نورانی نے صحیح مؤقف اپنایا تو عراق نے تمام پاکستانی باشندوں کو واپس جانے کی اجازت دے دی ہے۔

ندائے اہلسنت:۔ اس وقت تمام بڑی طاقتوں نے عراق کی اقتصادی ناکہ بندی کر رکھی ہے موت کے سائے ہر وقت لہرا رہے ہیں مسلمان ممالک بھی آپ کی پشت پر نہیں ہیں۔ ایسے عالم میں رئیس صدام بڑی جرأت سے ڈٹے ہوئے کیسے ہیں؟

حمودی:۔ آپ اور ہم سب مسلمان ہیں رئیس صدام بھی اسلام پر مکمل یقین، اعتماد رکھنے والے سچے مسلمان ہیں ایمان کی قوت سب سے بڑی قوت ہے ہم اسی قوت سے قائم ہیں اگر سب مسلمان ملک صدام حسین کے جذبے سے لیس ہوجائیں تو روئے زمین پر کوئی صلیبی یا صیہونی باقی نہ رہے مگر افسوس ہے کہ مسلمان توحید و رسالت آخرت قرآن ایمان پر یقین رکھنے کے باوجود بھی اپنے دشمنوں کی طرف ہی دیکھتے ہیں۔

ندائے اہلسنت:۔ امریکہ عراق کو دھمکیاں دے رہا ہے خدا خیر کرے مشکل حالت میں عراقی کیا کریں گے۔

حمودی:۔ بش کی صرف دھمکیاں ہی ہیں وہ چونکہ جھوٹا ہے اس لیے وہ حملے کی جرأت نہیں کرسکتا وہ بزدل ہے جبکہ مومن اللہ پر یقین رکھتا ہے۔

ندائے اہلسنت:۔ سعودی حکومت یہ تاثر دے رہی ہے کہ اس نے امریکی افواج حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے منگوائی ہے۔

حمودی:۔ عجیب بات ہے کہ حرمین شریفین کا تحفظ اب صلیبی (عیسائی) کریں گے اور حرمین شریفین کو خطرہ اس صدام حسین سے ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسل شریف سے

تعلق رکھنے والا سید اور مسلمان ہے حقیقت یہ ہے کہ امریکی افواج کے آنے سے حرمین طیبین سمیت پوری مسلم امہ کی توہین ہو رہی ہے عراق تو اب بھی یقین دلاتا ہے اس کے سعودی عرب کے خلاف کوئی عزائم نہیں ہیں. مگر سعودی عرب کو یقین نہیں آتا اس کا علاج میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ وہ مسلمان ممالک سے اپنی حفاظت کے لیے فوجوں کو منگوائے اور امریکی فوجوں کو نکال دے اب انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ امریکی افواج حرمین سے دور ہیں یہ اس لیے کیا ہے کہ پوری دنیا میں اس کے خلاف مظاہرے شروع ہوئے ہیں اس پر پردے ڈالنے کے لیے یہ غلط بیانی کر رہے ہیں اور اگر سعودی عرب کا یہی مقصد ہے کہ وہ امریکیوں سے حرمین طیبین کی حفاظت کر رہا ہے تو بتایا جائے کہ ابوظہبی اور قطر میں فرانسیسی اور برطانوی فوجیں کیوں موجود ہیں۔

ندائے اہلسنت :۔ اقتصادی بائیکاٹ سے عراق کی اندرونی کیفیت کیا ہے ؟

حمودی :۔ عراق کے عوام دلیر بہادر، حالات کا مقابلہ کرنے والے اور حق کا ساتھ دینے والے وہ بھوکوں مر سکتے ہیں مگر امریکہ اور دوسری اسلام دشمن قوتوں کے سامنے جھک نہیں سکتے اس لیے ان کے حوصلے بلند ہیں تمام تر کوششوں کے باوجود وہ اپنی قیادت کے ساتھ ہیں اور میں آپ کو یہ بھی بتاؤں کہ امریکہ موجودہ طرز عمل سے وہ ایک ترقی یافتہ ملک کا تصور نہیں دے رہا کہ اس نے جس طرح عراقی نمائندوں کو اپنے ملک سے نکالا ہے وہ ایک شریف ملک کا سلوک نہیں کیا جا سکتا عراقی عوام ان سب باتوں کو جانتے ہیں اور وہ قیادت کے ساتھ ہیں۔

ندائے اہلسنت : عراق ایران جنگ میں کویت سعودی عرب اور امریکہ نے آپ کی حمایت کی تھی یہاں جماعت اسلامی یعنی مودودی جماعت کے اخبارات یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ آپ نے اپنے محسنوں سے جنگ شروع کر دی ہے اور دونوں عرب ملکوں نے آپ کو بے پناہ مالی امداد دی مگر آپ نے پھر بھی انہیں سے جھگڑا کیا ؟

حمودی :۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جھگڑا ہم نے نہیں بلکہ امریکہ نے اپنے مقاصد کے لیے دو مسلمان اور عرب بھائیوں کو آپس میں لڑایا ہے دوسری بات یہ ہے کہ عراق ایران جنگ میں امریکہ نے عراق کی کوئی مدد نہیں کی تھی بلکہ وہ ایرانی سربراہ خمینی صاحب سے اپنی دشمنی کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لیے عراق سے محض ہمدردی کا تاثر دیتا تھا اور ہم نے تو یہ بھی اخبارات میں پڑھا تھا کہ جنگ کے دوران مختلف ذرائع امریکہ ہی ایران کو ہمارے خلاف ہتھیار بھی فراہم کرتا رہا. امریکہ سے ہمارے سفارتی تعلقات ۱۹۶۷ء میں ٹوٹ گئے تھے اور یہ تعلقات ۱۹۸۵ء میں بحال ہوئے عراق اور امریکہ کے مابین تجارتی تعلقات صرف ایک سال پہلے قائم ہوئے ہیں مگر اس کے باوجود عراق میں آپ کو امریکہ کی بنی ہوئی کوئی سوئی بھی نہیں مل سکتی۔ ایسے عالم میں امریکہ ہماری مدد کیسے کر سکتا تھا باقی رہے دونوں عرب ملک یعنی کویت اور سعودیہ تو ان دونوں نے بھی عراق کی کوئی مدد نہیں کی جو پیسہ دیا وہ قرض پر دیا اور حرمین شریفین کے محافظوں نے قرض پر پورا سود وصول کیا عراق اور ایران کی جنگ عراقی عوام نے خود اپنے قوت بازو سے لڑی تھی۔ کسی بھی ملک نے ہمیں کوئی مدد نہیں دی اور قرض لینا کوئی بری بات نہیں ہے یہ پوری دنیا میں یہ نظام موجود ہے دیکھئے مصر پر اس وقت ۱۲۰ کھرب ڈالر برازیل پر ۱۴۰ کھرب، ارجنٹائن پر ۱۶۰ کھرب سولہ ارب ڈالر فرانس پر اس کے علاوہ خود امریکہ اور برطانیہ بھی قرض لیتے ہیں اگر سود پر سعودی حکمرانوں نے عراق کو کچھ قرضہ دے دیا تو یہ کون سا احسان ہے۔

ندائے اہلسنت : امریکہ سے کوئی مصالحت کی صورت ہے ؟

حمودی :۔ عراق چونکہ مسلمان ملک ہے۔ ایمان اس کا زیور ہے اس لئے سلامتی اور امان کی تلاش کرتا رہتا ہے صدر صدام نے امریکی صدر بش سے ملاقات کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی تھی مگر ایک گھنٹہ کے بعد بش نے انکار کر دیا. اور وہ اس لیے کہ وہ صدر صدام کے سامنے بات نہیں کر سکتا۔ مگر ہم اب بھی مصالحت کے متلاشی ہیں لیکن خودی کو بیچ کر مصالحت طلب نہیں کی جا سکتی اور میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ امریکہ فہد کی محبت میں نہیں آیا بلکہ وہ تیل کے چشموں کی طلب میں آیا ہے اور اس کی فوجیں سعودیہ کی سرزمین میں بیہودہ فلموں کو چلا کر اخلاقی تباہی پھیلا رہی ہیں وہ سعودیہ میں تیل کے چشموں پر قبضہ اور بد اخلاقی کے مظاہروں سے اس سرزمین کو اخلاقی اور معاشی طور پر تباہ کرنا چاہتا ہے.

ندائے اہلسنت :۔ ایران سے عراق کی آٹھ سال جنگ رہی ہے موجودہ صورتحال میں ایران نے آپ کے لیے کوئی مشکل تو پیدا نہیں کی اور صدر صدام کی طرف سے خیر سگالی کا جواب مثبت ملا یا نہیں ؟

حمودی :۔ ایران نے عراق کے لیے کوئی مشکل پیدا نہیں کی بلکہ بہت حد تک تعاون کیا ہے جس سے عراق کے عوام میں ایران کے بارے میں بہت حد تک خیر سگالی کے جذبات پھیلے ہیں بلکہ یہ ایک مصدقہ خبر ہے کہ ایک اسلامی ملک کے وزیر خارجہ ایران گئے تاکہ اسے امریکی مقاصد کے لیے ہموار کرے مگر ایران نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور وہ وزیر خارجہ مقصد حاصل کیے بغیر واپس لوٹے.

ندائے اہلسنت :۔ کویتی وزیر خارجہ کو عراقی وزیر خارجہ نے کیا کہا تھا جس سے کویتی وزیر خارجہ بے ہوش ہو کر گر پڑے.

حمودی :۔ (ہنستے ہوئے) ہمارے وزیر خارجہ نے انہیں صرف یہ کہا تھا کہ ہم دنیا کے سامنے شاہ فہد اور کویتی حکمرانوں کی وہ خط وکتابت پیش کر دیں گے جس میں تم نے امریکہ سے مل کر عراق کی سالمیت کو ختم کرنے کا ارادہ کیا ہے کویتی وزیر خارجہ کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ ہماری خفیہ خط وکتابت عراق تک پہنچ گئی ہے وہ اس انکشاف سے حواس کھو بیٹھے اور بیہوش ہو گئے اس کے علاوہ مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔

ندائے اہلسنت :۔ آپ نے پہلے تو شاہ فہد اور کویتی سربراہ کے مابین ٹیلیفون کیسٹ کی بات کی تھی مگر آپ خط وکتابت کی بھی بات کر رہے ہیں۔ ایسے خطوط واقعی ہی لکھے گئے ہیں۔

حمودی :۔ جی ہاں ایسے تمام خطوط عنقریب ہم شائع کر رہے ہیں جس میں ان لوگوں نے عراق کی سالمیت کو تباہ کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔

(باقی صفحہ ۵۴ پر)

صدام حسین کی ترپ چال

امریکی اور برطانوی باشندے عراق کی ڈھال بن گئے

"جنگ اور محبت میں سب کچھ جائز ہے" انگریزی کا یہ محاورہ مشرق وسطیٰ کے بحران کے سلسلہ میں بھی نظروں سے اوجھل نہیں کیا جا سکتا۔ عراق کے صدر صدام حسین نے واضح کر دیا ہے کہ وہ غیر ملکیوں کو جن میں اندازاً ۳۱۰۰ امریکی باشندے بھی ہیں امریکہ کی تباہ کن فوجی طاقت کا مقابلہ کرنے کے لئے ڈھال کے طور پر استعمال کریں گے عراق کے سرکاری ترجمانوں نے ان غیر ملکی باشندوں کو "مہمان" کہا ہے مگر امریکہ کے صدر بش نے انہیں "یرغمالوں" کا نام دیا ہے۔ امریکہ مانے یا نہ مانے یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر عراق نے ان غیر ملکیوں کو ڈھال کے طور پر استعمال نہ کیا ہوتا تو اس وقت تک امریکی ہوائی جہازوں اور میزائلوں نے عراق کو صفحہ ہستی ہی سے ختم کر دیا ہوتا۔

مغربی مبصروں میں اس سوال پر اختلاف رائے ہے کہ "یرغمالوں" کے رہتے ہوئے عراق پر حملہ ہونا چاہئے یا نہیں۔ کچھ مبصرین کا کہنا ہے کہ سفارتی ذریعے سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش ہونی چاہئے اور جب یہ کوشش بالکل ناکام ہو جائے تو عراق پر حملہ کر دینا چاہئے جب کہ کچھ مبصرین کا یہ کہنا ہے کہ اب مزید انتظار کی ضرورت نہیں اور امریکہ کو بلا تاخیر حملہ کر دینا چاہئے کیونکہ (۱) امریکی چارج ڈی افیئرز (ناظم الامور) نے بحران کے شروع ہوتے ہی صدر صدام حسین سے ملاقات کر کے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی تھی جو ناکام ہو گئی اور امریکی ناظم الامور کو بھی نے دے کے عراقی افسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ (۲) اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی جانب سے غیر ملکیوں کو رہا کرنے کی اپیل صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے (۳) قیام امن کے سلسلہ میں اردن کے شاہ حسین کی کوششیں بھی ناکام ہو چکی ہیں۔ اور (۴) مصر کے حسنی مبارک نے کویت پر عراق کے حملے سے پہلے اور بعد میں قاہرہ میں عرب لیڈروں کو جمع کر کے کشیدگی دور کرنے کی جو کوشش کی تھی وہ بے نتیجہ ثابت ہو چکی ہے

دشمن کے شہریوں کو یرغمال بنانے اور انہیں ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کی روایت نئی نہیں ہے یا یہ غیر اسلامی، غیر انسانی اور غیر اخلاقی ہی نہیں بلکہ بزدلانہ طریقہ بھی ہے۔ علاوہ دوسری جنگ عظیم کے دوران خود امریکہ اس طریقے پر عمل کر چکا ہے اور جاپانیوں کو بطور یرغمال استعمال کر چکا ہے۔ ایران میں بھی اسلامی انقلاب کے بعد امریکی سفارت خانہ کے عملہ کو بطور یرغمال استعمال کیا گیا تھا۔ لبنان میں بھی خانہ جنگی کے دوران یہ طریقہ بار بار استعمال کیا گیا ہے اور ابھی تک مغربی ملکوں کے کچھ لوگ بطور "یرغمال" متحارب لبنانیوں نے رکھ چھوڑے ہیں۔

مشرق وسطیٰ کے امور کے کچھ ماہرین اور ماہرین جنگ کا خیال ہے کہ امریکی شہریوں کو یرغمال کے طور پر استعمال کر کے اور انہیں ان مقامات پر بھیج کر جو امریکی فضائی حملوں کی زد میں آنے والے تھے صدام حسین نے امریکہ کے صدر بش کو ششدر کر دیا ہے۔ اور ان کے ہاتھ باندھ دیئے ہیں مگر کچھ ماہرین یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ عراق اس طرح امریکہ کو فوجی کارروائی کرنے سے نہیں روک سکتا۔

چند ماہرین جنگ کا خیال ہے کہ عراق ان یرغمالیوں کو اہم فوجی ٹھکانوں پر مثلاً فوجی اڈوں، تیل کے کارخانوں اور کیمیائی ہتھیاروں کے کارخانوں میں رکھے گا۔ ان میں الثامر سامرہ، بصرہ، کربلا اور بغداد شامل ہیں تاکہ یہ مقامات امریکی جہاں سے محفوظ ہو جائیں۔ مگر زیادہ جوشیلے ماہرین جنگ چاہتے ہیں کہ امریکہ ان یرغمالیوں کو جنگ میں کام آنے والے شہریوں میں شمار کرے اور فوراً ہوائی حملے کر کے عراق کی کمر توڑ کر رکھ دے۔

قذافی کا موقف

اس پورے منظرنامے میں حیرت کی بات یہ ہے کہ لیبیا کے انقلابی لیڈر کرنل معمر قذافی نے بھی غیر ملکی باشندوں کو امریکی حملے کے خلاف ڈھال بنانے کی حکمت عملی کو غلط قرار دیا ہے۔ اور عراق کی فوجی ناکہ بندی میں حصہ لینے پر بھی مشروط آمادگی کا اظہار کر دیا ہے اس سوال پر انہوں نے صدام حسین سے رابطہ قائم کرنے کی کئی ناکام کوششیں بھی کی ہیں ان کا کہنا ہے کہ عراق کی بحری ناکہ بندی اقوام متحدہ کی تائید سے ہونی چاہئے۔ واضح رہے کہ ۱۰ اگست کو قاہرہ میں عرب چوٹی کانفرنس میں کویت پر عراقی حملہ اور سعودی عرب کے دفاع کے لئے عرب فوجیں بھیجنے کی تجویز کی جن دو ملکوں نے مخالفت کی تھی ان میں فلسطینی تنظیم آزادی کے ساتھ لیبیا بھی شامل تھا لیکن اب کرنل قذافی کے رویہ میں تبدیلی آ گئی ہے اور وہ اقوام متحدہ کی تائید سے عراق کی بحری ناکہ بندی کے حق میں آواز بلند کرنے لگے ہیں۔

(بشکریہ ہفت روزہ "نئی دنیا" دہلی)

جدا ہو دیں سیاست سے

تو رہ جاتی ہے چنگیزی

تحریر: حافظ عبدالخالق انجم

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے اپنے اس شعر کے ذریعے اس حقیقت کو بے نقاب کیا ہے کہ دین اور سیاست ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں دین اور سیاست کی علیحدگی کا تصور اسلام میں سرے سے ہی نہیں۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس نے انسان کی فطری وحدت کو قائم رکھنے کے لئے دین اور سیاست کو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ کر کے دین و دنیا کی دوئی کا تصور ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:۔ "قانون اور حکم خدا کے سوا کسی کے لئے نہیں"

(سورہ یوسف آیت نمبر ۴۰)

ایک دوسری جگہ فرمایا:

ترجمہ:۔ "خبردار! تخلیق (کی کارفرمائی) اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کے لئے ہے۔" (الاعراف۔ آیت ۵۴)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کائنات کا حقیقی فرمانروا صرف خدا ہے۔ حکمرانی کا حق صرف اسی کو حاصل ہے۔ جیسا کہ حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے کہا ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری

پھر اللہ رب جلیل نے زمین پر اپنے احکام و فرامین کے نفاذ کے لئے انسان کو اپنی خلافت کا اعزاز بخشا اس کا اعلان تخلیق انسانیت سے پہلے ہی کر دیا۔ فرمایا۔
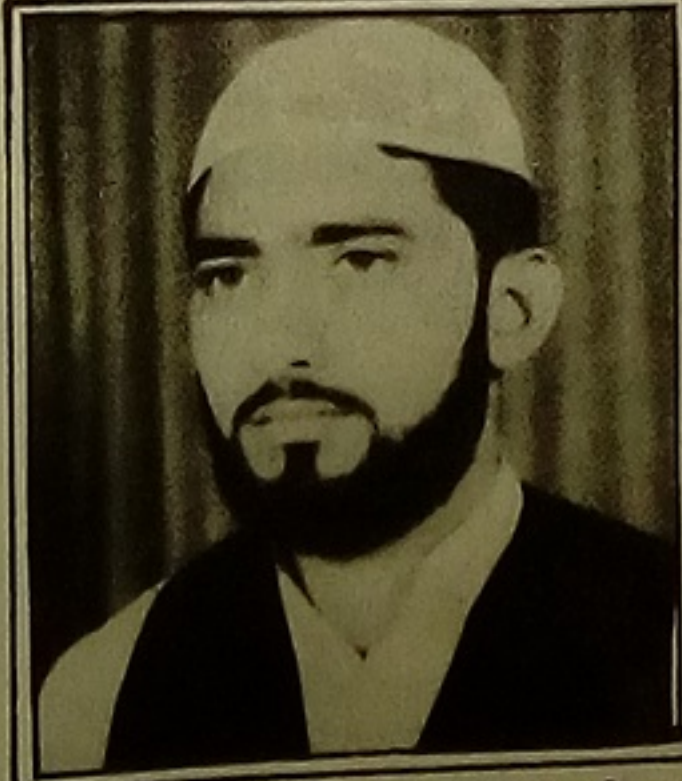
ترجمہ:۔ "میں زمین میں ایک نائب مقرر کرنے والا ہوں"

(البقرہ آیت نمبر ۳۰)

بات واضح ہو گئی کہ حقیقی حکمران صرف ذات خداوندی ہے اور اس زمین پر انسان کی حیثیت اس کے نائب کی ہے۔ چند روزہ اقتدار انسان کو امانت کے طور پر سونپا جاتا ہے اسلئے ضروری ہے کہ انسان اس اختیار کو حدود الٰہی کے اندر رہتے ہوئے استعمال کرے اور اس اختیار کا غلط استعمال حدود الٰہی کو پامال کرنے اور بغاوت خداوندی کے مترادف ہوگا۔

اسلام نے اپنی پوری تاریخ میں ریاست کی اہمیت کو کبھی نظرانداز نہیں کیا۔ انبیائے کرام وقت کی اجتماعی قوت کو اسلام کے تابع کرنے کی جدوجہد کرتے رہے۔ ان کی دعوت کا مرکزی تخیل ہی یہ تھا کہ اقتدار خدا اور صرف خدا کے لئے ہو جائے ان کی یہ جدوجہد پوری زندگی کی اصلاح کے لئے تھی اور ریاست و سیاست کی اصلاح اس کے ذرائع میں سے اہم ترین ذریعہ تھی۔ قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اسلامی ریاست قائم کی اور اسے قابل تقلید نمونہ بنایا۔

اسلامی شریعت میں دین اور ریاست کے باہم مربوط ہونے کا اندازہ قرآن حکیم کی اس آیت سے کیا جا سکتا ہے جس میں خالق ارض و سماوات نے اپنے پیارے حبیبؐ کو دعا سکھائی۔

ترجمہ:- اور (اے نبی) دعا کرو! اے پروردگار مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا، اور جہاں سے نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔" (بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۰)

یعنی اے خدا تو مجھے خود اقتدار عطا کر یا کسی حکومت کو میرا مددگار بنا دے تاکہ اس طاقت سے دنیا کے بگاڑ کو درست کر سکوں، برائیوں کے سیلاب کو روک سکوں، نیکیوں کو قائم کر سکوں اور تیرے قانون عدل کو جاری کر سکوں۔

اس آیت مبارکہ سے بھی یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ دین اور سیاست میں جدائی نہیں اب ایک حدیث پیش کی جاتی ہے جو اس مفہوم کو اور بھی واضح کر دے گی۔ ارشاد نبوی ہے:-

"اسلام اور حکومت و ریاست دو جڑواں بھائی ہیں دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہو سکتا۔ پس اسلام کی مثال ایک عمارت کی ہے اور حکومت گویا اس کی نگہبان ہے۔ جس عمارت کی بنیاد نہ ہو وہ گر جاتی ہے اور جس کا نگہبان نہ ہو وہ لوٹ لیا جاتا ہے۔"

(اسلامی نظریہ حیات صہ ۳۳۷ بحوالہ کنز العمال)

اسلام دین و سیاست میں کسی تفریق کا روادار نہیں۔ وہ پوری زندگی کو خدا کے تابع کرنا چاہتا ہے اور اس مقصد کے لئے سیاست کو بھی اسلامی اصولوں پہ مرتب کرتا ہے۔ اور ریاست کو اسلام کے قیام اور اس کے استحکام کے لئے استعمال کرتا ہے دین اور سیاست کی ہم آہنگی کو واضح کرتے ہوئے اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے ؎

ولایت، پادشاہی، علم اشیاء کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں

اسلام اور سیاست و حکومت کا اتنا قریبی تعلق ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے اس طرح وابستہ ہیں کہ اگر ریاست و حکومت اسلام کے بغیر ہوں تو وہ ظلم و تشدد اور بے انصافی کا ذریعہ بن جاتی ہیں تو اس کے نتیجہ میں "چنگیزی" رونما ہوتی ہے اور چنگیز خاں ماضی میں ایک حکمران گزرا ہے جو جارحیت اور جور و ستم میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ علامہ اقبالؒ بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں اور سیاست کو دین کا جزو اعظم قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ؎

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو!!
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

سیاست کے لغوی معانی ملکی انتظام، غور و تدبر اور دور اندیشی کے ہیں۔ اس کے علاوہ "تدبیر" کو بھی سیاست کہتے ہیں یہاں ایک شبے کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سیاست کے لغوی معنی و مفہوم میں جھوٹ، فریب اور دغا نام کی کوئی چیز نہیں تو پھر لوگ اس خام خیال میں کیوں مبتلا ہیں کہ سیاست تو جھوٹ اور فریب کا نام ہے اور یہ کہ سیاست ایک غلیظ شے ہے۔ اس شبہے کا ازالہ "ماہنامہ منہاج القرآن" کے چند اقتباسات سے کرتا ہوں سیاست فی نفسہٖ کوئی غلیظ شے نہیں ہے اگر اس میدان میں پاکیزہ لوگ اتر آئیں تو پاک ہو جاتی ہے اور اگر غلیظ لوگ مسلط ہو جائیں تو ناپاک، اگر اس پر قبضہ بدکردار لوگوں کا ہو جائے تو سیاست جھوٹ اور فریب کا پلندہ بن جاتی ہے اور اگر اسے باکردار لوگ میسر آجائیں تو پاکیزہ ہو جاتی ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے سیاست کی، سلطنت کی

اس کی زندہ مثال
عراق کا صدر صدام ہے
جس نے ذرا سی انگڑائی
لی تو باطل کے ایوانوں میں
ہلچل مچ گئی!

سربراہی کی لیکن وہ غلیظ سیاست نہ تھی۔ پیغمبرانہ سیاست تھی۔ حضرت داؤدؑ بھی سربراہ ریاست بنے لیکن ان کی سیاست الہامی سیاست تھی خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاسی جدوجہد کی۔ چنانچہ ایک طرف بولہبی سیاست تھی تو دوسری طرف مصطفوی سیاست، دور مابعد میں ایک طرف قیصر و کسریٰ کی غلیظ سیاست تھی۔ تو دوسری طرف ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ کی پاکیزہ سیاست تھی۔ اس طرح ایک طرف یزید کی ناپاک سیاست تھی۔ تو دوسری طرف پاکیزہ حسینیؓ سیاست تھی۔ برصغیر کی طرف آیئے تو ایک طرف اکبر کی غلیظ سیاست ہے تو دوسری طرف حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پاکیزہ سیاست، ماضی قریب کی طرف نظر ڈالئے تو ایک طرف نہرو اور گاندھی کی شاطرانہ اور عیارانہ سیاست ہے تو دوسری طرف قائداعظمؒ کی باکردار اور پاکیزہ سیاست بھی موجود ہے۔

"احوال" کے معزز قارئین کرام! سیاست کا تصور اس لئے غلاظت آلود ہو کر رہ گیا ہے۔ قائداعظمؒ کے انتقال کے بعد باکردار اور بااصول سیاست کے مالک کم رہ گئے۔ بدکردار لوگ پاکستان کے سیاسی افق پر چھا گئے۔ طالع آزما سیاست دانوں کا دور دورہ ہو گیا۔ سیاست دجل و فریب، کذب و بددیانتی، منافقت اور قتل و غارت کا عنوان بن کر رہ گئی۔ اس عرصے میں جو نسل پیدا ہوئی اس نے صرف جھوٹ اور دجل و فریب کی سیاست کو دیکھا مفاد پرستانہ اور خود غرضانہ سیاست کا مشاہدہ کیا اس لئے وہ سیاست کو انہی رذائل سے عبارت سمجھنے لگی۔

میرے مسلمان بھائیو! تحریک پاکستان کی قیادت اگر مذہب کو سیاست سے علیحدہ کر کے الگ خطے کے لئے جدوجہد کرتی تو منزل کا حصول کبھی ممکن نہ ہوتا۔ اگر علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ کے ساتھ ساتھ حضرت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ، حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ، حضرت پیر سیال شریف، مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت پیر مانکی شریف، حضرت پیر زکوڑی شریف جیسے علماء و مشائخ اور برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں کا پاکیزہ اور سیاسی کردار عمل میں نہ آتا تو خطہ پاکستان نصیب نہ ہوتا۔

معترضین کی انگشت نمائی غلیظ و ناپاک سیاست کرنے والوں کی طرف کیوں نہیں ہوتی۔ جو عرصہ دراز سے سیاست کو اپنی موروثی جاگیر سمجھ کر اس پر قبضہ جمائے بیٹھے ہیں۔ افسوس یہی ہے کہ آج لوگ سیاست کے صحیح مفہوم سے ناآشنا ہیں کہ سیاست ملکی ڈھانچے میں روح کی حیثیت رکھتی ہے۔ لوگ سیاست کو ایک ایسی پرخار وادی سمجھنے لگے ہیں جس میں سے گزر کر سوائے پیر زخمی ہونے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس نظریئے کے محرکات دراصل وہ خود غرض عناصر ہیں جو نسل در نسل پاکستان کے سیاسی افق پر اپنا تسلط برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ عام طور پر عوام کے ذہنوں میں اپنی شاطرانہ چالبازیوں سے یہ بات ڈالتے رہتے ہیں کہ سیاست کا سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں اور بالخصوص مذہبی لوگ تو اس سے بالکل ناآشنا ہیں۔ اس نظریئے نے لوگوں کے دلوں سے اپنے دینی اکابرین کا احترام اور عقیدت کو ختم کر کے رکھ دیا ہے اور لوگ سیاست کے ان جھوٹے بازی گروں کو اپنی کشتی کا ناخدا سمجھنے لگے ہیں۔ ماضی میں جن کی بدعنوانیاں ضرب المثل بن کے رہ گئی ہیں۔ اور یہ لوگ تینتالیس سال

سے سانپ اور بچھو کی طرح پاکستان کے در و دیوار کو ڈس رہے ہیں اور اس کے وجود کو زہریلا کر کے ختم کر دینے کے در پے ہیں۔

یاد رکھئے جو لوگ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کی خاطر سیاست اور دین کی علیحدگی کے شوشے چھوڑتے ہیں وہ دراصل دین کی اکملیت کا انکار کرتے ہیں۔ سیاست کے ایسے بازی گروں کے بارے میں جو سیدھے سادے لوگوں کو سبز باغ دکھا کر ووٹ حاصل کرتے ہیں۔ اقبالؒ نے کہا تھا۔؎

امید کیا ہے سیاست کے پیشواؤں سے
یہ خاک باز ہیں رکھتے ہیں خاک سے پیوند

چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں جن حکمرانوں نے سیاسی میدان میں مذہب کی باگ ڈور کو سنبھالے رکھا انہوں نے صفحۂ تاریخ پر ایسے انمٹ نقوش ثبت کئے جو رہتی دنیا تک تابندہ رہیں گے۔ ان کے دورِ اقتدار میں عدل و انصاف کا دور دورہ تھا۔ رعایا خوشحال تھی۔ دین اور سیاست کی ہم آہنگی سے بندہ و آقا کی تمیز مٹ گئی تھی ان مثالی حکمرانوں نے حدودِ الٰہی کے اندر رہتے ہوئے فرمانروائی کی ایسی قابلِ تقلید مثالیں پیش کیں جو دنیا کے کسی اور نظام میں نہیں ملتیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جو حکمران مسندِ اقتدار پر یہ بات ذہن نشین رکھتا ہے کہ اسے اللہ کے حضور جواب دہ ہونا ہے تو وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو رعایا کا سب سے بڑا غلام سمجھتا ہے۔ رعایا کی ہر مشکل کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے گویا خوفِ خدا اور آخرت کی جواب دہی کا تصور اسے حق و صداقت پر قائم رکھتا ہے۔ اگر کبھی اہلِ اقتدار سکۂ ظلم و فسق چلاتے ہوئے آخرت کی جواب دہی کے تصور سے بے نیاز ہو جائیں تو ان کے دلوں سے امانت و دیانت کا تصور مفقود ہو جاتا ہے تو پھر حکومت کا ادنیٰ سے ادنیٰ کارکن بھی اُن کا "رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" قرار دے کر ان کی تصویر بن جاتا ہے۔ اسی بے راہ روی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں ہر طرف خود غرضی، مفاد پرستی، عیش و عشرت، ہوسناکی، استحصال، جبر اور ظلم و فسادات کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ یہ سب اس اقتدار کا نشہ ہے جس میں شریعتِ اسلامی کا عمل دخل نہیں ہے جیسا کہ اقبالؒ نے چنگیز کے بارے میں کہا تھا۔؎

تخت و تاج بدل دیتے ہیں شاہوں کے مزاج
ورنہ چنگیز بھی آغوش میں خونخوار نہ تھا

حقیقت یہ ہے جس سیاست کے منہ میں خوفِ خدا کی لگام نہیں، جو حکومت آخرت کی جواب دہی کے تصور اور دین کے اخلاقی ضابطوں کی پابند نہیں تو وہ جب اپنا

افسوس یہی ہے کہ آج لوگ سیاست کے صحیح مفہوم سے ناآشنا ہیں۔
سیاست ملکی ڈھانچے میں روح کی حیثیت رکھتی ہے

کھیل کھیلتی ہے تو اس کی پیروی کرنے والا ہر شخص درندہ بن جاتا ہے۔ ایسا درندہ جسے اپنی خوئے درندگی کی تسکین کے لئے ہر لمحہ کسی تر نوالے کی تلاش رہتی ہے یہ سب لادینی سیاست کے کرشمے ہیں۔ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے۔؎

ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی
ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری
سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
چلی کچھ نہ پیرِ کلیسا کی پیری
دوئی ملک و دیں کے لئے نامرادی
دوئی چشمِ تہذیب کی نابصیری

میرے ہم وطنو! مملکتِ خداداد پاکستان کی بنیادوں میں لاکھوں شہیدوں کا لہو ہے جنہوں نے اپنے پاکیزہ اور انمول خون سے تحریکِ پاکستان کو نئے نئے عنوانات دیئے تھے آج ان کی زندہ روحیں ہمارے ضمیر کے دروازوں پر دستک دے رہی ہیں کہ نظامِ مصطفےٰؐ کے نفاذ کے لئے تم نے کیا کیا؟ سیاسی افق پر کن لوگوں کی حکمرانی کی؟ آج ہمارے پاس کوئی مناسب جواب نہیں۔ وہ اس لئے کہ ہم نے دینی سیاست کے فروغ کے لئے اپنی کوششیں ترک کر دی ہیں۔ لادینی سیاست دانوں کے دست و بازو بن کر پاکستان کی تقدیر سے کھیل رہے ہیں ان سیاسی بازی گروں نے مختلف قسم کے بت تراش کر نظامِ شریعت کے تصور کو عوام الناس کے ذہنوں سے اوجھل کر دیا ہے۔ کسی نے انگریز کے اس مشہور فارمولے "DEVIDE AND RULE" "لڑاؤ اور حکومت کرو" پر عمل کر کے لسانی سیاست کو فروغ دیا کسی نے غریبوں کو مظلوم طبقہ قرار دے کر ان کی ہمدردیاں حاصل کیں۔ کسی نے اسلامی سوشلزم کو فرض سمجھ قرار دے کر سوشلزم کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کی۔ کسی نے سرخ انقلاب کا نعرہ بلند کیا۔ کسی نے حقوق کا علم بلند کر کے اپنی سیاسی پوزیشن مستحکم کی۔ کسی نے چادر اور چار دیواری کا ڈھونگ رچایا اور کسی نے روٹی کپڑا اور مکان کا لالچ دے کر غریب عوام کو دھوکہ دیا۔ یہ سب لادینی سیاست کے کرشمے ہیں۔ بقول اقبالؒ۔؎

نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ
"خواجگی" نے خوب چن چن کے بنائے مسکرات
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن ہے اس کا وہ ملت کا کفن ہے

ایک وہ وقت تھا جب ہماری سیاست کا محور و مرکز مدینہ طیبہ تھا۔ جہاں خاک فرش پر بیٹھ کر دنیا کی تقدیریں بدلنے کے فیصلے ہوتے تھے مگر آج ان لادین سیاست دانوں کی دوریٔ مذہب کی بدولت ہماری تقدیر کے مالک وہ مغربی آقا بن بیٹھے ہیں جن کی عقل و تدبر پر جہالت کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ وہ اسلام دشمن عناصر کسی بھی ملک میں اسلامی تعلیمات کا نفاذ کیوں کر گوارا کر سکتے ہیں۔ وہ لندن، امریکہ اور جنیوا میں بیٹھ کر ہماری تقدیر کے فیصلے کرتے ہیں۔ اے مردِ مسلم! اپنے گریباں میں جھانک، اپنی حقیقت کو پہچان اور ان مغربی دیوتاؤں سے پیچھا چھڑا جس کی ترغیب تجھے برسوں پہلے قلندرِ لاہوری نے دی تھی کہ۔؎

تیری دوا نہ جنیوا میں ہے، نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

عزیز ہم وطنو! اگر ہم خلوصِ نیت سے اس مملکتِ خداداد میں نفاذِ شریعت کے خواہاں ہیں تو ہمیں ایک بار پھر دین اور سیاست کو ہم آہنگ کرنا ہو گا اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم لادینی سیاست دانوں کا تختہ الٹ دیں جو امریکہ یا روس کے حاشیہ بردار ہیں اور ان کی خوشنودی کے حصول کے لئے ہم پر مسلط ہونا چاہتے ہیں جب یہ لوگ راستے سے ہٹ جائیں گے تو ہماری سیاسی قیادت دینی قیادت بھی ہو گی۔ شریعت کا نفاذ ہو گا جس سے بحال ہو گا۔ ہر قوم کو حقوق ملیں گے۔ عدل و انصاف کا چرچا ہو گا۔ بہ عنوان عوام کا احتساب ہر گھر اور ہر جگہ فرض ہو گا ہر جگہ سکون و طمانیت کا دور دورہ ہو گا۔ یہ سب چیزیں نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہیں۔

ملکی سطح پر موجودہ دور میں لادینی سیاست نے جو اقوامی امراض پیدا کر دیئے ہیں ان کا علاج یہی ہے کہ اور چند ...

اسلام اور حکومت و ریاست دو جڑواں بھائی ہیں۔
دونوں میں سے کوئی دوسرے کے بغیر درست نہیں ہو سکتا

ہوائی جہاز [illegible] اور عرب ممالک کے ساتھ جو خونی کھیل کھیلا ہے اس کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ مشرق وسطیٰ میں اسلامی ممالک بیدار نہ ہونے پائیں انہیں ہمیشہ [illegible] اور ناکارہ بنا دیا جائے تاکہ ان ممالک میں کوئی ایسا نظام حیات نہ پنپ سکے جس سے ان بڑی طاقتوں کے سیاسی مفادات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اس کی زندہ مثال عراق کے صدر جناب صدام حسین ہیں جنہوں نے خدا سے ناتا جوڑ کر باطل کے ایوانوں میں [illegible] ایک غیرت مند مسلمان کی طرح [illegible] کفر کے تمام تیروں کے [illegible] امریکہ [illegible] تیل کی [illegible] ہے جیسا کہ علامہ اقبال کا [illegible] ہے:

"[illegible]"

جب [illegible] عربوں کی اس [illegible] نقصان [illegible] جنگ [illegible] سرزمین [illegible] کہ

ہم تو حقیقت میں کمزور نہ تم سمجھو
[illegible] دیں گے

اس لادین سیاست کی بدولت "اقوام متحدہ" جیسا عالمی ادارہ چند بڑی طاقتوں کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن کر رہ گیا ہے حال ہی میں اس جانبدار ادارے نے عراق پر جو اقتصادی پابندیاں عائد کی ہیں وہ صرف اور صرف امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا وسیلہ ہیں افغانستان، فلسطین اور کشمیر کے معاملے میں اس ادارے نے جس بے اصولی، بے ضمیری اور جانبداری کا رویہ اختیار کر رکھا ہے اس سے پوری دنیا باخبر ہے اقبالؒ نے اسی اخلاق باختہ سیاست کے بارے میں کیا خوب کہا ہے

میری نگاہ میں ہے یہ سیاست لادین
کنیزِ اہرمن و دوں نہاد و مردہ ضمیر

یعنی میری نظر میں یہ لادین سیاست شیطان کی لونڈی، پست فطرت اور مردہ ضمیر ہے۔

الغرض ایسی سیاست جو سلطنت کو فضل ربانی نہیں سمجھتی بلکہ اپنے زور بازو اور عقل و دانش کا کمال جانتی ہے۔ ایسی سیاست جس کی بنیاد کسی اخلاقی یا روحانی ضابطے پر نہیں ہوتی وہ بہت جلد بے لگام ہو جاتی ہے اور انسان کے اجتماعی مفاد سے بے نیاز ہو کر صرف اپنے ذاتی مفاد اور نفسانی خواہشات کے لئے وقف ہو کر رہ جاتی ہے۔ مذہب ہی دراصل انسان کے اخلاقی احساس کو زندہ رکھتا ہے۔ اگر انسان کا اخلاقی احساس زندہ ہے تو اس میں محبت، ہمدردی، ایثار، وفاداری اور امانت و دیانت جیسے اعلیٰ اوصاف موجود ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس سیاست کی بنیاد مذہبی عقائد پر ہوگی وہی سیاست اہل عالم کے لئے امن و عافیت اور خوشحالی کی ضامن ہو سکتی ہے۔

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

قیام پاکستان کے بعد گزشتہ تینتالیس ۴۳ سالوں میں دین و سیاست کی تفریق نے جو گل کھلائے ہیں اور حصار دین سے نکل کر جو رسوائی ہمارے حصے میں آئی ہے اس سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیئے لادین سیاست دانوں سے نجات حاصل کر کے دین دار اور نظام مصطفےٰؐ کے نفاذ کے لئے مخلص سیاست دانوں کو ایوان اقتدار میں لانے کے لئے جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے تاکہ جس پاکیزہ مقصد کی تکمیل کے لئے یہ خطۂ زمین حاصل کیا گیا تھا۔ وہ مقصد حاصل ہو جائے اور اس ملک کو اسلام کا گہوارہ بنا کر ہم دنیا میں سربلند اور اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو سکیں۔

جو خرمن باطل ہے وہ جل جائے گا اک !!
توحید کے اٹھتے ہوئے شعلوں کی لپک سے

تبصرہ: [illegible] کا جائزہ

[illegible]

چنانچہ جمعیت علماء پاکستان کا بھی ایک دستور و منشور ہے جسے متقدر علماء و مشائخ نے مرتب کیا۔ اس کا حلف نامہ بھی ہے جو کچھ اس طرح ہے ہم صرف وہ عہد نقل کرتے ہیں جو عہدیدار یا رکن سے لیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ "میں بحیثیت عہدیدار یا رکن جمعیت علمائے پاکستان خدا اور اس کے رسولؐ کو حاضر و ناظر جان کر یہ عہد کرتا ہوں کہ جمعیت کا وفادار رہوں گا۔ ذاتی مفادات کو جمعیت کے مفادات پر قربان کر دوں گا۔ دستور و منشور کی ہر حالت میں پابندی کروں گا۔"

اب آپ غور فرمائیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ اور اس کے نبی کریمؐ کے نام پر حلف لیتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ تنظیم کے ساتھ وفادار رہوں گا اس کے دستور و منشور کی ہر حالت میں پابندی کروں گا مگر وہ ذاتی مفادات کے لئے پالیسی اور عہد سے اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ خدا اور رسولؐ کا مجرم ہو گیا ہے جو ان کے نام پر وعدہ کر کے پھر گیا۔ ہمارے ہاں یہ جرم عام ہے۔ حکومتی کارندے، وزیر، وزراء اور جماعتوں کے ارکان و عہدیداران اپنے وعدوں پر قائم نہیں رہتے یوں ہر طرف خرابیاں پھیل جاتی ہیں۔ دراصل عہدہ یا رکنیت کسی بھی جماعت کی طرف سے ایک امانت ہے۔ اس امانت کی حفاظت کا وعدہ حلف کی صورت میں کر رہا ہے اگر وہ اس کی خلاف ورزی کرے گا۔ تو متفق علیہ حدیث

۱۔ لَادِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ (۲) لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ ۔ ان دونوں احادیث کی روشنی میں امانت میں خیانت اور وعدہ خلافی کرنے والے کے پلے میں رہ کیا جاتا ہے۔ جمعیت علمائے پاکستان کے جن لوگوں نے حلف اٹھا کر اس کی خلاف ورزی کی اور خدا اور رسولؐ کے نام پر وعدہ کر کے اس سے پھر گئے انہوں نے ذاتی مفادات کے لئے اپنی عاقبت کو داؤ پر لگا دیا اور ان کا نکالنا قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی پر فرض تھا ایسے لوگوں سے نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی توقع کس طرح کی جا سکتی تھی جو اپنا وعدہ کبھی نہ نبھا سکے۔ قائد اہلسنت پر لازم آتا تھا کہ وہ اس دستور کی حفاظت کریں۔ قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی نے خدا اور رسولؐ کے نام پر حلف اٹھایا تھا اور مکمل نبھایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سربلندی سے نوازا وہ خدا اور رسولؐ کے سامنے بھی سرخرو ہیں جنہوں نے اس حلف کی خلاف ورزی کی وہ آخرت میں جوابدہی کے لئے تیار رہیں۔

اب معترض بتلائے کہ کس کی پالیسی غلط تھی اور کس نے جمعیت کو داؤ پر لگایا؟ بہرحال یہ جو کچھ ہو رہا ہے نظام مصطفیٰؐ کے نفاذ کی راہیں روکنے کے لئے ہو رہا ہے۔

(جاری ہے)

عراق پر امریکی

صدام حسین کو چاروں طرف گھیر

خلیجی ریاستوں کے بیشتر حکمران امریکی مفادات
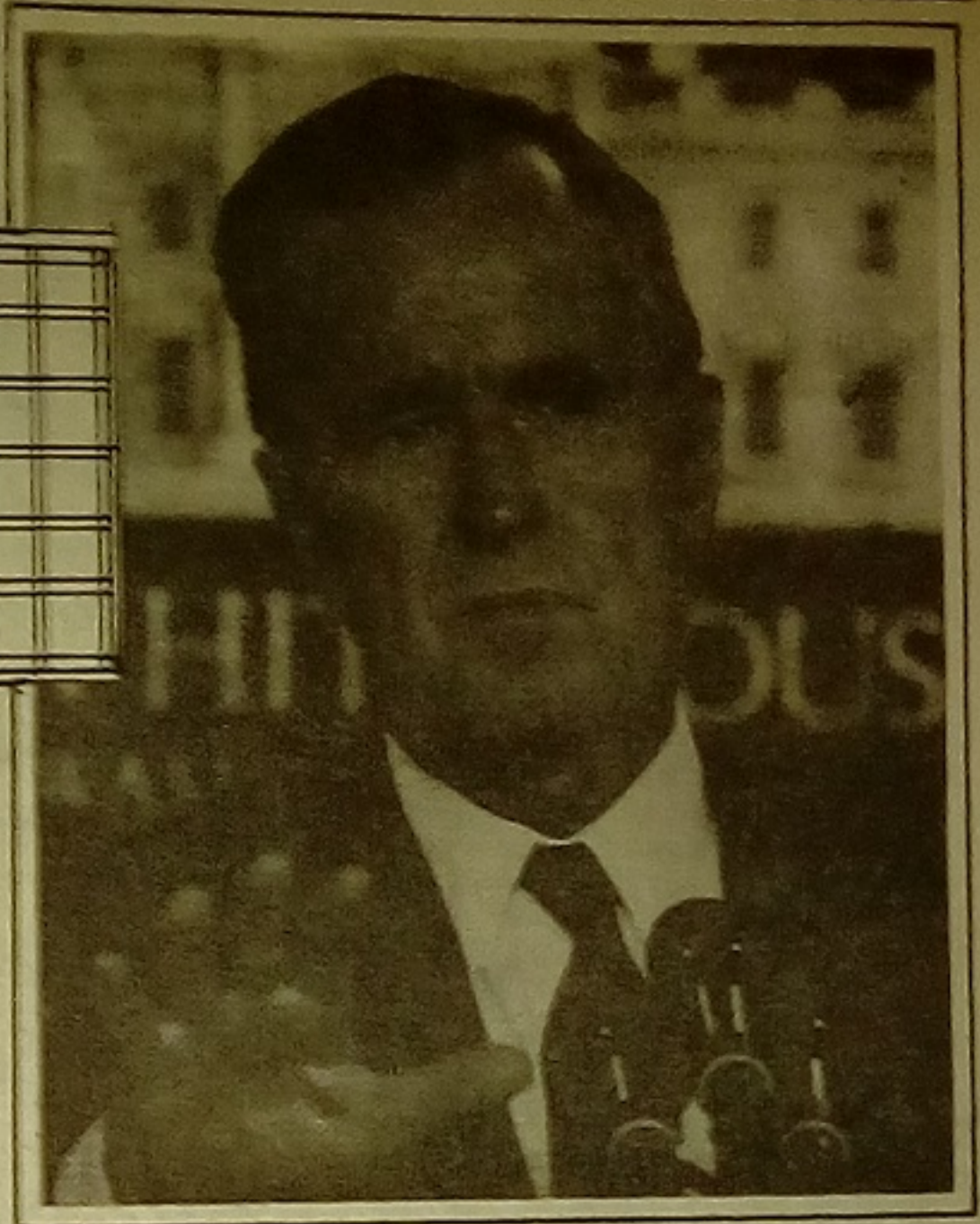
صدام حسین پر احسان فراموشی کا الزام لگ سکتا ہے کیونکہ ایران کے ساتھ زندگی اور موت کی طویل ترین جنگ میں کویت، عرب امارات اور سعودی عرب نے اسکی زبردست مالی امداد کی تھی جس کی وجہ سے عراق جنگ کا بوجھ برداشت کرنے میں کامیاب ہوا تھا ورنہ اسکی کمر کب کی ٹوٹ جاتی دوسری طرف عراق کا کہنا ہے کہ ان ممالک نے اسکی مدد خود اپنی حفاظت کیلئے کی تھی مگر جنگ میں عراق کے جوان شہید ہوئے تھے

امریکہ برطانیہ اور اس کے حلیف ملکوں کا کہنا ہے کہ عراق نے دراصل کویت پر نہیں بلکہ مغرب اور مغربی مفادات پر حملہ کیا ہے کویت پر عراق کے حملے سے مغربی ممالک آج ایک بار پھر وہیں کھڑے ہیں جہاں ۱۹۷۳ء میں شاہ فیصل کے پٹرول کے بائیکاٹ کے بعد کھڑے تھے تمام مغربی ممالک میں شیئرز کے بھاؤ تیزی سے گر رہے ہیں پٹرول کے دام دوگنے سے زائد ہونے کا خطرہ ہے جس کے نتیجہ میں ان ممالک کی معیشت زمین بوس ہو جائے گی نتیجے کے طور پر امریکی صدر بش اور برطانوی وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر کے درمیان مشورے ہو رہے ہیں اور اسرائیل کی مدد سے عراق پر حملہ کی تیاری ہو رہی ہے "امریکہ اور برطانیہ کا کہنا ہے کہ عراق مغرب کے مفادات کو اس طرح پیروں تلے کچلے اور وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں ایسا ممکن نہیں ہے" امریکہ صدر صدام حسین کو اپنا دشمن نمبر ایک مانتا ہے پچھلے چند ماہ سے اسرائیل عراق پر اچانک ہوائی حملوں کی تیاریاں کر رہا ہے اور اب ایسا لگتا ہے کہ یہ تمام ممالک عراق کو سبق سکھائے بغیر نہیں چھوڑیں گے عراق کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کی تیاری ہو رہی ہے اب بڑی طاقتوں کے سامنے سوال صرف کویت کو عراق کے چنگل سے نکالنے کا نہیں ہے بلکہ اس کی بڑھتی ہوئی طاقت کو ہمیشہ کے لئے کچل دینے کا اور صدام حسین کے عزائم کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاک میں ملانے کا ہے۔

کویت اور عراق میں پچھلے چند ہفتوں سے جو بات چیت چل رہی تھی ایسا لگتا تھا کہ اس کا حل نکل آیا ہے کویت نے عراقی علاقے سے جو تیل لیا تھا وہ اس کا تاوان دینے کو راضی ہو گیا تھا لیکن اچانک ۳۰۰ سے زائد عراقی ٹینک اور ۳۰ ہزار عراقی فوج کویت میں داخل ہو گئی اور چند گھنٹوں کے اندر بغیر خاص مزاحمت کے چھوٹے سے اس خلیجی ملک پر قبضہ کر لیا کویت پر عراق کے قبضے نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا خصوصاً عرب ممالک میں کھلبلی پیدا کر دی ایک ملک کے دوسرے ملک کے حملے کو کسی حالت میں جائز قرار نہیں دیا جا سکتا خصوصاً ایک اسلامی ملک کے دوسرے اسلامی ملک پر حملہ کو۔ لیکن عراق جو دس برس تک ایران سے جنگ کر چکا ہے اور اسے جھکانے میں کامیاب ہوا ہے طاقت کے نشے میں چور ہے اس لئے اس نے کویت سے اپنے مسائل کو جو گفت و شنید کے ذریعے حل ہونے چاہیے تھے طاقت سے حل کرنے کا فیصلہ کر لیا نتیجہ یہ ہے کہ اب پوری عرب دنیا دو حصوں میں بٹ گئی ہے مسلم ممالک کا اتحاد جو پہلے ہی بہت کمزور تھا اب مکمل طور پر بکھر جانے کا اندیشہ ہے عراق کی ص

...کا پلان

...غلام بن گئے ہیں

عراق معیشت کو ایرانی جنگ کا بوجھ برداشت کرنا پڑا تھا۔

ویسے تو عراق اور کویت کا مسئلہ پرانا ہے کویت ایک خالص ریگستانی علاقہ ہے ماضی میں عراق کا ہی حصہ تھا مگر یہاں کے بدو قبائل ایک طرح سے خود مختار تھے جب تک یہاں تیل پیدا نہیں ہوا تھا کسی کو اس علاقے کی پرواہ بھی نہیں تھی ۱۹۶۱ء میں کویت آزاد ہوا تو عراق نے اس پر احتجاج کیا تھا تیل کے ذخائر والے علاقوں پر اس کا دعویٰ شروع ہی سے تھا اور وہ اس دعویٰ کو مسلسل دہراتا رہا تھا لیکن تنازعہ نے کبھی سنجیدہ صورت حال اختیار نہیں کی تھی اب عراق کو شکایت یہ ہے کہ کویت تیل پیدا کرنے والے ممالک کے مفادات سے زیادہ مغربی ممالک خصوصاً امریکہ کے اقتصادی مفادات کی حفاظت کر رہا ہے وہ اپنے کوٹہ سے کہیں زیادہ تیل پیدا کر کے بین الاقوامی منڈیوں میں پہنچا دیتا ہے تاکہ تیل کے دام گر جائیں اس کے نتیجہ میں تیل کے دام ۱۸ ڈالر فی بیرل سے گر کر ۱۵ ڈالر فی بیرل رہ گئے جس سے تیل پیدا کرنے والے ممالک خصوصاً عرب ممالک کو اربوں ڈالر کا نقصان ہوا عراق کا دعویٰ ہے کہ کویت ایسا اسلئے کرتا ہے کہ کویت کے شاہی خاندان کی دولت امریکہ برطانیہ اور سوئٹزرلینڈ میں جمع ہے اگر امریکی معیشت کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کویت کے شاہی خاندان کو ذاتی نقصان ہوتا ہے کویت نے امریکہ اور برطانیہ میں اپنی دولت کا اتنا زیادہ حصہ لگا رکھا ہے کہ آج اسکی آمدنی تیل سے زیادہ اسکی دولت سے ہے پھر عراق کو یہ بھی شکایت ہے کہ کویت نے اس کے تیل کے ذخیروں سے تیل حاصل کیا ہے یا دوسرے الفاظ میں تیل چرایا ہے دراصل امریکہ کے مفادات کی حفاظت کا الزام خلیج کے دوسرے عرب حکمرانوں پر بھی لگتا ہے ان عرب شیخوں کا امریکی ڈالر پر اتنا انحصار ہے کہ انہیں اپنے ملک کی معیشت سے زیادہ امریکی معیشت کی فکر رہتی ہے

بہرحال شکایتیں جو بھی تھیں دنیا میں کسی نے بھی عراق کے اس اقدام کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا خود عراق کے دوست عرب ممالک بھی اس اقدام پر ناراض ہیں شام اور لیبیا سے عراق کے تعلقات پہلے ہی سے خراب ہیں سعودی عرب مصر اور اردن عراق کے قریبی ساتھی تھے کل تک صدام حسین مصر میں اور دوسرے عرب ممالک میں "مرد آہن" کہلاتے تھے اور ایک ہیرو کی طرح مقبول تھے مگر اب عام عرب کہہ رہے ہیں کہ "ہمیں دشمن سے مقابلہ کرنے کے ہتھیار چاہئیں بھائی پر حملہ کرنے کے لئے نہیں۔"

اسلامی اتحاد تو پہلے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا، اب یہ مزید چکنا چور ہو گیا ہے۔ یہ واضح ہو گیا ہے کہ تمام مسلم ممالک کے لئے اپنے قومی مفادات پہلے ہیں اور اسلامی یا عرب مفادات بعد میں ہیں۔

روس امریکہ اتحاد

روس آج تک عراق کا سب سے بڑا حامی اور ہتھیار فراہم کرنے والا رہا ہے لیکن پہلی بار امریکہ اور روس متحد ہو گئے ہیں اور عراق پر دباؤ ڈال رہے ہیں امریکہ نے تو عراق کا مکمل بائیکاٹ کر دیا ہے اور اس کی ناکہ بندی کر لی ہے روس بھی امریکہ کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے اور عراق کو بھیجے جانے والے ہتھیاروں پر مکمل پابندی لگا دی ہے ماسکو میں روس اور امریکی وزرائے خارجہ میں مشورے ہو رہے ہیں ماہرین کا خیال ہے کہ کویت اور عراق پر ان ممالک کا بھرپور حملہ ہی کویت کو آزاد کرا سکتا ہے ہو سکتا ہے کچھ عرب ممالک بھی اس معاملے میں امریکہ کی مدد کریں اسرائیل عراق پر حملہ کا اصلی ذمہ دار ہے گا اسرائیل اس وقت سب سے زیادہ عراق سے خوفزدہ ہے کیونکہ عراق پچھلے دس برس میں ایسی فوجی طاقت بن چکا ہے جو اسرائیل سے ٹکرا سکتا ہے اسلئے اسرائیل عراق کو برباد کرنے کے اس سنہری موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دے گا ادھر عراق نے دھمکی دی ہے کہ اس پر حملہ کیا گیا تو وہ کویت کے تیل کے ذخیروں کو آگ لگا دے گا اگر ایسا ہوا تو خلیج کا پورا علاقہ بھک سے اڑ جائے گا اور اس کے اثرات کسی ایٹمی دھماکے سے زیادہ ہونگے۔

اب امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل عرب ممالک کے رد عمل کی طرف دیکھ رہے ہیں اگر عرب ممالک نے عراق پر امریکی حملہ کی مخالفت نہ کی تو عراق پر براہ راست حملہ ہو گا اور اگر ان ممالک نے اس حملہ کی مخالفت کی تو امریکہ، برطانیہ، فرانس، جاپان، جرمنی اور اسرائیل مل کر عراق کی مکمل ناکہ بندی کر دیں گے نہ عراق میں کوئی چیز داخل ہونے دی جائے گی نہ باہر نکلنے دی جائے گی۔ نہ عراق کا تیل خریدا جائے گا نہ عراق کو کوئی مال بیچا جائے گا۔ ماضی میں روس عراق کی مدد کرتا رہا ہے مگر اب روس امریکہ دوستی کے بعد روس بھی اس معاملے میں خاموش رہے گا۔

اسلامی ممالک کی کوششیں

ادھر عرب ممالک کی مفاہمت کی کوششیں جاری ہیں عراق نے سعودی عربیہ کو یقین دلایا ہے کہ وہ کسی پر حملہ نہیں کرے گا اردن کے شاہ حسین جو صدام حسین کے گہرے دوست ہیں مفاہمت کی کوشش کر رہے ہیں ان کی کوشش ہے کہ عراق کویت سے اپنی فوجیں واپس بلا لے جبکہ کویت تیل کے معاملے میں عرب نواز پالیسی اپنائے اور عراقی علاقوں سے تیل کھینچنے کی کوشش نہ کرے لیکن ایسا ہونا مشکل نظر آرہا ہے۔

کویت کی دقت

عراق کی کویت پر قبضہ کی ہمت اسلئے بھی ہوئی کہ اسے معلوم تھا کہ کویت نوالۂ تر ہے کویت کی بیس لاکھ کی آبادی میں صرف ساڑھے چھ لاکھ کویتی عرب ہیں بقیہ دوسرے علاقوں سے آئی لیبر فورس ہے کویت میں تین لاکھ فلسطینی، ۲ لاکھ عراقی اور مصری اور دوسرے عرب، دو لاکھ ہندوستانی، ایک لاکھ پاکستانی اور بقیہ تھائی لینڈ، فلپائن، چین وغیرہ کے باشندے ہیں عراق کی کوشش ہوگی کہ وہاں فلسطینیوں اور دوسرے عرب باشندوں کی مدد سے عبوری حکومت قائم کر دے کویت کو آزاد رکھتے ہوئے اپنے مفادات کے اثر میں رکھے دراصل صدام حسین کا اصل مقصد کویت سمیت خلیج کے تمام تیل پیدا کرنے والے عرب ممالک اور ان کے حکمرانوں کو یہ پیغام دینا ہے کہ انہیں اب عراق کی برتری کو تسلیم کرنا ہوگا اور تیل کی منڈی میں امریکی مفادات کی نہیں عرب مفادات، خصوصاً عراقی مفادات کی حفاظت کرنی ہوگی۔

جس وقت یہ مضمون لکھا جا رہا ہے حالات نہایت ہی غیر یقینی ہیں یہ بحران ایک بہت بڑی جنگ کی شکل بھی اختیار کر سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ امریکہ و اس کے ساتھی عراق کے خلاف غرانے اور شور مچانے کے بعد خاموش ہو جائیں کیونکہ عراق پر حملہ اتنا آسان نہیں ہوگا یہ جنگ تیل کی اس دولت کو بھی جلا کر خاک کر سکتی ہے جس کے لالچ میں مغربی ممالک اس علاقے میں اتنی دلچسپی لے رہے ہیں۔

اسلامی اتحاد تو پہلے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے اب اس حملے کے بعد عرب اتحاد بھی بکھر چکا ہے اور یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ تمام مسلم ممالک کے لیے اپنے قومی مفادات پہلے ہیں اور اسلامی یا عرب اتحاد بعد میں اس حملہ کا اثر پوری دنیا کی سیاست اور معیشت پر بھی پڑے گا اور عرب ممالک پر بھی اس کے سیاسی اقتصادی اثرات بہت دیرپا ہوں گے ہندوستان جیسے ملک جنکے پیٹرول کا بیشتر حصہ عراق اور کویت سے آتا ہے اس جنگ کے نتیجہ میں بالکل دیوالیہ ہو سکتے ہیں اس جنگ کا اثر ان لاکھوں خاندانوں پر بھی پڑے گا جن کے افراد نہ صرف کویت بلکہ دوسرے عرب ممالک میں روزگار کے لئے گئے ہوئے ہیں خلیجی ممالک اب ان کی بڑی تعداد میں چھٹی شروع کر دیں گے ہر حال پوزیشن ابھی پوری طرح واضح نہیں ہے آئندہ چند دنوں میں اس حملے کے اثرات اور اس پر عالمی و مغربی ممالک کا رد عمل واضح ہوگا۔

بشکریہ ہفت روزہ "نئی دنیا" دہلی

بقیہ : سرزمین حجاز

امریکی فوج محاذ جنگ پر گئے ہوئے فوجیوں کے گھر والوں کو ان کے متعلق باخبر رکھتی ہے اس سلسلے میں وہ باقاعدہ اطلاع نامہ گھروں پر پہنچاتی ہے لیکن امریکن فوجی اس معاملہ میں اتنی مستعد نہیں ہے

میگاڈول روزانہ رات میں اپنی بچی کو وہ ٹیپ ضرور سنواتا ہے جو اس کی ماں اس کے لئے ریکارڈ کر کے گئی ہے بچی سن کر بھی کہتی ہے "ماما بائی بائی" یہ پہلے الفاظ ہیں جو وہ بولنا سیکھی ہے۔ میگاڈول کا کہنا ہے کہ یہ الفاظ مجھے بہت دکھ دیتے ہیں کہ ایک سال کی بچی بھی پہچان گئی ہے کہ اس کی ماں دور چلی گئی ہے۔

ایک جانب خلیج میں ابھرتے ہوئے جنگ کے ممکنہ خطرات کے سبب امریکی بچے پریشان ہیں دوسری جانب مشرق وسطی میں مقیم فلپائنی، سری لنکا، بنگلہ دیش، بھارت اور پاکستان کے لوگ سخت مصیبت کا شکار ہیں، اردن اور عراق کے سرحد پر قائم شالان کیمپ میں یہ لوگ زندگی کے بڑے سخت دن گزارنے پر مجبور ہیں تاآنکہ ان کی اپنے اپنے وطن میں واپسی کا بندوبست نہ ہو جائے

شالان کیمپ میں پہنچنے والی ایک فلپائنی عورت دو سال بچے کو گود میں لئے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی مگر جب اس نے کیمپ میں موجود بھارتی، پاکستانی، سری لنکا اور بنگلہ دیش کے تباہ حال لوگوں کو دیکھا تو اس نے اپنے آنسو پونچھ لئے

شالان کیمپ ۱ کے بعد اس سے کچھ فاصلہ پر شالان کیمپ ۲ لگایا گیا ہے جو فلپائنیوں نے قائم کیا ہے اس کیمپ میں حالات کچھ بہتر ہیں۔ شالان کیمپ ۱ میں اردن کے افسران کی شکایت کرتے ہوئے ایک بنگلہ دیشی خاتون خل رائشہ نے کہا کہ اردنی افسران سے کام نہیں لیتے یہ فلپائنی عورتوں کی زیادہ حمایت کرتے ہیں میں نے کل سے کچھ نہیں کھایا۔ اردنی فوجی پناہ گزینوں کو ایک قطار میں رکھنے کے لئے جب وہ کھانا یا پانی حاصل کر رہے ہوتے ہیں لوگوں کو بیلٹ سے مارتے ہیں۔ ایک پاکستانی نے خلیج ٹائمز کے نمائندے سے شکایت کرتے ہوئے کہا کہ ان حالات میں میں، میری بیوی اور پانچ بچے سخت عذاب میں مبتلا ہیں۔ ایک روٹی اور ایک چھوٹے کنٹینر پانی پر ہمیں پورے دن رہنا پڑتا ہے۔

ایک اور پاکستانی احمد سعید نے تلخ لہجہ میں کہا کہ اگر ہمیں یہاں سے نہ نکالا گیا تو ہم سب بہت جلد مر جائیں گے

شالان کیمپ میں مقیم ایک بنگلہ دیشی حاجی تمانے نے کہا کہ روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کے لئے لڑنے سے بہتر ہے کہ ہم خودکشی کر کے خود کو ختم کر لیں۔ میں تین دن سے اپنے بیوی بچوں کے لئے دانہ پانی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکا خلیج ٹائمز کے مطابق غذا کی بہت قلت ہے۔ اور بہت سے لوگ بھوک پیاس سے تڑپ کر مر گئے ہیں۔ نمائندے کی موجودگی میں ایک اردنی ٹرک آیا جس پر پیچھے فوجی خوراک لے کر آئے تھے انہوں نے فی کس ایک گول چھوٹی روٹی اور ایک ٹماٹر پناہ گزینوں میں تقسیم کیا مگر لینے والوں کا ٹرک کے گرد انتشار ہو گیا کہ اردنی فوجیوں نے انہیں بیلٹوں سے مارنا شروع کر دیا۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک ٹرک میں غذا ختم نہیں ہو گئی۔ غذا ختم ہوتے ہی ٹرک روانہ ہو گیا مگر بھوکے لوگ اس کے پیچھے پیچھے بھاگتے رہے الم ناک حالات میں خواتین اور بچوں کی حالت سب سے تنگ ہے۔ دھوپ، گرمی، بھوک اور پیاس سے ادھ مرے ہوئے جاتے ہیں۔

حجاز مقدس کی سرزمین پر جب سے امریکی یہودی افواج کے ناپاک قدم وارد ہوئے ہیں۔ پورے مشرق وسطی میں ایک عذاب ناک ماحول پیدا ہو گیا ہے، کویت کے مسئلہ کو اگر سعودی حکمران صرف عربوں کا مسئلہ رکھتے یا زیادہ سے زیادہ اسے مسلم امہ کی عدالت میں لاتے تو یہ المناک صورت حال پیدا نہ ہوتی لیکن انہوں نے سامراجیوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر پوری دنیا کے امن پسند لوگوں کا سکون غارت کر دیا ہے۔

کے جاہ و جلال سے بری طرح مرعوب و متاثر تھے۔

وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ جن لوگوں نے انگریزی اثر و اقتدار ختم کرنے کے لیے جان کی بازی لگائی گردنیں کٹائیں مال و اسباب نیلام کرایا املاک و جاگیر ضبط کرائی قید و بند کی سختیاں سہیں دار و رسن کا افسانۂ پارینہ تازہ کیا وہ کسی درجے میں بھی سزاوار احترام نہیں ہو سکتے تھے۔ انہیں اپنے نقطۂ نظر کی سچائی پر اتنا اعتماد تھا کہ وہ عقیدہ و مذہب بن گیا تھا مجاہدوں اور سرفروشوں کے نقطۂ نظر سے انہیں اتنا شدید اختلاف تھا کہ وہ ان کی نگاہ میں کفر جلی [illegible] تھا۔

(واجد علی شاہ اور ان کا عہد صفحہ ۳۴۴)

سرسید اور ان کے دوسرے ہم فکر اپنے مداحوں کی نظر میں ممکن ہے بہت کچھ ہوں، بہت سے لوگ ان کے گن گاتے ہوئے ملیں گے۔ مگر جو درجہ اور جو عزت انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں انگریز علما کو دی تھی وہ عزت کسی کو نہ نصیب ہو سکی اور جب سر انٹونی میکڈانل نے اردو تحریک کو چند دنوں میں بھسم کر دیا تو بقول شیخ محمد اکرام "حکومت کی وفاداری کی وہ عمارت جو برسوں کے بعد قوم کے دلوں میں تعمیر کی تھی گری تو نہیں لیکن ان میں شگاف بہت سے پڑ گئے" (موج کوثر صفحہ ۱۲۱)

بہر صورت سرسید اور ان کے ہم فکر لوگوں نے مجاہدین تحریک آزادی کا جتنا اور جس طرح استخفاف کیا اس کی سزا اور جزا قادر مطلق کے ہاتھ ہے۔ مگر یہ زبان جو سرسید نے مجاہدین آزادی کے لیے استعمال کی یقیناً باعث افسوس ہے۔

"، جون، ۱۸۵۷ء چودھری پرتاب سنگھ رئیس تاجپور کے پاس مفصل خطوط حالات بگڑنے بریلی اور مراد آباد کے آگئے اور بہادر خان کی بے ایمانی اور نمک حرامی کی بھی مفصل خبر آگئی اور انہوں نے سب خط جناب کلکٹر بہادر کو دکھا دیئے اور کم بخت نا محمود خان کو بھی بدذات خان بہادر کی خبر مل چکی تھی۔

(واجد علی شاہ اور ان کا عہد صفحہ ۲۷۳)

بہر حال مولانا احمد اللہ شاہ نامساعد حالات، مخالف فضا، ناپید منزل کے باوجود اپنے جواں ہمت پریشاں ساتھیوں کے ساتھ اس پرسکون سمندر میں تلاطم پیدا کر دیا۔ انہوں نے خوفناک جنگوں سے مقابلہ کیا، خونبار طوفانوں سے ٹکرا

حالانکہ ان کے دست و بازو شل ہو چکے تھے۔ تلوار ٹوٹ چکی تھی۔ رفیقانِ راہ یا تو شہید ہو چکے تھے، یا گوشۂ عافیت کی طرف رخ کر لیا تھا مگر مولانا احمد اللہ شاہ اس وقت تک لڑتے رہے جب تک خون کا آخری قطرہ بھی اپنے مقصد عظیم پر نچھاور نہیں کر دیا۔

مولانا احمد اللہ شاہ مدراس کے رہنے والے تھے۔ سن تمیز کو پہنچے تو ظاہری اور باطنی علوم میں کمال حاصل کر چکے تھے معقول و منقول علوم پر گہری نظر

وہ جہاں بھی گئے ان کے جلو میں تحریک آزادی کا طوفان امڈتا چلا گیا؛

تھی۔ اگر وہ چاہتے تو عیش و عشرت کی زندگی بسر کر سکتے تھے لیکن قدرت نے انہیں چشم حیراں اور دل بے تاب دیا تھا وہ انتہائی غیور اور حساس طبیعت کے مالک تھے مسلمانوں کے ادبار و زوال نے ان کی روح کو طوفانوں کا ہم دوش کر دیا تھا مسلمان اپنی کوتاہیوں کی سزا بھگت رہے تھے اس کے باوجود امراء و روسا کا غم دار طبقہ اپنی رنگ رلیوں میں مصروف تھا۔

مسلمانوں کی حکومت ایک ایک کر کے مٹ رہی تھی میسور اور سرنگا پٹم، کی باجبروت حکومت تہ و بالا ہو چکی تھی۔ البتہ حیدر آباد اپنی غداریوں کی وجہ سے سلامت تھا مگر انگریز اور اس کے ہمنواؤں کے آہنی شکنجے میں جکڑا ہوا۔ دہلی میں خاندان مغلیہ اور اودھ واجد علی شاہ کا آفتاب گہنا چکا تھا۔۔۔ انگریزوں کا تسلط مستحکم تھا اس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں انجیل تھی اور دل و دماغ فریب کاریوں اور مکاریوں سے لبریز تھے۔ ہر اس فرد کی گردن کاٹ دی جاتی جہاں ذرا بھی بوئے سرکشی کا احساس ہوتا اور

جب یہ سر انگریزوں تک پہنچا تو وہ خوشی سے باغ باغ ہو گئے اور سر کو کوتوالی کے دروازے پر لٹکا دیا؛

ہر وہ عمارت مسمار کر دی جاتی جو ذرا بھی عظمت اسلام کی۔ الا ہر وہ گلستاں پامال کر دیئے جاتے جن کے پھولوں کے ساتھ کانٹوں کی رفاقت ہوتی ـــــــ مولانا ایک مجذوب صفت قلندر وضع اور درویش ملنگ بزرگ تھے وہ دلی پہنچے، آگرہ آئے، گوالیار گئے، لکھنؤ میں قیام کیا، فیض آباد پہنچے۔ الحاصل جہاں جہاں بھی گئے انگریزوں سے نفرت اور لشۂ جہاد میں ڈوبے گئے نہ تن کی پرواہ نہ جان کا ہوش اور طرفہ یہ ہوا

کہ حضرت مہراب شاہ گوالیاری کی نظر کیمیا اثر نے ان کے اس رنگ کو تیز سے تیز تر کر دیا۔ وہ جہاں بھی گئے ان کے جلو میں تحریک آزادی کا طوفان امنڈتا گیا۔ مولانا انگریزوں سے کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی مرعوب نہیں ہوتے۔ آپ متعدد بار گرفتار بھی ہوتے مگر چند ہی روز میں جیل خانہ کی دیواریں منہدم ہو جاتیں اور آپ صاف بچ نکلتے

انہیں ایام میں مختلف مقامات پر شیعہ سنی تنازعہ بھی پیدا ہوا۔ جن کے تحفظ کے لیے آگے بڑھے تھے انہیں سے جنگ بھی لڑنی پڑی۔ مگر ان کے مقصد میں کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہو سکی کیونکہ انہیں صرف اور صرف انگریزوں سے مسلمانوں کی آزادی چاہیئے تھی اور بس ـــــ

مولانا احمد اللہ شاہ ہر معرکہ میں سینہ سپر رہے انہوں نے جو جنگ آزادی شروع کی تھی اسے آخر دم تک جاری رکھا۔ کوئی مصلحت اور کوئی مصیبت ان کی راہ نہ روک سکی۔ یہاں تک کہ ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ دوستوں نے منہ موڑ لیا جس کی وجہ سے انہیں قدم قدم پر ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا مگر کسی مرحلے میں بھی ان کے پائے استقلال میں لغزش نہیں ہوئی۔

ایک انگریز لکھتا ہے کہ چپاتیوں (پیغام رسانی) کی تقسیم کے سلسلے میں فیض آباد میں ان کی گرفتاری اور انہیں پھانسی کی سزا ملی تھی، سر ٹامس سٹین مولوی کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ وہ بڑی قابلیت رکھتا تھا وہ ایسا شجاع تھا کہ خوف نہیں کرتا تھا۔ وہ اپنے عزم میں پکا اور ارادہ میں مستقل تھا باغیوں میں اس سے بہتر کوئی سپاہی نہیں

بالا [illegible]

عثمان عامر عباسی

ضلع تھرپارکر میں نئے ضلع "مٹھی" کا اعلان

سندھ کے سرحدی ضلع تھرپارکر جس کی حدیں بھارتی صوبہ راجستھان سے ملتی ہیں پاکستانی سیاست میں یہ ضلع ہمیشہ نمایاں رہا ہے اس ضلع کی سیاست تقریباً ملکی سیاست بالخصوص سندھ کی سیاست میں اہم مقام رکھتی ہے ضلع تھرپارکر کی سیاست جہاں سندھ میں اثرانداز ہوتی ہے وہاں بالواسطہ یا بلاواسطہ پورے ملک کی سیاست کے اتار چڑھاؤ میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے جس کی چھوٹی سی مثال گذشتہ سال ماہ نومبر میں پاکستان کی منتخب وزیراعظم محترمہ بینظیر بھٹو کے خلاف اپوزیشن کی جانب سے عدم اعتماد کی تحریک میں ضلع تھرپارکر کی آخری تحصیل نگرپارکر چھاچھرو اور تحصیل ڈیپلو کے علاقوں میں خاصا اثر رکھنے والی شخصیت قومی اسمبلی کے اقلیتی رکن رانا چندر سنگھ اور میرپور خاص اور تحصیل ڈگری سے پاکستان پیپلز پارٹی کے منتخب رکن قومی اسمبلی سید قربان علی شاہ عدم اعتماد کی تحریک کے دنوں میں ملکی سیاست کا موضوع بحث بنے رہے بالآخر رکن قومی اسمبلی سید قربان علی شاہ سے وزیراعظم صاحبہ نے ملاقات کر کے تمام گلے شکوے دور کئے جبکہ رانا چندر سنگھ پر پی پی نے تمام حربے استعمال کئے مگر رانا چندر سنگھ آئی جے آئی کے ساتھ رہے اخبارات میں مختلف بیانات سے رانا چندر سنگھ کو ملک بھر میں کافی مقبولیت حاصل رہی بعد میں چاہے اپوزیشن عدم اعتماد تحریک میں ناکام رہی مگر رانا چندر سنگھ نے بعد میں وزیراعظم صاحبہ سے ملاقات کر کے تمام معاملات درست کروا لئے۔

ضلع تھرپارکر سندھ کے سب سے بڑے ضلع کی حیثیت رکھتا ہے یہاں قومی اسمبلی کی تین نشستیں صوبہ سندھ کی سات نشستیں تھیں مگر بعد میں ۱۹۸۸ء کے جماعتی انتخابات میں صوبائی اسمبلی کی مزید ایک نئی نشست کا اضافہ کیا گیا جو آبادی کے پیش نظر تھا۔

تو تحصیلوں پر مشتمل ضلع تھرپارکر ہمیشہ پاکستان پیپلز پارٹی کا گڑھ سمجھا جاتا رہا ہے انتخابات ۱۹۷۰ء کے ہوں یا ۱۹۷۷ء کے ہوں یہاں پی پی کے نمائندے جیتتے رہے ہیں مگر ایک واحد حلقہ قومی اسمبلی کا جو کہ تحصیل مٹھی، نگرپارکر اور تحصیل ڈیپلو پر مشتمل ہے وہاں ارباب گروپ کے ارباب امیر حسن ہر انتخابات میں ہمیشہ آزاد رکن قومی اسمبلی کی حیثیت سے جیتتے آئے ہیں پاکستان پیپلز پارٹی کی تمام کوششوں کے باوجود مذکورہ نشست نہ تو پاکستان پیپلز پارٹی کو مل سکی اور نہ ہی ارباب گروپ پی پی میں شامل ہو سکا۔ اور نہ ہی تعاون دے سکا اس طرح پی پی ضلع کے واحد رکن قومی اسمبلی جو کہ ہر دور میں سدا بہار (ہر دور میں کامیاب امیدوار) ارباب امیر حسن کو اپنا ہمنوا نہ بنا سکی۔

ارباب گروپ کی سیاست کو ضلع تھرپارکر میں اہم مقام حاصل ہے خاص طور پر تحصیل ڈیپلو، مٹھی اور نگرپارکر کے علاقوں میں جہاں اکثریت میں ارباب برادری آباد ہے ۱۹۸۵ء سے قبل ضلع کونسل کے انتخابات میں واضح برتری سے ارباب امیر حسن کے چھوٹے بھائی ارباب ڈاکٹر غلام رحیم ضلع کونسل تھرپارکر کے چیئرمین منتخب ہوئے تھے، جبکہ ان کے مقابلے میں تھرپارکر ضلع کی اہم شخصیت کو شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا۔

وزیراعظم محمد خان جونیجو کے دور حکومت میں بلدیاتی انتخابات ہوئے ضلع کونسل کے چیئرمین انتخاب کے موقع پر مسلم لیگ، تالپور گروپ اور ارباب گروپ نے چیئرمین شپ کے لئے بھاگ دوڑ کی۔ مسلم لیگ اور ارباب گروپ کے درمیان کانٹے کا مقابلہ ہوا، دونوں پارٹیوں کے برابر ووٹ تھے جبکہ تالپور گروپ کے ووٹوں نے فیصلہ کن کردار ادا کیا اس طرح مسلم لیگ کی جانب سے ضلع کونسل تھرپارکر کی چیئرمین شپ کے امیدوار غلام رسول جونیجو کامیاب ہوئے جبکہ ارباب گروپ کے ڈاکٹر غلام رحیم کو شکست ہوئی اس وقت کے تحصیل کوٹ غلام محمد اور میرواہ گورچانی سے صوبائی اسمبلی رکن نوابزادہ میر حاجی لطف اللہ خان تالپور کے بھائی نوابزادہ میر فضل خان تالپور ضلع کونسل تھرپارکر کے وائس چیئرمین منتخب ہوئے ارباب گروپ کو ضلع کونسل کی چیئرمین شپ چھن جانے سے شدید دھچکا لگا ارباب گروپ نے مستقبل میں پرانے سیاسی فیصلے ترک کرنے اور نئے سیاسی فیصلے پر عمل کرنے کا ارادہ کیا۔

۱۹۸۹ء ماہ نومبر دسمبر میں جب متحدہ حزب اختلاف کی جانب سے وزیراعظم محترمہ بینظیر بھٹو کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کی گئی اسی دور میں آئی جے آئی اور پی پی کی اقتدار کی رسہ کشی جاری تھی اراکین اسمبلی کی خرید و فروخت یعنی ہارس ٹریڈنگ کے ساتھ ساتھ اراکین اسمبلی کو پلاٹ، پرمٹ اور دیگر مراعات کے ساتھ ساتھ سیاسی رشوتیں بھی دی گئیں ان مراعات نے کئی اراکین اسمبلی کو برسوں سے قائم ثابت قدمی میں لرزہ پیدا کر دیا مراعات نے ان کے برسوں سے جمے ہوئے قدموں میں لڑکھڑاہٹ پیدا کر دی تحریک عدم اعتماد کے بعد ارباب گروپ نے اپنے نئے سیاسی فیصلے کے تحت پاکستان پیپلز پارٹی سے تعاون کا اظہار کیا اور اسطرح پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے سیاسی رشوت کے طور پر ارباب گروپ کے اکثریتی علاقے تحصیل مٹھی، نگرپارکر، چھاچھرو اور ڈیپلو پر مشتمل ایک نئے ضلع "مٹھی" کا اعلان کیا۔

مٹھی ضلع کے اعلان کے بعد ضلع تھرپارکر کے اہم شہر عمرکوٹ میں تحصیل عمرکوٹ میں شامل دیگر علاقوں میں مٹھی کے ضلع بنائے جانے کے سلسلے

(باقی صفحہ ۳۵ پر)

قصور — نذیر احمد خان

پچھلے ماہ قائد اہل سنت اپنے رفقاء جناب محمد خان لغاری قاری زوار بہادر، چوہدری محمد یعقوب حاجان کے ساتھ ٹاؤن ہال پتوکی میں ایک استقبالیہ میں جو پتوکی شہر کی طرف سے دیا گیا تھا۔ شرکت کے لئے تشریف لائے قائد کی آمد کی خبر سن کر سیاسی وابستگی کو پس پشت ڈالتے ہوئے ہر طبقہ فکر کے آدمی نے قائد اہل سنت کا استقبال بڑی گرم جوشی سے کیا جب کہ صدیق آباد (بھائی پھیرو) کی مقامی شاخ نے حضرت مولانا غلام قاسم نورانی شیخ محمد اکرم، محبوب کھوکھر، اسد اللہ حیدر و دیگر عہدیداران و کارکنان کے علاوہ چونیاں چھانگا مانگا کے عہدیداران و کارکنان نے ضلعی صدر ڈاکٹر جاوید اعوان کی زیر قیادت اپنے محبوب قائد کا استقبال صدیق آباد (بھائی پھیرو) سے سات کلو میٹر دور دینا ناتھ اسٹاپ پر موٹر سائیکلوں، کاروں، ویگنوں کے ساتھ کیا۔ اڈا دینا ناتھ پہ جگہ جگہ رنگ برنگے بینروں پر استقبالیہ نعرے لکھ کر پورے اڈا کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ اور کلمہ طیبہ اور گنبد خضرا کے ہلالی پرچم جو کہ موٹر سائیکلوں، ویگنوں، کاروں پر لگے ہوئے تھے۔

ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حد نگاہ تک جمعیت العلمائے پاکستان کے پرچموں کی آن بان سے پورا علاقہ حد نظر تک ایک روحانی منظر پیش کر رہا تھا۔ جو خوش قسمت اپنے محبوب قائد کے استقبال کے لئے اس قافلہ میں شامل تھے وہ دیدنی منظر کبھی نہ بھول سکے گا۔ تقریباً ۲ گھنٹے تک ابر رحمت کے سایہ تلے لاہور کی طرف منہ کر کے انتظار کی گھڑیاں گزارنے کے بعد جب قائد انقلاب کی گاڑی کو آتے دیکھا تو فلک شگاف نعروں سے در و دیوار ہل گئے۔

نورانی قافلہ سبز ہلالی پرچم کے جلوس میں اپنے قائد کے ساتھ جانب پتوکی روانہ ہوا۔ بیس کلو میٹر کے فاصلے میں تمام کارکنان استقبالیہ احباب نے اپنے پیارے قائد

کے اس حکم کی تعمیل پوری ذمہ داری سے کی کہ ملتان روڈ پر سفر کرنے والی ٹریفک کو پریشانی نہیں ہونی چاہیئے آمد و رفت کے لئے راستہ کو چھوڑ کر چلیں جس پر سختی سے عمل کیا گیا۔

جب یہ قافلہ پتوکی شوگر مل کے قریب پہنچا تو حضرت علامہ شبیر احمد ہاشمی، پتوکی کی سیاسی، سماجی معروف شخصیتوں اور حلقہ پتوکی کے عہدیداران کے کارکنان کے ساتھ ان گنت موٹر سائیکلیں لئے اپنے محبوب قائد کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ قائد کا قافلہ دور سے آتا دیکھ کر شوگر مل کا علاقہ فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ اور یہ تمام احباب بھی اپنے پیارے قائد کے قافلے کے ساتھ شریک ہو کر پتوکی کی طرف روانہ ہو گئے۔

پتوکی میں سڑک کے دونوں طرف قائد اہل سنت کے استقبال کے لئے اور قائد انقلاب کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تابی سے انتظار کرنے والے لوگوں نے نہ بکنے والا نورانی، نہ جھکنے والا نورانی، قائد انقلاب نورانی، حق و صداقت کی نشانی شاہ احمد نورانی، کے فلک شگاف نعروں سے اپنے محبوب قائد کا استقبال کیا۔ اور استقبالیہ گاہ تک جب یہ قافلہ پہنچا تو قائد اہل سنت نے نماز عصر ادا کی۔ جب اسٹیج پر تشریف لائے تو ٹاؤن ہال پتوکی جو کہ ایک بہت بڑا ہال اور وسیع و عریض جگہ پر واقع ہے۔ سکڑ چکا تھا ہر طرف لوگوں کا جم غفیر مولانا شاہ احمد نورانی کا خطاب سننے کے لئے جگہ کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا۔ لیکن تل دھرنے کے لئے جگہ نہ تھی۔ اکثریت مایوس لوٹی۔ اسپیکر کا ناقص انتظام اور امیدوں سے بڑھ کر لوگوں کا ولولہ اور جوش و خروش دیکھ کر جمعیت کے ساتھ دیرینہ تعلق رکھنے والے کارکنان کو بہت صدمہ ہوا۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک اور نعت رسول مقبولؐ سے ہوا حلقہ نمبر ۱۵۰ کے امیدوار سابق چوہدری ابراہیم ایڈووکیٹ نے سپاس نامہ پیش کیا۔ جس میں مرکز اور صوبہ اور محکمہ پولیس کو زبردست تنقید کا نشانہ بنایا حقائق پہ مبنی سپاس نامہ کو سن کر سامعین نے زبردست خراج تحسین پیش کیا بعد ازاں تمام اہل پتوکی کی طرف سے قائد اہل سنت کی حقیقت پسندانہ پالیسی کو سراہتے ہوئے یقین دلایا گیا کہ اہل پتوکی قائد انقلاب کے ساتھ شانہ بشانہ سابقہ غلطیوں کی تلافی کرتے ہوئے ثابت قدمی کے ساتھ ان کا ساتھ دیں گے۔

فلک شگاف نعروں کی گونج میں آپ امام اہل سنت مائک پر تشریف لائے اپنے خطاب میں فرمایا کہ پاکستان میں رہنے والے ہر شہری اور بیرون ملک رہنے والا پاکستانی پریشان حال یہ سوچ رہا ہے کہ اب کیا ہو گا۔ ملک میں انتقامی سیاست عروج پا رہی ہے۔ منشیات فروشوں جاگیرداروں سرمایہ داروں کی اجارہ داری ملک میں کلاشنکوف، ہیروئن، منشیات اور

انتظار کی گھڑیاں گزرنے کے بعد جب قائد انقلاب کی گاڑی کو آتے دیکھا تو فلک شگاف نعروں سے در و دیوار ہل گئے
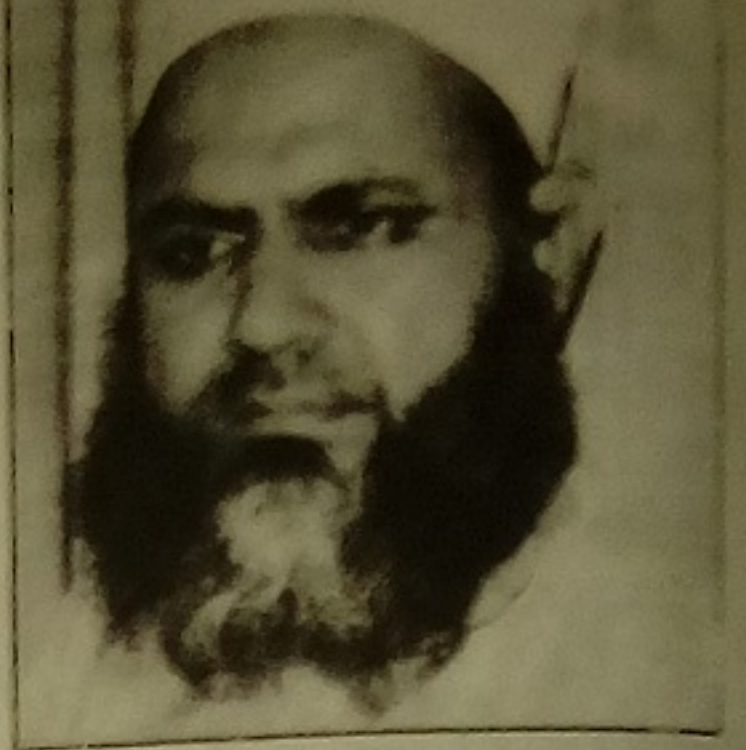
پرودی، رشوت خوری بے گرانی ہے۔ غریب بے بسی کے عالم میں مارا مارا پھر رہا ہے کوئی پرسان حال نہیں۔ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو مار رہا ہے۔ جس کی ابتدا ضیاء الحق کے دور سے ہوئی۔ ملک تباہی کے دھانے پر ہے اس کا کریڈٹ ضیاء الحق کے گیارہ سالہ مارشل لاء دور کو جاتا ہے۔ لسانی نسلی برادری کی بنیاد پر ملک میں نفرت پھیلائی گئی جس کی بناء پر ملک کا یہ حال ہوا کہ حکومت غیر مستحکم ہوئی۔ حکومت بچانے کے لئے ممبروں کی منڈی لگی اور کسی کو صوبہ سرحد منڈی سے اور پنجاب میں چھانگا مانگا منڈی سے صوبائی اور قومی اسمبلی کے ممبر کو ایک کروڑ اور کسی کو ۵۰ لاکھ تک خریدا گیا اور آج پوری قوم اپنے ووٹ کے غلط استعمال کا نتیجہ بھگت رہی ہے اور پاکستان کے عوام ووٹ کے ذریعے رشوت ستانی، بے روزگاری کی گرانی اور عدم تحفظ کا مسئلہ اسی لئے ہوئے کہ انہوں نے حقیقت پسندی کا ثبوت نہیں دیا۔ اگر جمعیت العلمائے پاکستان کے منشور کو پڑھتے اور ملک کے مستقبل کے لئے کملی والے آقا کے چاہنے والوں کو ووٹ دے کر کامیاب بناتے تو آج یہ صورتحال نہ ہوتی۔ اور سالہا سال تک مارشل لاء صرف اسلام کے نام پر ضیاء الحق

آپ کو ووٹ دینے اور فیصلہ کرنے کا موقع جلد ہی ملنے والا ہے۔
یہ جلسہ ۵ اگست کو ہو رہا تھا اور ۶ اگست کو اسمبلیاں توڑ دی گئیں!

نے نافذ کئے رکھا۔ ایم کیو ایم، برادری، فرقہ پرستی انہی کے دور حکومت میں پروان چڑھی جس کی وجہ سے ملک تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے۔ سیاچن گلیشیر کا ۱۵ ہزار مربع میل کا علاقہ پاکستان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ جسے ہندوستان نے بزور شمشیر چھینا۔ جسے موجودہ حکومت بھی بات چیت کے ذریعہ واپس لینے کی کوشش کر رہی ہے جب کہ طاقت سے چھینے ہوئے علاقے بات چیت سے واپس نہیں ہوتے ان حالات کی وجہ سے انڈیا حکومت اتنی شہ زور ہو گئی ہے کہ پورے ہندوستان اور بالخصوص مقبوضہ کشمیر میں مسلمان مرد بوڑھے جوان بچے عورتیں بہیمانہ طریقے سے قتل کئے جا رہے ہیں۔ بہو بیٹیوں کی عزت لوٹی جا رہی ہے اور عالم اسلام او۔ آئی۔ سی کے ۴۵ ملک انڈیا حکومت کے ساتھ اپنا لین دین اور بزنس جاری رکھے ہوئے ہیں اس سے بڑھ کر حکومت پاکستان خود بھی بڑی ڈھٹائی کے ساتھ انڈیا کے ساتھ اپنا لین دین اور کاروبار جاری رکھے ہوئے ہے اگر عالم اسلام اور پاکستان احساس جارحیت دلائیں اور اقتصادی سیاسی بائیکاٹ کریں تو انڈیا حکومت مجبور ہو جائے گی۔ اور یہ کام موجودہ دنیادار، جاگیر دار، ملک کو لوٹنے اور اقربا پروری کرنے والے حکمران نہیں کر سکتے اس مسئلے کا حل صرف اور صرف کملی والے آقا کے نظام میں ہے حکومت پنجاب جو کہ ضیاء الحق کی باقیات میں سے ہے۔ وہ بھی اٹھتے بیٹھتے اسلام اسلام کی مالا جپتی ہے۔ لیکن کم از کم وہ اسلام سے مخلص ہوتی تو پنجاب میں ہی قانون اسلام نافذ کر دیتی اور سرزمین پاکستان کسی صلاح الدین ایوبی، محمد بن قاسم، شہاب الدین غوری جیسے حکمرانوں کی راہ تک رہی ہے۔ جب کہ وہ اس کی کروڑوں آنکھیں کملی والے آقا کے چاہنے والے اس یاد رفتہ کو تازہ کر سکتے ہیں۔

نماز مغرب کی بناء پر قائد کا مختصر خطاب فلک شگاف نعروں اور صلوٰۃ و سلام پر اختتام پذیر ہوا۔ بعد نماز مغرب یہ قافلہ صدیق آباد (دھاندھ بھیرو) کی طرف روانہ ہو گیا۔

دریں اثناء بھائی بھیرو میں بعد نماز عشاء قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی دونوں پارٹیاں اسلام کے لئے مخلص نہیں ہیں اس لئے عوام کو سوچ سمجھ کر اپنا ووٹ استعمال کرنے کی ضرورت ہے اب وقت آگیا ہے کہ لوگ سمجھ بوجھ سے کام لیں اور صرف نظام مصطفیٰ کے لئے کام کرنے والی جماعت، جمعیت علماء پاکستان کو ہی ووٹ دیں۔ آپ کو ووٹ دینے اور فیصلہ کرنے کا موقع جلد ہی ملنے والا ہے۔ یہ جلسہ ۵ اگست کی رات کو ہو رہا تھا جس کا اختتام رات کو دو بجے درود و سلام اور دعا کے بعد ہوا۔ امام اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی دعا میں فرمایا!

اے اللہ اس مملکت کو بدعنوانی، رشوت، تعصب لسانیت، نسلی عصبیت، فرقہ پرستی، دہشت گردی اور سازشی سیاست کی بیماریوں سے محفوظ فرما۔ یہاں پر نیک، صالح اور عشق مصطفیٰ سے سرشار اشخاص کو مسند حکومت پر فائز فرما۔ جو نظام مصطفیٰ کو اس ملک میں نافذ کریں اور اگلے روز ۶ اگست کو اسمبلیاں توڑ دی گئیں۔ امام اہلسنت کی دعا اللہ کے حضور مستجاب ہو گئی اب یہ پاکستان کے مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ اللہ نے انہیں اپنے حاکم مقرر کرنے کا جو موقع فراہم کیا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور نظام مصطفیٰ کو نافذ کرنے کی اہلیت اور لگن رکھنے والوں کو انتخابات میں کامیاب کرائیں۔ کیونکہ نظام مصطفیٰ ہی ہمارے تمام مسائل کا حل ہے۔ ہماری بقاء اور سلامتی کا ضامن ہے۔

بقیہ: تھرپارکر کی ڈائری

میں سخت احتجاج کیا گیا عمر کوٹ کے عوام نے مطالبہ کیا کہ مٹھی کی بجائے عمر کوٹ کو ضلع کا درجہ دیا جائے ان کا کہنا تھا کہ پہلے انہیں سرکاری کاموں کے سلسلے میں ضلع تھرپارکر کے ہیڈ کوارٹر میرپور خاص سفر کی تکالیف برداشت کر کے جانا پڑتا تھا، اور اب مٹھی جانا پڑے گا جو عمر کوٹ سے خاصی دور ہے سیاسی حلقوں کا کہنا ہے کہ پی پی کی حکومت نے مٹھی کو عوام کی سہولت کو دیکھ کر ضلع کا درجہ نہیں دیا، بلکہ ایک گروپ کو خوش کیا ہے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ضلع تھرپارکر سندھ کا واحد بڑا ضلع ہے جو صحرائے تھر کے لق و دق صحرا پر مشتمل ہے یہاں عوام کی سہولت کے پیش نظر دو اضلاع یعنی عمر کوٹ ضلع اور ضلع مٹھی کے قیام کا اعلان حکومت کرتی مگر پی پی نے یکطرفہ پالیسی کے تحت مٹھی کو ضلع کا درجہ دے دیا اب عمر کوٹ کے عوام پریشان ہیں انہیں دوبارہ سفر کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں گی جو کہ وہ شروع سے برداشت کرتے آ رہے ہیں۔

تحریک پاکستان کے مقاصد کا ایک اجمالی خاکہ

قسط نمبر ۳

تحریر۔ اللہ بخش رضا

حضرت شیخ الاسلامؒ سے اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ صدر ضیاء الحق نفاذ شریعت میں مخلص نہ تھے وہ اقتدار کو طول دینے کی خاطر اسلام کا نام بہت استعمال کرتے رہے وہ عقیدے کے لحاظ سے نجدی تھے اور اہلسنت سے ان کا رویہ معاندانہ تھا۔ ان میں خلوص اور نیک نیتی نہ تھی خواجہ صاحب قبلہؒ مسلم لیگی لیڈروں سے نالاں تھے جمعیت علمائے پاکستان سے آخر دم تک وابستہ رہے اور مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت پر پورا اعتماد فرماتے تھے حضرت شیخ الاسلام قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے گفتگو کے دوران حاضرین سے فرمایا کہ اگر صدر ضیاء الحق صاحب کا رویہ یہی رہا تو رمضان المبارک کے بعد اسلامی مشاورتی کونسل کی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤں گا۔ یہاں دوبارہ اس بات کے تحریر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرتؒ کی روحانی بصیرت نے حالات کا صحیح تجزیہ فرمایا تھا اور آپ سترہ اٹھارہ رمضان المبارک کو سڑک کے ایک حادثے میں جام شہادت نوش فرما گئے۔ حضرتؒ کی یہ ایک زندہ کرامت ہے کہ رمضان المبارک کے بعد کونسل کی رکنیت سے الگ ہونا چاہتے تھے آخر آپ کا یہ فرمان سچ ثابت ہوا لیکن ہمیں انتہائی افسوس ہو رہا ہے کہ اتنے بڑے ولی کامل کے جنازے میں صدر ضیاء الحق کو شرکت کی سعادت نصیب نہ ہو سکی۔ جبکہ وہ دوسرے فرقوں کے علماء کی وفات پر ان کے جنازوں میں شریک ہوتے رہے صدر جنرل محمد ضیاء الحق اس ملک کے واحد حکمران ہو گزرے ہیں جو اہل سنت سے شدید تعصب اور معاندانہ رویہ رکھتے تھے۔ حالانکہ کسی بھی ملک کے حاکم کے لئے یہ طرز عمل جس سے تعصب کا اظہار ہوتا ہو مناسب نہیں ہوتا کیونکہ وہ تمام باشندگانِ وطن پر حاکم ہوتا ہے اور اسے سب کے ساتھ یکساں سلوک اور برتاؤ کرنا چاہیے۔ ہم دیگر تفصیلات میں جانے سے پہلے برصغیر کے عظیم روحانی و مذہبی پیشوا، امام اہلسنت غزالی زماں، رازی دوراں، شیخ الحدیث والتفسیر سیدی و سندی حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جنرل ضیاء الحق کی ایک گفتگو کا خلاصہ ارباب دانش اور ابنائے زمانہ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ ذرا پوری توجہ سے اسے پڑھ کر اندازہ کر لیجئے کہ ان کا رویہ اہلسنت کے ساتھ کس قدر افسوسناک رہا ہے۔

صوبائی دارالحکومت لاہور میں جماعت اہلسنت صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے حجاز کانفرنس سے

کچھ عرصہ پہلے ایک شام کو حضور غزالی زماںؒ نے احقر کو یاد فرمایا۔ واضح رہے حضور غزالیٔ زماں قبلہؒ کا یہ معمول تھا کہ جماعتی معاملات میں ہمیشہ مشورہ جماعت ہی سے وابستہ احباب و عہدیداران سے فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت آپ کے پاس کتنا ہی کوئی بڑا آدمی موجود کیوں نہ ہوتا اس سے معذرت فرماتے کہ احباب سے جماعت اہلسنت کے بارے میں کچھ مشورے کرنے ہیں آپ یا تو کچھ دیر کے لئے انتظار

جنرل ضیاء الحق اہلسنت سے شدید تعصب اور معاندانہ رویہ رکھتے تھے

کریں یا پھر بعد میں تشریف لے آئیں۔ یہ طریق کار حضرت صاحب قبلہؒ کی تنظیمی بصیرت کا ایک اہم پہلو رہا ہے۔

نماز عصر کے بعد احقر حضور امام اہلسنت قبلہؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ حضور قبلہؒ نے اپنے کمرے میں بلایا آداب و دست بوسی کے بعد۔ حضرت قبلہؒ نے پوچھا باقی احباب ابھی نہیں آئے؟ احقر نے عرض کی حضور جنہیں آپ نے یاد فرمایا یقیناً وہ حاضر ہوں گے۔ اتنے میں امام اہلسنت قبلہؒ نے کتابوں کا ایک بنڈل دکھاتے ہوئے انتہائی غمناک لہجے میں فرمایا کہ یہ لٹریچر کثیر تعداد میں اہلسنت کے خلاف سعودی عرب سے پاکستان میں آ رہا ہے۔ اور ان میں رسوائے زمانہ کتاب "البریلویہ" بھی شامل ہے جو نجدی مولوی احسان ظہیر نے اہلسنت کے خلاف لکھی ہے اور اس کتاب میں اہلسنت کو ننگی گالیاں دی گئی ہیں۔ اور اسی کتاب کی وجہ سے سعودی عرب میں اہلسنت پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے ہیں اور وہاں چالیس چالیس سال سے مقیم اہلسنت کے لوگوں کو بڑی بے دردی کے ساتھ ملک بدر کیا گیا ہے۔ فرمایا یہ تمام اشتعال انگیز لٹریچر سعودی حکومت ہی کے تعاون سے پاکستان بھیجا جا رہا ہے اور یہاں نجدیت کے لئے راہیں ہموار کی جا رہی ہیں جو کہ انتہائی افسوسناک ہے حضور غزالی زماںؒ نے ہمیشہ حقوق اہلسنت کی پاسبانی کی ہے۔ جب کبھی اہلسنت کے خلاف کوئی طوفان اٹھتا تو آپ اس کے آگے چٹان کی طرح ڈٹ جاتے۔ چنانچہ حضرت امام اہلسنت، حضور غزالی زماںؒ نے فرمایا کل میں نے صدر ضیاء الحق سے بذریعہ ٹیلی فون اس لٹریچر اور اہلسنت کو درپیش دیگر معاملات کے متعلق بات چیت کی ہے۔ اس بات چیت کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

حضور غزالی زماںؒ نے صدر ضیاء الحق سے بات چیت کرتے ہوئے فرمایا۔

۱۔ آپ بحیثیت صدر پاکستان، حکومت سعودیہ سے رابطہ کر کے کہیں کہ ہمارے ملک میں فرقہ وارانہ لٹریچر بھیجنا بند کر دے کیونکہ اس لٹریچر سے اہلسنت میں زبردست بے چینی

پیدا ہو رہی ہے اور اشتعال پھیل رہا ہے اور اس لٹریچر میں اہلسنت کے خلاف انتہائی زہریلا مواد چھپا ہوا ہے۔

۲۔ اعلیٰ حضرت رح کا ترجمہ قرآن مجید کنزالایمان پر سعودی حکومت نے بلا جواز جو پابندی عائد کر رکھی ہے آپ ہماری طرف سے وہاں کے حکمرانوں کو کہہ دیں کہ وہ کنزالایمان پر عائد پابندی فوراً ہٹا دیں یا پھر سعودی علماء سے ہماری بات چیت و ملاقات کا انتظام کرا دیں تاکہ ہم کنزالایمان پر ان کے اعتراضات کا جواب دے کر ان کی غلط فہمیاں دور کرا سکیں۔

۳۔ پاکستان میں رسوائے زمانہ کتاب "البریلویہ" پر فوری پابندی لگا دیں۔ کیونکہ اس کتاب میں اہلسنت کو ننگی گالیاں دی گئی ہیں۔ جو کہ انتہائی زیادتی ہے۔

۴۔ اہلسنت کے کچھ مقتدر علماء و مشائخ پر سعودی حکومت نے بلا جواز پابندی عائد کر رکھی ہے یہاں تک کہ ان علماء و مشائخ کو فریضہ حج کی ادائیگی سے بھی روکا گیا ہے اس کے علاوہ سعودی عرب میں مدتوں سے مقیم اہلسنت کے افراد کو وہاں سے بالکل بے قصور ملک سے نکالا گیا ہے اس معاملے میں آپ سعودی عرب کی حکمران طبقے سے بات کریں حضرت قبلہ رح نے فرمایا میں نے انہیں مزید کہہ دیا کہ ہمارے ساتھ آپ کی حکومت میں یہ سلوک ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔

حضور غزالئ زماں قبلہ رح نے فرمایا کہ یہ تمام باتیں وہ غور سے سنتے رہے آخر میں صرف اتنا جواب دیا کہ اس معاملے میں آپ مجھے معذور سمجھیں اور میں سعودی حکومت سے کوئی بات نہیں کر سکتا۔

حضور غزالئ زماں رح نے انہیں واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نجدی حکومت ہمارے خلاف جو زیادتیاں کر رہی ہے آپ کے نزدیک بھی وہ درست ہیں۔ تو پھر ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ آپ بھی اس ملک میں نجدیت کے پرچار کے حامی ہیں۔ اہلسنت جو اس ملک کی غالب اکثریت ہیں جن پر آپ حاکم ہیں آپ اگر ان کے حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتے تو پھر یہ ایک بہت بڑا المیہ ہوگا۔

حضرت قبلہ رح نے فرمایا کہ وہ بار بار معذرت ہی کرتے رہے مزید کوئی جواب نہ دیا۔

حضور غزالئ زماں رح نے فرمایا۔ مولانا! میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ صدر ضیاء الحق بھی متعصب نجدی ہیں اور

نجدیوں کو خوش کرنے کی خاطر اور حجاز کانفرنس لاہور کو ناکام کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے افسوسناک انداز اختیار کیا تھا!

وہ اس ملک میں نجدیت ہی کو فروغ دینا چاہتے ہیں اور ہمارے معاملات میں بالکل مخلص نہیں ہیں۔ لہٰذا اہلسنت کو متحد ہو کر اپنے حقوق کی حفاظت خود کرنا ہوگا

حضرت امام اہلسنت، حضور غزالئ زماں رح نے حقوق اہلسنت کے لئے حاکم وقت سے جو گفتگو کی ہے۔ اس سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آئے۔

یہ کہ ضیاء الحق متعصب اور فرقہ پرست نجدی ہیں وہ نجدیوں کی مکمل سرپرستی کر رہے ہیں اور اہلسنت کے مسلک کے خلاف سعودی عرب سے تمام لٹریچر ان کی مرضی سے آ رہا ہے اور وہ اس ملک میں نجدیت کو فروغ دیکر اہلسنت کو مفلوج کرنا چاہتے ہیں۔

چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ فوری طور پر ہمیں ملک کے تمام بڑے بڑے شہروں میں "حجاز کانفرنس" کا اہتمام کرنا چاہئے تاکہ عوام اہلسنت کو ان کے خلاف مبینہ سازشوں سے آگاہ کیا جا سکے۔

راقم الحروف نے فوری طور پر جماعت اہلسنت صوبہ پنجاب سے رابطہ کیا۔ اور طے ہوا کہ ۱۴ نومبر ۸۵ء کو موچی دروازہ لاہور میں امام اہلسنت، مرکزی صدر جماعت اہلسنت پاکستان حضور غزالئ زماں رح حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت عظیم الشان حجاز کانفرنس منعقد ہوگا۔ کانفرنس کی باقاعدہ اجازت لے لی گئی، اشتہارات چھپوائے گئے اور پورے پنجاب میں تقسیم کئے ۱۴ نومبر ۸۵ء کو صوبائی دارالحکومت لاہور میں پنجاب کے تمام اضلاع سے اہلسنت کے قافلے "حجاز کانفرنس" میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔ مگر لاہور پہنچ کر معلوم ہوا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں نواز شریف نے اہلسنت کے اس خالص مذہبی کانفرنس کو موچی دروازہ میں منعقد کرنے پر پابندی لگا دی اور حکم دیا کہ اگر یہ لوگ کانفرنس کرنا ہی چاہتے ہیں تو ناصر باغ میں کر لیں۔ مزید المیہ یہ ہوا کہ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے آنے والے قافلوں کو مختلف علاقوں میں روکا گیا اور بعض علماء و مشائخ کو بھی اس کانفرنس میں شریک نہیں ہونے دیا گیا۔ خصوصاً سیال شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ حمید الدین سیالوی قبلہ کو بھی روکنے کی کوشش کی گئی مگر خواجہ سیالوی زبردستی کانفرنس میں شریک ہونے میں کامیاب ہوئے اور حضور امام اہلسنت کی زیر صدارت ناصر باغ دا تا صاحب رح میں انہوں نے "حجاز کانفرنس" کے "عظیم الشان" اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے نجدیوں کو خوش کرنے کے لیے اب اہلسنت کے مذہبی جلسوں پر بھی پابندیاں لگانی شروع کر دی ہیں"

اہل وطن کو یاد ہوگا کہ ان تمام پابندیوں کی خبریں ۱۲ نومبر ۸۵ء کو لاہور کے تمام اخبارات نے شہ سرخیوں سے شائع کیں اور لاکھوں سنی عوام بھی اس کے گواہ ہیں کہ "حجاز کانفرنس" لاہور کو ناکام کرنے کے لئے پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے بھی نجدیوں کو خوش کرنے کے لئے وہی انداز اختیار کیا تھا جو افسوسناک انداز گفتگو صدر پاکستان نے امام اہلسنت قبلہ رح کے ساتھ اختیار کیا تھا

اب ترازو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ذرا انصاف کا دامن تھام کر غور کریں کہ اسلام کے لئے حاصل کئے گئے اس ملک میں اسلام کے نام لیواؤں کے ساتھ کیا سلوک ہوتا رہا ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ اسلام کے دعویداروں نے خود ہی اسلام کی راہیں مسدود کر رکھی ہیں۔ ان کا مقصد صرف یہ ہے۔ اقتدار ہمارے ہاتھوں سے نہ نکلنے پائے۔ یہی وجہ ہے۔ ان لوگوں نے جمعیت علمائے پاکستان اور اہلسنت کو جو اس ملک میں اسلام کی اصل قوت ہیں۔ انہیں منتشر کرنے کے لیے اپنی اپنی قوتیں صرف کر رکھی ہیں۔ اور ان لوگوں کی پوری کوشش رہی ہے کہ سنی کسی باکردار شخصیت کی قیادت میں متحد نہ ہو سکیں۔ المیہ یہ ہے کہ اہلسنت اور اس کے قائدین کے خلاف یہ مہم برسوں سے جاری ہے۔ آپ اگر بھول گئے تو ہم دیانتداری سے آپ کو یاد دلاتے ہیں ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۰ء تک ملک کے اخبارات کی فائلیں میرے سامنے ہیں پاکستان کے دو لخت ہونے کے خطرات واضح نظر آ رہے ہیں۔ چنانچہ (۱) سقوط ڈھاکہ سے کچھ عرصہ پہلے جب قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد

سادہ لوح سُنّی دشمنوں کی باتوں میں آکر اپنے مسلک کے بارے میں شکوک میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے

سقوط ڈھاکہ سے کچھ عرصہ پہلے مولانا شاہ احمد نورانی نے یحییٰ خان سے کہا: اگر ملک بچانا ہے تو اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی کو اقتدار منتقل کر دو!

نورانی نے صدر جنرل یحییٰ خان سے کہا اگر ملک بچانا ہے تو اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی کو اقتدار منتقل کر دو ورنہ ملک بچ جائے۔ تو اس وقت یہ پروپیگنڈہ شروع کیا گیا [illegible] صاحب۔ ! نورانی میاں شیخ مجیب کے چھ نکات سے بدر میں نمٹ لیں گے۔ اس وقت سالمیت پاکستان کا معاملہ ہے۔ اس لئے ملک بچا دیں اگر اس وقت قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کی بات پر عمل ہوتا تو مشرقی پاکستان بنگلہ دیش نہ بنتا اور پاکستان کے جیالے فوجی انڈیا کی جیلوں میں بند نہ ہوتے مگر ان کی حب الوطنی کا صلہ مخالفین اہلسنت نے انہیں یہ دیا کہ ان کے خلاف پروپیگنڈہ کیا گیا۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں جب علامہ شاہ احمد نورانی نے ان سے مطالبہ کیا نوے دن کا وعدہ پورا کرو یا وسیع تر اختیارات کے ہوتے ہوئے نظام مصطفےٰ نافذ کرو۔ تاکہ تحریک نظام مصطفےٰ کے اثرات زائل نہ ہوں اور قوم و ملک سے منافقت چھوڑ دو۔ تو یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ دیکھو جی ! مولانا شاہ احمد نورانی صدر ضیاء الحق کی مخالفت کر رہے ہیں حالانکہ قائد اہلسنت نے انہیں ایک تو ان کا وعدہ یاد دلایا۔ کیونکہ مسلمان کے لئے وعدہ پورا کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔ دوسرا ان سے نظام مصطفےٰ (اسلام) کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور تیسری بات انہوں نے یہ کہی کہ قوم و ملک سے منافقت چھوڑ دو۔ یہ تو مذہبی طور پر واضح ہے وعدہ پورا نہ کرنا اور اختیارات کے ہوتے ہوئے اسلام سے ناانصافی کرنا منافقت ہے۔ قائد اہلسنت کا مؤقف بالکل صحیح تھا مگر مخالفین دین اور معاندین اہلسنت نے ان کے ان جائز مطالبات کو پروپیگنڈہ کے طور پر استعمال کیا۔ (۳) صدر ضیاء الحق کی غلط پالیسیوں اور آئی جے آئی کی منافقت کی وجہ سے جب پیپلز پارٹی نے اسمبلی میں زیادہ نشستیں حاصل کیں اور صدر اسحاق خان نے بے نظیر بھٹو کو وزیر اعظم نامزد کیا اور انہوں نے اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کیا۔ تو یوں عورت ملک میں وزیر اعظم بن گئی لیکن قصور وار علامہ شاہ احمد نورانی کو قرار دیا گیا کہ دیکھو جی ! نورانی صاحب کی وجہ سے عورت حکمران بن گئی حالانکہ اس وقت علامہ شاہ احمد نورانی اسمبلی کے ممبر بھی نہ تھے مگر ضیاء الحق کی باقیات۔ آئی جے آئی کی تمام جماعتوں اور کچھ "اپنوں" نے اس قدر تیز پروپیگنڈہ شروع کیا انسانی ذہنوں کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔ مگر دیانتدار لوگوں نے جان لیا کہ قصور ان لوگوں کا اپنا ہے ۸۸ء کے انتخابات میں جمعیت علمائے پاکستان کے ساتھ منافقت انہی لوگوں نے کی۔ اب اپنی خفت مٹانے کے لئے قائد اہلسنت کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔

(۴) کشمیر کے معاملات پر وزیر اعظم نے دس گیارہ پارٹیوں کے سربراہوں کو صلاح مشورہ کے لئے بلایا۔ چونکہ یہ ایک قومی معاملہ تھا لہٰذا جمعیت علماء پاکستان کا وفد بھی قائد اہلسنت کی قیادت میں وزیر اعظم سے ملنے گیا۔ مگر شور مچ گیا کہ دیکھو لوگو ! مولانا نورانی نے عورت سے ملاقات کی ہے جبکہ اعتراض اور پروپیگنڈہ کرنے والے وزیر اعظم سے اسمبلی کے اجلاس کے دوران [illegible] روز ملتے تھے

(۵) ملکی اخبارات گواہ ہیں کہ تمام قابل ذکر سیاسی جماعتوں کے لیڈروں نے کہا کہ موجودہ اسمبلیوں کو پانچ سال تک کام کرنے دیا جائے تو اسے سیاست قرار دیا گیا لیکن جب قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی نے کہا کہ جمہوریت کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ اسمبلیوں کو پانچ سال تک کام کرنے دیا جائے تو پھر مخالفین نے پروپیگنڈہ کا ڈھول پیٹنا شروع کیا کہ دیکھو صاحب ! شاہ احمد نورانی عورت کی حکومت کی حمایت کر رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ اگر ملک کے دوسرے لیڈر کہیں تو سیاست اور علامہ شاہ احمد نورانی وہی کچھ کہیں تو عورت کی حکمرانی کی حمایت۔

تبلیغی دورے کے لئے باہر جاتے ہیں تو [illegible] کبھی پروپیگنڈہ شروع کیا جاتا ہے کہ دیکھو جی ! مولانا شاہ احمد نورانی ملک سے باہر بھاگ گئے ہیں۔

■ حد ہو گئی۔ یہ سب کچھ کیا ہے۔ کبھی ہوشمند سنی نے اس پر غور کیا ؟ دراصل یہ لوگ علامہ شاہ احمد نورانی کی دشمنی کی آڑ لے کر در پردہ اہلسنت ہی کو ختم کرنے کے درپے ہیں مخالفین اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کی کردار کشی مہم یا ان کے خلاف پروپیگنڈہ مہم صرف اس لئے چلا رہے ہیں کہ اہلسنت کی اس عظیم شخصیت کے خلاف اہلسنت کی صفوں میں بے یقینی اور بے بسی پھیلائیں تاکہ اس ملک میں مسلک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کی بنیاد پر جو سیاست کی جا رہی ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ دشمن کا کام تو دشمنی کرنا ہی ہے۔ مگر صد حیف اور صد افسوس ہے اس سادہ لوح سنی پر جو دشمنوں کی باتوں پر آ کر اپنے ہی قائدین اور اپنے ہی مسلک کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے۔

(۷) اب یہ بھی شد و مد سے کہا جا رہا ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی غلط پالیسیوں نے جمعیت کو تباہ کیا" اور اس غلط الزام کو بھی اہلسنت کے حلقوں میں پروپیگنڈہ کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ وہ غلط پالیسیاں کیا ہیں ؟ آیئے اس کا ایک سرسری جائزہ لیں کہ اس میں کیا حقیقت ہے۔

مخالفین جو کچھ کہتے ہیں وہ کہتے رہیں کیونکہ ان کا

یہ جو کچھ ہو رہا ہے نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی راہیں روکنے کیلئے ہو رہا ہے!

(۶) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی اسلام کے عظیم مبلغ ہیں، ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین ہیں۔ عالمی سطح پر اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دے رہے ہیں اور ہزاروں غیر مسلموں کو اب تک دامن اسلام سے وابستہ کر چکے ہیں۔ مگر جب بھی علامہ شاہ نورانی

مشغلہ ہی ہے مگر تعجب ہے ان "اپنوں" پر کہ وہ بھی ان کی باتوں پر اعتماد کر کے وہی کچھ کہنا شروع کر دیتے ہیں لیکن حقیقت حال پر غور نہیں کرتے ان کا اعتراض ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے "فلاں شخص کو جمعیت سے نکال دیا فلاں

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

سقوط ڈھاکہ سے کچھ عرصہ پہلے مولانا شاہ احمد نورانی نے یحییٰ خان سے کہا، اگر ملک بچانا ہے تو اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی کو اقتدار منتقل کر دو۔

نورانی نے صدر جنرل یحییٰ خان سے کہا اگر ملک بچانا ہے تو اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی کو اقتدار منتقل کر دو تاکہ ملک بچ جائے۔ تو اس وقت یہ پروپیگنڈہ شروع کیا گیا دیکھو صاحب - ! نورانی میاں شیخ مجیب کے چھ نکات سے بعد میں نمٹ لیں گے۔ اس وقت سالمیت پاکستان کا معاملہ ہے۔ اس لئے ملک بچاؤ۔ اگر اس وقت قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کی بات پر عمل ہوتا تو مشرقی پاکستان بنگلہ دیش نہ بنتا اور پاکستان کے جیالے فوجی انڈیا کی جیلوں میں بند نہ ہوتے مگر ان کی حب الوطنی کا صلہ مخالفین اہلسنت نے انہیں یہ دیا کہ ان کے خلاف پروپیگنڈہ کیا گیا (۳) جنرل ضیاء الحق کے دور میں جب علامہ شاہ احمد نورانی نے ان سے مطالبہ کیا نوے دن کا وعدہ پورا کرو یا وسیع تر اختیارات کے ہوتے ہوئے نظام مصطفےٰ نافذ کرو تاکہ تحریک نظام مصطفےٰ" کے اثرات زائل نہ ہوں اور قوم و ملک سے منافقت چھوڑ دو۔ تو یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ دیکھو جی! مولانا شاہ احمد نورانی صدر ضیاء الحق کی مخالفت کر رہے ہیں حالانکہ قائد اہلسنت نے انہیں ایک تو ان کا وعدہ یاد دلایا کیونکہ مسلمان کے لئے وعدہ پورا کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔ دوسرا ان سے نظام مصطفےٰ (اسلام) کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور تیسری بات انہوں نے یہ کی تھی کہ قوم و ملک سے منافقت چھوڑ دو۔ یہ تو مذہبی طور پر واضح ہے وعدہ پورا نہ کرنا اور اختیارات کے ہوتے ہوئے اسلام سے ناانصافی کرنا منافقت ہے۔ قائد اہلسنت کا مؤقف بالکل صحیح تھا مگر مخالفین دین اور معاندین اہلسنت نے ان کے ان جائز مطالبات کو پروپیگنڈہ کے طور پر استعمال کیا (۳) صدر ضیاء الحق کی غلط پالیسیوں اور آئی جے آئی کی منافقت کی وجہ سے جب پیپلز پارٹی نے اسمبلی میں زیادہ نشستیں حاصل کیں اور صدر اسحاق خان نے بے نظیر بھٹو کو وزیراعظم نامزد کیا اور انہوں نے اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کیا۔ تو یوں عورت ملک میں وزیراعظم بن گئی لیکن قصوروار علامہ شاہ احمد نورانی کو قرار دیا گیا کہ دیکھو جی! نورانی صاحب کی وجہ سے عورت حکمران بن گئی حالانکہ اس وقت تو علامہ شاہ احمد نورانی اسمبلی کے ممبر بھی نہ تھے مگر ضیاء الحق کی باقیات۔ آئی جے آئی کی تمام جماعتوں اور کچھ "اپنوں" نے اس قدر تیز پروپیگنڈہ شروع کیا انسانی ذہنوں کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔ مگر دیانتدار لوگوں نے جان لیا کہ قصور ان لوگوں کا اپنا ہے ۸۸ء کے انتخابات میں جمعیت علمائے پاکستان کے ساتھ منافقت انہی لوگوں نے کی۔ اب اپنی خفت مٹانے کے لئے قائد اہلسنت کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔

(۴) کشمیر کے معاملات پر وزیراعظم نے دس، گیارہ پارٹیوں کے سربراہوں کو صلاح مشورہ کے لئے بلایا۔ چونکہ یہ ایک قومی معاملہ تھا لہٰذا جمعیت علماء پاکستان کا وفد بھی قائد اہلسنت کی قیادت میں وزیراعظم سے ملنے گیا۔ مگر شور مچ گیا کہ دیکھو لوگو! مولانا نورانی نے عورت سے ملاقات کی ہے جبکہ اعتراض اور پروپیگنڈہ کرنے والے وزیراعظم سے اسمبلی کے اجلاس کے دوران خیر روز ملتے تھے۔

(۵) ملکی اخبارات گواہ ہیں کہ تمام قابل ذکر سیاسی جماعتوں کے لیڈروں نے کہا کہ موجودہ اسمبلیوں کو پانچ سال تک کام کرنے دیا جائے تو اسے سیاست قرار دیا گیا لیکن جب قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی نے کہا کہ جمہوریت کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ اسمبلیوں کو پانچ سال تک کام کرنے دیا جائے تو پھر مخالفین نے پروپیگنڈہ کا ڈھول پیٹنا شروع کیا کہ دیکھو صاحب! شاہ احمد نورانی عورت کی حکومت کی حمایت کر رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ اگر ملک کے دوسرے لیڈر کہیں تو سیاست اور علامہ شاہ احمد نورانی وہی کچھ کہیں تو عورت کی حکمرانی کی حمایت۔

یہ جو کچھ ہو رہا ہے نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ کی راہیں روکنے کیلئے ہو رہا ہے!

(۶) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی اسلام کے عظیم مبلغ ہیں، ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین ہیں۔ عالمی سطح پر اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دے رہے ہیں اور ہزاروں غیر مسلموں کو اب تک دامن اسلام سے وابستہ کر چکے ہیں۔ مگر جب بھی علامہ شاہ نورانی تبلیغی دورے کے لئے باہر جاتے ہیں تو [illegible] کبھی پروپیگنڈہ شروع کیا جاتا ہے کہ دیکھو جی! مولانا شاہ احمد نورانی ملک سے باہر بھاگ گئے ہیں۔

۔ حد ہو گئی ۔ یہ سب کچھ کیا ہے۔ کبھی ہوشمند سنی نے اس پر غور کیا؟ دراصل یہ لوگ علامہ شاہ احمد نورانی کی دشمنی کی آڑ لے کر درپردہ اہلسنت ہی کو ختم کرنے کے درپے ہیں مخالفین اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کی کردار کشی مہم یا ان کے خلاف پروپیگنڈہ مہم صرف اس لئے چلا رہے ہیں کہ اہلسنت کی اس عظیم شخصیت کے خلاف اہلسنت کی صفوں میں بے یقینی اور بدنظمی پھیلائیں تاکہ اس ملک میں مسلک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمتہ اللہ علیہ کی بنیاد پر جو سیاست کی جا رہی ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ دشمن کا کام تو دشمنی کرنا ہی ہے۔ مگر صد حیف اور صد افسوس ہے اس سادہ لوح سنی پر جو دشمنوں کی باتوں میں آ کر اپنے ہی قائدین اور اپنے ہی مسلک کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے۔

(۷) اب یہ بھی شد و مد سے کہا جا رہا ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی غلط پالیسیوں نے جمعیت کو تباہ کیا" اور اس غلط الزام کو بھی اہلسنت کے حلقوں میں پروپیگنڈہ کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے"۔ وہ غلط پالیسیاں کیا ہیں؟ آیئے اس کا ایک سرسری جائزہ لیں کہ اس میں کیا حقیقت ہے۔

مخالفین جو کچھ کہتے ہیں وہ کہتے رہیں کیونکہ ان کا مشغلہ یہی ہے مگر تعجب ہے ان "اپنوں" پر کہ وہ بھی ان کی باتوں پر اعتماد کر کے وہی کچھ کہنا شروع کر دیتے ہیں لیکن حقیقت حال پر غور نہیں کرتے ان کا اعتراض ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے "فلاں شخص کو جمعیت سے نکال دیا فلاں

(باقی صہ ۳۵ پر)

کا انٹرویو شائع ہوا جس میں انہوں نے ارن نہرو اور عارف پر الزام لگایا کہ وہ بی۔ جے۔ پی کے گٹھ جوڑ سے نیشنل فرنٹ حکومت کو گرانے کی سازش کر رہے ہیں اس انٹرویو میں دیوی لال نے ارن نہرو کو بار بار "ہاتھی" اور "موٹے" کے لقب سے یاد کیا۔ اور نکار کرال کے لئے "ومپ" لفظ استعمال کیا ہے کے معنی شمالی ہندوستان میں عام استعمال ہونے والی ایک گالی کے ہوتے ہیں انٹرویو انہوں نے ہندی میں دیا تھا اس لئے شاید اپنی مخصوص گالی کا [illegible] کیا تھا۔ اس انٹرویو کے شائع ہونے سے ارن نہرو اور عارف سخت چراغ پا ہوئے اور انہوں نے دیوی لال کو کابینہ سے نکالے جانے کا مطالبہ کیا۔ دیوی لال سے معافی مانگنے کے لئے کہا گیا مگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے جس خط کی کاپی وی۔ پی سنگھ کو بھیجی تھی وہ بھی جعلی تھا لیکن دیوی لال نے یہ بتانے سے انکار کر دیا کہ انہیں یہ خط کس نے دیا تھا۔ یکم اگست کو ایسا محسوس ہوا کہ بحران فی الحال ٹل گیا ہے لیکن رات کو بارہ بجے جب دیوی لال سو رہے تھے وی۔ پی سنگھ نے انہیں نائب وزیر اعلیٰ کے عہدے سے اور اپنی کابینہ سے برطرف کر دیا۔ دیوی لال نے اپنے انٹرویو میں انہیں "بغیر ریڑھ کی ہڈی کا انسان" کہا تھا جو مشکل فیصلے لیتے ہوئے ہچکچاتے ہیں اب انہیں برطرف کر کے وی۔ پی سنگھ نے دکھا دیا کہ ان کی ریڑھ کی ہڈی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کس کی ریڑھ کی ہڈی مضبوط ہے۔ دیوی لال کی یا وی۔ پی سنگھ کی۔ دیوی لال انہیں جھکانے میں کامیاب ہوتے ہیں یا وہ دیوی لال کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہیں

ابھی جنتا دل نہیں ٹوٹے گا۔

دہلی میں جو سیاسی سرگرمیاں ہو رہی ہیں ان سے [illegible] لگتا ہے کہ فی الحال جنتا دل نہیں ٹوٹے گا۔ ابھی تو دونوں طرف خاموشی سے صف بندی ہو رہی ہے۔ ۱۲ اگست کو دہلی میں نیشنل فرنٹ پارلیمانی بورڈ کی جو میٹنگ ہوئی اس میں بلا مخالفت وی۔ پی سنگھ میں اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ دیوی لال نے کہا کہ ہم نے وی۔ پی سنگھ میں عدم اعتماد کا اظہار ہی نہیں کیا اس لئے اعتماد کے ووٹ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب اعتماد کا ووٹ ہوا تو چندر شیکھر سمیت ۷ ممبران پارلیمنٹ نے اپنا ہاتھ نہیں اٹھایا جبکہ دیوی لال نے حمایت میں ہاتھ اٹھایا۔

> عوام تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ پچھلے برس تک ایمانداری اور اصول پسندی کے دعوے کرنے والے یہ لیڈر چند ماہ میں کتنے گر گئے ہیں ؟

اب لاکھ روپے کا سوال یہ ہے کہ دیوی لال کے ساتھ کل کتنے ایم۔ پی ہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ ویسے تو تاؤ کے ساتھ جنتا دل کے ۱۴۱ میں سے ۴۰ لوگ سبھا ممبر ہیں مگر حکومت کو گرانے کے سوال پر ایک درجن سے زائد ایم۔ پی کھل کر ان کے ساتھ آنے کو تیار نہیں ہیں۔ ایک اطلاع یہ ہے کہ دیوی لال کو ہٹائے جانے کی مخالفت میں ایک میمورنڈم پر ۲۸ جنتا دل ایم۔ پی دستخط کر چکے ہیں اور ۲۰ اور ایم پی دستخط کرنے والے ہیں مگر نئی دنیا کی تحقیقات کے مطابق یہ تعداد کافی کم ہے۔

ملائم سنگھ کہاں کھڑے ہیں ؟

اس وقت سب سے اہم سوال یہ ہے کہ ملائم سنگھ یادو کس کے ساتھ ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ ملائم سنگھ کی ہمدردی اور حمایت دیوی لال ۔ چندر شیکھر کے ساتھ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ملائم سنگھ اس حمایت میں اپنی کرسی داؤ پر لگانے کو تیار ہیں۔ ؟ دہلی میں ۹۰ منٹ تک چندر شیکھر، دیوی لال اور ملائم سنگھ کے درمیان مذاکرات ہوئے ملائم سنگھ کو معلوم ہے کہ لکھنؤ میں پچھلے ہفتوں میں ان کی کرسی پر جو حملہ ہوا تھا وہ بھی اسی لڑائی کا حصہ ہے اصل لڑائی دیوی لال اور ارن نہرو میں ہے ارن نہرو گروپ ملائم سنگھ کو کرسی سے ہٹانا چاہتا ہے بی۔ جے پی بھی ملائم سنگھ، چندر شیکھر اور دیوی لال کے خلاف ہے ویسے بھی ان سب کا اگلا نشانہ ملائم سنگھ یادو ہیں اگر جنتا دل کا یہ گروپ دیوی لال کو شکست دینے میں کامیاب ہو گیا تو پھر ملائم سنگھ کے لئے اپنی کرسی بچانا مشکل ہوگا۔

بہر حال ابھی جنتا دل میں بحران ختم ہوا ہے نہ جنگ ختم ہوئی ہے۔ آج جبکہ ملک زبردست بحران کا شکار ہے نیشنل فرنٹ کے لیڈر خود اپنے اقتدار کے بحران نپٹانے میں لگے ہوئے ہیں۔ عام آدمی کو نہ دیوی لال سے دلچسپی ہے نہ ارن نہرو سے اور نہ وی پی سنگھ سے۔ انہیں فکر ہے تو اس بڑھتی ہوئی مہنگائی کی جس نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے اس لااقانونیت کی جس نے انہیں اور ان کے بچوں کو غیر محفوظ بنا دیا ہے۔ پورے ملک میں عصمت دری اور عورتوں پر حملوں کے بڑھتے ہوئے واقعات کی۔ کشمیر میں روز بروز بڑھتے ہوئے تشدد کی پنجاب میں بڑھتی ہوئی آگ کی۔ آسام میں سلگتی ہوئی علیحدگی پسندی کی تحریک کی، تامل ناڈو میں ہندوستان کے خلاف بڑھتی ہوئی مخالفت کی اور وشو ہندو پریشد کی جانب سے پورے ملک میں لگائی جا رہی [illegible] کی۔ ایک طرف وزیر اعظم وزیر اعظم وی پی سنگھ روز یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ پاکستان ہندوستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے دوسری طرف وہ خود اور ان کی حکومت کے اہم ترین لیڈر سوائے ایک دوسرے کا گریبان پکڑنے اور گالم گلوچ کرنے کے کچھ نہیں کر رہے ہیں۔ اس پورے کھیل میں سب سے زیادہ خوش بی۔ جے۔ پی نظر آ رہی ہے جس کے دل کی مراد بر آ رہی ہے جو چاہتی یہ ہے کہ بلیوں کی اس لڑائی میں اقتدار کی روٹی وہ اکیلے ہی کھا جائے۔ جنتا دل کے اندر بیٹھے ہوئے کچھ لوگ بی۔ جے۔ پی کی دل و جان سے مدد کر رہے ہیں۔ جنتا دل میں شامل مسلمان بی۔ جے۔ پی کے بڑھتے ہوئے اس اثر کو روکنے کے بجائے ان لیڈروں کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں جو بی جے پی کے ساتھ ہیں کیونکہ ان لیڈروں کے پاس بانٹنے کو اقتدار کی ہڈیاں ہیں، ہرے ہرے نوٹ ہیں۔

جس مضحکہ خیز حالت میں پہنچنے میں جنتا پارٹی کو ڈھائی برس لگے تھے آج جنتا دل ۸ مہینے میں اس حال کو پہنچ چکا ہے اب ارن نہرو گروپ دیوی لال کو "جعلساز" یا غنڈہ ثابت کرے یا دیوی لال ارن نہرو اور عارف خان کو بے ایمان اور بدعنوان۔ وی۔ پی سنگھ کو خود ان کی اپنی پارٹی کے لیڈر گالیاں دیں یا وی۔ پی سنگھ کے حمایتی چندر شیکھر کے خلاف مہم چلائیں۔ عوام تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ پچھلے برس تک ایمانداری اور اصول پسندی کے دعوے کرنے والے یہ لیڈر چند ماہ میں کتنے گر گئے ہیں وہ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ راجیو کے کرپشن اور بوفورس کا تو بہانہ تھا دراصل خود انہیں یہی سب کرپشن کرنے کو اقتدار پر قبضہ چاہئے تھا ایک بار اقتدار ہاتھ آ گیا تو یہ چند ماہ میں کانگریسیوں سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئے ہیں۔ یعنی جو کارنامے کانگریسیوں نے برسوں میں دکھلائے تھے وہ انہوں نے مہینوں میں دکھلائے ہیں۔

(بشکریہ ہفت روزہ "نئی دنیا" دہلی)

لیزر شعاعیں

ان میں سے ایک آئینہ پارشیل ریفلیکٹنگ ہوتا ہے جبکہ اس کے ذریعے لیزر کو باہر نکالا جا سکے بقیہ حصہ واپس ریفلیکٹ ہو جاتا ہے یہ آئینے یا تو پلین یا پھر کنکیو ہوتے ہیں۔

گیس لیزر میں کسی ایٹم یا مالیکیول کو الیکٹرون یا کسی دوسرے ایٹم سے امتزاج کے ذریعے افزوں کیا جاتا ہے۔

گیس لیزر میں سب سے اہم ہیلیم نیون لیزر ہے یہ سب سے پہلی لیزر ہے جو کامیابی کے ساتھ تیار اور استعمال کی گئیں یہ لیزر ہیلیم اور نیون کے مکسچر پر مشتمل ہوتی ہے اس میں ہیلیم اور نیون کا تناسب بالترتیب 10 اور 1 ہوتا ہے

ہیلیم اور نیون گیسوں کے اس مکسچر کو پتلی اور لمبی ڈسچارج ٹیوب میں رکھا جاتا ہے جس کا اندرونی دباؤ تقریباً ایک ایم ایم مرکری ہوتا ہے یہ سسٹم پلین یا کنکیو مرر کے درمیان گھرا ہوتا ہے جب ڈسچارج کو گیس میں سے گزارا جاتا ہے تو الیکٹرون جو کہ ٹیوب کی طرف سفر کرتے ہیں ہیلیم کے ایٹموں سے تصادم کرتے ہیں اور ان کو 2S کی طرف افزوں کر دیتے ہیں ان سطحوں کو F_2 اور F_3 سے ظاہر کیا گیا ہے یہ مستحکم حالتیں ہوتی ہیں لہٰذا ہیلیم کے ایٹم ان حالتوں میں زیادہ عرصے تک رہتے ہیں F_2 اور F_3 میں موجود ہیلیم کے افزوں شدہ ایٹم نیون کے الیکٹرانز سے تصادم کرتے ہیں اور نیون کے ایٹموں کو بھی افزوں کی طرف لے جاتے ہیں E_4 اور E_6 سطح کی توانائی ایک جیسی ہے جبکہ ہیلیم کے F_2 اور F_3 سطح کی ہے اسی طرح ہیلیم کے ایٹموں کے ساتھ تصادم کے نتیجے میں Ne کے ایٹم بھی E_4 اور E_6 میں پہنچ جاتے ہیں جس کے نتیجے میں E_6 اور E_4 کی سطح میں ایٹموں کی تعداد E_5 اور E_3 کے مقابلے میں زیادہ ہو جاتی ہے چونکہ کم توانائی کی سطحوں میں یعنی پاپولیشن کا عمل ہوتا ہے اور اس وقت کوئی بھی فوٹون بطور محرک توانائی لیزر کے عمل کو افزوں تر کر سکتا ہے۔

تحریر: کوثر فاطمہ

نیون E_6 سے E_5 کی طرف E_4 سے E_3 کی طرف فوٹون کے اخراج کے نتیجے میں ہوتی ہیں ان شعاعوں کی طول موج بالترتیب 3.39 مائیکرو میٹر 1.15 مائیکرو میٹر اور 6328 Å جبکہ 3.39 مائیکرو میٹر اور 1.15 مائیکرو میٹر کی لہر کی لمبائی کی لیزر شعاعیں قابل دید نہیں ہوتیں جبکہ 6328 Å کی شعاعیں He-Ne لیزر کی مشہور ریڈی ایشن ہیں۔

گیس لیزر عام روشنی کے مقابلے میں زیادہ ایک سمت ہوتی ہیں اس کے علاوہ گیس لیزر روشنی کی مسلسل لہر پیدا کر سکتی ہیں

He-Ne لیزر کے علاوہ 1960ء، 1962ء کے عرصے میں بھی کئی دوسری گیس لیزر تیار کی گئیں اس کی ایک مثال CO_2 (کاربن ڈائی آکسائڈ) لیزر ہے CO_2 لیزر میں عام طور سے تین گیسوں یعنی نائٹروجن، ہیلیم اور CO_2 کا آمیزہ شامل ہوتا ہے CO_2 لیزر کا طول موج تقریباً 10.6 مائیکرو میٹر ہوتا ہے جس کا انفراریڈ ریجن میں [illegible] اور کم سائز کا [illegible] ہیں کم سائز سے مراد یہ ہے کہ ان کو نسبتاً چھوٹے سائز کی ٹیوب میں بھی تیار کیا جا سکتا ہے یہ کمرشل طور پر خاص اہمیت رکھتی ہیں کیونکہ ان کو زیادہ مقدار میں تیار کیا جا سکتا ہے [illegible] فائبر آپٹک کمیونیکیشن سسٹم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ان لیزرز کے بنانے کا طریقہ کار دوسری لیزر سے قطعاً مختلف ہے۔

ایسے سیمی کنڈکٹرز جن میں کوئی موجود نہ ہوں ان کو انٹرنسک سیمی کنڈکٹر کہتے ہیں جن میں الیکٹرانز اور سوراخ برابر تعداد میں موجود ہوتے ہیں ان الیکٹرانز اور سوراخ کی تعداد کو ڈوپنگ کے عمل کے ذریعے تبدیل کیا جا سکتا ہے اس عمل کو ڈوپنگ کہتے ہیں جن میں چار ویلنس الیکٹران موجود ہوں مثال کے طور پر سلیکان اگر کرسٹل میں ایسے ایٹم کی ڈوپنگ کی جائے جن میں پانچ ایکسٹرا ویلنس الیکٹران موجود ہوں تو یہ ایکسٹرا الیکٹران افزوں ہو کے کنڈکشن بینڈ میں چلے جاتے ہیں اور کنڈکشن بینڈ میں الیکٹران کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے جو کہ فری ہوتے ہیں اس طرح سے این ٹائپ سیمی کنڈکٹر بنتے ہیں اسی طرح اگر ایسے ایٹم کی ڈوپنگ کی جائے جن میں تین ویلنس الیکٹران ہوں تو ان عمل کو ویلنٹ بانڈنگ کی وجہ سے ویلنس بینڈ میں سوراخ بنتے ہیں اس طرح سے پی ٹائپ سیمی کنڈکٹر بنتے ہیں اور جب ڈوپنٹ ایٹم ایکسیپٹر ہوتے ہیں تو [illegible] پی ٹائپ اور این ٹائپ کے [illegible] سے پی این جنکشن وجود میں آتے ہیں اگر ان کو آگے بڑھایا جائے یعنی پی ٹائپ پوزیٹو [illegible]

گردے کی پتھری کو لیزر کے معمولی شاک سے ریزہ ریزہ کیا جا سکتا ہے؟

این ٹائپ پر منفی وولٹیج تو بھی کنڈکٹر سے کرنٹ جاری رکھتی ہے۔

سیمی کنڈکٹر لیزر بنانے کیلئے پی این جنکشن جیسے مضبوط کی ضرورت ہوتی ہے جہاں الیکٹران اور ہولز دونوں موجود ہوں اسکے لئے جنکشن کے دونوں سائڈز پر ہیوی ڈوپنگ کی جاتی ہے ہیوی ڈوپنگ کرنے سے دونوں لیول اور ایک حصہ زیر عمل آتے ہیں۔ لہٰذا فرمی لیول p کنڈکشن بینڈ کے ساتھ واقع ہوتی ہے جبکہ p سائڈ پر ہیوی ڈوپنگ کرنے سے فرمی لیول n ویلنس بینڈ کے ساتھ واقع ہوتی ہے جب دونوں پی ٹائپ اور این ٹائپ کے میٹریل کو ملایا جاتا ہے تو لیول شفٹ ہو جاتے ہیں سب سے اہم بات یہ ہے کہ پی این جنکشن ایک ایسی جگہ ہوتا ہے جس میں الیکٹران اور ہولز دونوں موجود ہوتے ہیں اس علاقے میں ریڈی ایشن ہو سکتی ہیں جبکہ توانائی دونوں حالتوں کی توانائی کے فرق کے برابر ہوتی ہے ریکمبینیشن ریڈی ایشن کہلاتی ہے۔ کنڈکشن بینڈ میں الیکٹران کی تعداد بڑھانے کے لئے مزید ڈوپنگ کی جاتی ہے اور اگر اسٹمولیشن نہ ہو تو ایسے ڈیوائیس کو LED کہتے ہیں جو کم وولٹیج کے انڈیکیٹر اور ڈسپلے لیمپ وغیرہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

LED یا سے لیزر حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ لاسنگ ایکشن کے لئے بنیادی ضرورت کو حاصل کر لیا جائے۔

1۔ ایکٹو میڈیم جو کہ جنکشن ریجن کی شکل میں پہلے ہی موجود ہوتا ہے۔

2۔ سیمی کنڈکٹر لیزر اس لحاظ سے دوسری لیزر کے مقابلے میں آسان اور سادہ ہوتی ہیں کہ اس میں ایکسٹرنل مرر کی ضرورت نہیں ہوتی صرف پاپولیشن انورژن کے لیے کرنٹ بڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ جب کسی جنکشن ڈایوڈ کو لیزر ایکشن کے لئے تیار کیا جاتا ہے تو اس کا اگلا اور پچھلا سرا اس طرح کاٹا جاتا ہے کہ وہ جنکشن کی سطح کے عمودی اور آپس میں متوازی ہوں اسکے سرے ریفلیکٹنگ مرر ہوتے ہیں LED سے لاسنگ کا آغاز اتنا اچانک اور ڈرامائی نہیں ہوتا جیسا کہ گیس لیزر میں ہوتا ہے جیسے LED کی کرنٹ تھریشولڈ پر پہنچتی ہے تو آؤٹ پٹ کی ریڈیئنس اچانک تیزی سے تھوڑی بیم کی طرف بڑھتی ہے، لیزر آپریشن کے لیے تھریشولڈ کرنٹ ڈینسٹی ... سے شروع ہوتی ہے وہ لیزر عام شکل میں لائٹ سے کیا رکھا جا سکتا ہے ان کو ہوموجنکشن لیزر کہتے ہیں مثال کے طور پر گیلیم آرسینائیڈ لیزر، ہیٹرو جنکشن لیزر کے علاوہ میں کم لائٹ مشہور کی ہیں جو کہ ایک سے زیادہ میں لائٹ سے لگتی ہے۔

ڈائی لیزر بھی انرجی لیول فلیش لیمپ سے حاصل ہونے والی ریڈی ایشن کے ذریعے ہوتی ہے مائع لیزر کی ایک قسم ہے جو آرگینک (یعنی محلول) پر مشتمل ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ کارگر مائع لیزر سادہ "Na" آئن کے محلول پر مشتمل ہوتا ہے۔

لیزر کا استعمال

لیزر کا سب سے اہم استعمال سرجری اور اول میں ہے سرجری میں لیزر کو قینچی کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے کیونکہ عام طور سے سرجری کے دوران جب کسی (وین) کو کاٹا جاتا ہے تو اس سے کافی خون ضائع ہو جاتا ہے لیکن لیزر کے استعمال سے کٹنے کے ساتھ ساتھ وہ حصہ گرم ہو جاتا ہے اور اسطرح سے (وین) خود بخود بند ہو جاتی ہے اور بہت کم مقدار میں خون بہہ سکتا ہے اسکے علاوہ لیزر کو آنکھ کی سرجری میں آنکھ کے ریٹینا کی ویلڈنگ میں استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح دانت کی صفائی اور سوراخوں کو بھرنے میں بھی لیزر استعمال ہو سکتی ہے لیزر کے استعمال سے سوراخ کرنے میں نسبتاً کم تکلیف ہوتی ہے لیزر کی مدد سے گردے کی پتھری کو لیزر لہر کے معمولی شاک سے ریزہ ریزہ کیا جاسکتا ہے۔

- لیزر کو ہتھیار سازی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے لیزر بندوق اسکی مثال ہے۔
- لیزر U 235 (یورینیم 235) کی افزودگی یا اسے U 238 سے علیحدہ کرنے میں بھی استعمال ہو سکتی ہے۔

پاکستان میں لیزر پر کوئی خاص کام نہیں ہوا جو خوش آئند بات نہیں ہے

- چونکہ لیزر بیم بہت زیادہ باریک ہوتی ہے اسلئے اسے مختلف دھاتی اشیاء میں نشان لگانے اور سوراخ کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے اس کے علاوہ اس سے دھاتوں کی کٹائی کا کام بھی لیا جا رہا ہے۔
- لیزر بیم کے مضبوط اور سخت ہونے کی وجہ سے ان کو ہولوگرافی، مواصلات اور ڈیٹا پروسیسنگ میں بھی کامیابی سے استعمال کیا جا رہا ہے لیبارٹری کے تجربات میں ہیلیم نیون لیزر بہت زیادہ استعمال ہوتی ہے ہیلیم نیون لیزر کی نسبت زیادہ طاقتور ہے کاربن ڈائی آکسائڈ لیزر کی ضرورت ہوتی ہے ہر لیزر کی اپنی اپنی خصوصیات ہیں جن کی بنا پر مختلف کاموں میں ان کو استعمال کیا جاتا ہے۔

مستقبل میں لیزر کے استعمال کے امکانات

لیزر آجکل دنیا میں ہر جگہ استعمال ہو رہی ہے اور آج کل یہ اسی طرح ہے جس طرح 1950ء میں ٹرانزسٹر کی تھی اور آج ہم ٹرانزسٹر کے بغیر نہیں رہ سکتے اسی طرح مستقبل میں لیزر کے بغیر ہمارے پاس کوئی ٹیکنالوجی نہیں ہوگی آئندہ دس سالوں میں تمام الیکٹرونکس لائنز میں استعمال ہو سکتی ہیں، پرنٹنگ میں بھی لیزر کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے لیزر پرنٹرز اب مارکیٹ میں دستیاب ہیں اسی طرح امید ہے کہ آئندہ دس سالوں میں الیکٹرانک سوئچ کے بجائے آپٹیکل سوئچ میں استعمال ہونے لگیں گی جو کہ بجلی کی بجائے روشنی کی مدد سے کام انجام دیں گی یہ بھی ممکن ہے کہ آپٹیکل کمپیوٹرز ایجاد ہو جائیں۔

پاکستان میں لیزر پر کوئی خاص کام نہیں ہوا ہے اور یہ کوئی زیادہ خوش آئند بات نہیں ہے کیونکہ یونیورسٹیز کی سطح پر بھی اب تک کوئی زیادہ کام نہیں ہو سکا ہے تاہم لیزر پر ریسرچ کے لیے ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ لیزر ڈیولپمنٹ پروجیکٹ کے نام سے ڈاکٹر شوکت حمید کی سربراہی میں کام کر رہا ہے اس کے علاوہ ایک اور گروپ بھی ہے جو لیزر پر کام کر رہا ہے اس کے علاوہ اسلام آباد یونیورسٹی میں بھی لیزر پر تھیوریٹیکل کام ہو رہا ہے، کراچی یونیورسٹی میں بھی کاربن ڈائی آکسائڈ اور نائٹروجن لیزر تیار کی جا رہی ہے۔

اب طلباء نے بھی لیزر کی اہمیت کو سنجیدگی سے سمجھنا شروع کر دیا ہے اور کئی طلباء لیزر میں اسپیشلائز کرنے کے لئے اعلیٰ تعلیم کی غرض سے باہر جا رہے ہیں اگر طلباء اسمیں مزید دلچسپی لیں اور حکومت بھی سرپرستی کرے تو یقیناً آئندہ دس سالوں میں صورتحال ایسی نہیں رہے گی جیسی آج کل ہے۔

جمعیت علماء پاکستان ملک کی ایک ایسی مذہبی اور سیاسی جماعت ہے جو اپنے نظریات کے اعتبار سے ملک کی تمام سیاسی جماعتوں میں ممتاز ہے علماء کرام کی یہی وہ جماعت ہے جس نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ ۱۹۴۶ء کی بنارس سنی کانفرنس میں برصغیر کے تمام سنی علماء و مشائخ نے عہد کیا تھا کہ وہ قائد اعظم کی رفاقت میں حصول پاکستان کیلئے عملی کردار ادا کریں گے اور اسے نظریاتی مملکت بنانے میں ہر قسم کی قربانیاں دیں گے چنانچہ اس وقت کے مقتدر علماء و مشائخ آگے بڑھے جن میں امیر ملت پیر جماعت علی شاہ علیپوری، پیر عبداللطیف آف زکوڑی پیر امین الحسنات مانکی، پیر محدث اعظم کچھوچھ شریف (فیض آباد) پیر آف سیال شریف اور پیر آف بھرچونڈی شریف (سندھ) کے نام تحریک پاکستان کی تاریخ کے درخشاں نام ہیں ان مشائخ کے علاوہ ملک کے اکثر مشائخ نے تحریک پاکستان میں صف اول میں کھڑے دکھائی دیئے، قیام پاکستان کے بعد ان مشائخ کے علاوہ جمعیت علماء پاکستان کے جلیل القدر علمائے کرام جن میں — مولانا سید ابوالحسنات، مولانا خواجہ قمرالدین سیالوی، علامہ احمد سعید کاظمی، مولانا عبدالستار خان نیازی، جسٹس پیر کرم شاہ بھیروی، علامہ محمود احمد رضوی، مولانا عبدالحامد بدایونی نے نظریہ پاکستان کی ترویج و اشاعت میں مؤثر کردار ادا کیا قرارداد مقاصد انہی علماء کرام کی تحریک سے منظور ہوئی اور پاکستان کو ایک اسلامی مملکت قرار دیا گیا۔

جنرل یحییٰ خان کے دور اقتدار میں انتخابات ہوئے تو شاہ احمد نورانی جمعیت علماء پاکستان کو منتخب کرا کے اسمبلی میں پہنچے ان دنوں جمعیت کی قیادت شاہ احمد نورانی کے پاس تھی، مشرقی پاکستان علیحدہ ہو چکا تھا، ادھر پاک و ہند کی جنگ نے ملک کو بے حد کمزور کر دیا تھا اسمبلیاں بحال ہوئیں تو شاہ احمد نورانی نے اسمبلی کے اندر اور مولانا عبدالستار خان نیازی نے اسمبلی کے باہر جمعیت علماء پاکستان کو منظم کیا۔ اس جماعت کا سیاسی اور دینی تشخص اسقدر بلند ہو گیا کہ اسکے سامنے دوسری سیاسی جماعتیں طفیلی نظر آتی تھیں پاکستان پیپلز پارٹی ایک بڑی اکثریت کے ساتھ پارلیمنٹ میں موجود تھی اور ملک کے اقتدار پر قابض تھی، شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار خان نیازی نے صبح و شام ایک کر کے جماعت کو اتنا فعال بنا دیا تھا کہ علماء کرام کو جو ہمیشہ دبے دبے رہتے تھے مسجدوں، حجروں اور مدرسوں سے اٹھا کر میدان سیاست میں لا کھڑا کیا یہ علماء کرام نہ صرف جمعیت علماء پاکستان کی قیادت سے وابستہ ہوئے بلکہ ایک شاندار سیاسی قوت بن کر سامنے آئے پیپلز پارٹی کی وحشیانہ حرکات نے اپنے مخالفین پر جبر و استبداد کے سارے حربے استعمال کئے جمعیت علماء پاکستان بھی اس کا خاص نشانہ تھی اس جماعت پر طرح طرح کے مظالم ہوئے خاص کر علمائے دین پر قاتلانہ حملے غنڈوں کی یلغار، مساجد اور مدارس پر محکمہ اوقاف کے قبضے، علماء کرام کی بر سر عام تذلیل و تضحیک کو رواج دیا گیا ان مصائب کے باوجود جمعیت علماء پاکستان کی قیادت چٹان بن کر اپنے اصولوں پر ڈٹی رہی پیپلز پارٹی کے خلاف پی این اے کی تحریک میں جمعیت علماء پاکستان نے بھرپور کردار ادا کیا اور حقیقت یہ ہے کہ پی این اے کی تحریک کی قیادت شاہ احمد نورانی کے ہاتھ میں تھی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ جمعیت کا نعرہ تھا نظام مصطفیٰ صلی اللہ

[illegible] جمعیت کا اعلان تھا اس تحریک نے
جمعیت [illegible] عوامی مقبولیت کو [illegible]۔
نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک اگرچہ تمام
اپوزیشن جماعتوں کا نعرہ تھا مگر جنرل ضیاء الحق
کے مارشل لاء کے بعد جمعیت اس نعرے پر پوری
طرح قائم رہی جمعیت علماء پاکستان نے جہاں [illegible]
[illegible] سیاسی جدوجہد کو [illegible]
تھا وہاں بعض جماعتوں کو [illegible] اقتدار [illegible]
[illegible] عوامی آمریت سے
[illegible]
[illegible] جمعیت
علماء پاکستان ایک ایسی جماعت تھی جس نے آمریت
کے [illegible] اپنا وجود
[illegible]
[illegible] مگر مولانا نیازی
اور [illegible] میں کامیاب نہ ہو سکی
[illegible] شاہ احمد نورانی نے اپنی سیاسی قوت
[illegible]
[illegible]
[illegible] مارشل لاء
[illegible] جنرل ضیاء الحق اس حکومت کے
[illegible]
[illegible]
[illegible]

> انکی ٹیم میں [illegible]
> خواجہ محمد اکبر صاحب اور حافظ
> محمد حسین الفکاری شامل ہیں

[illegible]

پہنچنا شروع ہوئیں دوسرے علماء کے علاوہ وہ جمعیت علماء پاکستان سے وابستہ کئی علماء کرام اس دام ہمرنگ زمین کا شکار ہوتے گئے اسلام آباد پہنچنے والے ان ارباب علم و فضل پر شاہی نوازشات کی بارشیں شروع ہوئیں تو ان کی آنکھیں کھل گئیں جو ایک بار "دربار گوہر بار" سے ہو آتا دوسری بار نیا جبہ و دستار نے کر حاضر ہو جاتا علماء کو اعزاز دیئے جانے لگے ایوارڈ عطا ہونے لگے احساس محرومی دور کرنے کے لئے ایئرکنڈیشنڈ ہالوں میں آرام دہ کرسیوں پر بٹھایا جانے لگا اور بھری محفلوں میں عزت و احترام کے مناصب دیئے جانے لگے، اعلیٰ ہوٹل نفیس کھانے آمد و رفت کی آرام دہ سہولتوں اور نفع بخش ملازمتوں کے ساتھ ساتھ نفاذ اسلام کے خوشکن وعدوں نے جمعیت سے وابستہ کئی علماء کرام کو بھی حیران و ششدر کر دیا ان میں سے بہت سے حضرات نے اپنی ہی جماعت قیادت پر نگاہ ڈالی نیازی اور نورانی کے مسموم چہرے دیکھے پھر اسلام آباد کی حسین وادیوں کی طرف روانہ ہوگئے۔

ع ۔ پہلے جناب شیخ نے دیکھا ادھر ادھر
پھر سر جھکا کے داخل میخانہ ہوگئے

شاہ احمد نورانی کے ساتھی ایک ایک کر کے ٹوٹتے گئے، جماعت کو چھوڑتے گئے۔ منہ موڑ گئے بلکہ بعض ساتھی تو اتنے دیدہ دلیر تھے کہ جاتے جاتے نورانی اور نیازی پر طعنوں کے پتھر بھی برسا جاتے جمعیت علماء پاکستان کی اس شکست و ریخت نے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی منزل کو دور کر دیا۔ تاہم جمعیت کے رہنما اپنے پاؤں پر کھڑے رہے اور اپنے جانے والے ساتھیوں کو حیرت سے دیکھتے رہے ان صدموں کے باوجود جمعیت علماء پاکستان کی قیادت اپنے پاؤں پر کھڑی رہی۔

مارشل لاء کا تاریک دور ختم ہوا تو سیاسی جماعتیں انتخابی میدان میں اتریں، جمعیت علماء پاکستان بھی اس جمہوری راہ پر چلی مگر اس کا کارواں لٹ چکا تھا اسکے علماء و مشائخ کی وصیت مجروح ہو چکی تھی ملک میں علاقائی لسانی اور برادری کے نئے تراشیدہ بت میدان سیاست میں سجائے گئے، پیپلز پارٹی بھی اپنے شہیدوں کے خون سے جھنڈوں کو رنگین کر کے میدان میں اتری جمعیت علماء پاکستان سندھ میں لسانی تحریکوں کا شکار ہو گئی پنجاب پر دولت مندوں اور برادریوں نے

> وہ کسی بر سر اقتدار گروپ
> کی حاشیہ نشینی کے بجائے
> اہلسنت کا تشخص برقرار
> رکھنے میں کوشاں ہیں

آگے بڑھ کر وہ طوفان برپا کیا کہ ملک کے دونوں "شہیدوں" نے اپنی مظلومیت کی قیمت وصول کر کے حکومتیں قائم کر لیں جمعیت علماء پاکستان ان حالات میں بھی ملک کی تیسری سیاسی جماعت تھی جسے سب سے زیادہ ووٹ ملے حال ہی میں انتخاب اعداد و شمار کے محققین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ انتخابات میں سب سے زیادہ ووٹ پی پی پی اسکے بعد آئی جے آئی اور اسکے بعد جے یو پی نے سب

...زیادہ ووٹ حاصل کئے اس رپورٹ سے اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان کے عوام کی ایک خاصی تعداد غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی رائے کا استعمال کرنا جانتی ہے۔

جے یو پی کے رہنما اپنے پاؤں پر کھڑے رہے اور دیکھتے رہے۔ ان صدموں کے باوجود جمعیت اپنے جانے والے ساتھیوں کو حیرت سے اپنے مقصد پر ڈٹے رہے

لاہور میں حلقہ ۹۹ کے ضمنی انتخاب نے جمعیت علماء پاکستان کو ایک اور ضرب لگائی جمعیت کے امیدوار مولانا عبدالغفور الوری کے کھڑے کرنے اور ہٹانے پر اتنا شدید اختلاف ہوا کہ جے یو پی کی ہائی کمان نے فیصلہ کیا کہ وہ یکجا نہیں رہ سکتے یہ پنجاب کی حکومت کے اقتدار پر قابض لوگوں کا کام تھا کہ وہ مولانا نورانی اور مولانا نیازی کو دولخت کر گئے جمعیت کی ٹوٹی ہوئی کشتی کے تختوں کو دونوں لیڈروں نے اپنے طور پر اکٹھا کرنے کی کوششیں شروع کر دیں اور تلخیوں اور ناکامیوں کے ہجوم میں دو گروپوں کے ملک گیر انتخابات ہوگئے۔

اگرچہ جے یو پی کے یہ انتخابات اور فیصلے زہر کا گھونٹ پینے سے کم نہ تھے مگر مولانا نیازی نے جمعیت علماء پاکستان کے ان علماء کو دعوت دی جو ناراض، محروم مناصب اور پارٹی اصولوں سے تجاوزات کر کے علیحدہ ہوگئے تھے، بعض حضرات نے تو نیازی صاحب کی دعوت پر لبیک کہا اور جماعت میں شریک ہوگئے اب حال یہ ہے کہ ان کے گروپ میں حاجی محمد حنیف طیب (سابق مرکزی وزیر) خان سلیم اللہ انجینئر (آرگنائزر) قاری عبدالحمید قادری، میاں مسعود (ایرانی کاروباری شخصیت) غلام سرور خان (مولانا نیازی کے عزیز) خالد حبیب الٰہی (ایک ناراض ایڈووکیٹ) مسرت اقبال ایڈووکیٹ جیسے حضرات بدل وجاں شریک گروپ ہیں مگر خواجہ حمید الدین صاحب سیالوی، پیر برکات احمد صاحب، میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری، حاجی فضل کریم صاحب جیسے حضرات کے اسمائے گرامی تبرکاً لئے جاتے ہیں مولانا نیازی کی بلند و بالا شخصیت ان سربراہان جماعت کے دروازے پر بھی پہنچی جو سابقہ دور سے زکوٰۃ اور خیرات کا منبع صرف حکومت وقت کو سمجھتے ہیں۔ انہوں نے نیازی صاحب کو خندہ پیشانی سے قبول کیا مگر جماعت میں شرکت کا معاملہ اس وقت تک ٹال دیا گیا جب تک ان کے آقایان ولی نعمت اجازت نہ دے دیں نیازی صاحب کو ان حضرات کے اس انداز سے بڑی مایوسی ہوئی مگر زکوٰۃ پر پلنے والے حضرات فقیروں کی مایوسیوں کی کیا پرواہ کرتے ہیں مولانا نیازی نے مشائخ کے آستانوں پر بھی حاضری دی مگر انہوں نے مسکراتے ہوئے فرمایا "جان خواہی حاضر است۔ نان خواہی سخنے درمیان است" ہم فقیر لوگ ہیں سیاست میں قدم رکھنا گناہ سمجھتے ہیں نیازی صاحب کو ان خانوادوں کے کورے جواب سے سخت صدمہ ہوا کہ یہ فقیر سیاست میں نہیں آتے مگر سیاست دانوں کی کوٹھیوں کا طواف کرتے نہیں شرماتے، نیازی صاحب کو جن مشکلات

کا سامنا ہے اور اس پیرانہ سالی میں انہیں جن خارزاروں سے گذرنا پڑ رہا ہے اس سے وہ آبلہ پا ہوگئے ہیں۔

دوسری طرف شاہ احمد نورانی جے یو پی کی تنظیم نو کیلئے سارے ملک کے دورے کر رہے ہیں ان کی ٹیم میں دو جرنیل (خواجہ محمد اظہر صاحب اور حافظ محمد حسین صاحب انصاری ایم این اے) پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب، جمیل احمد نعیمی صاحب، محمد عثمان خان نوری (سابق ایم این اے) صاحبزادہ ابوالخیر زبیر (حیدر آباد) سید امیر شاہ گیلانی (پشاور) علامہ عطا محمد بندیالوی، صاحبزادہ محمد اکرم شاہ، سردار محمد خان لغاری، مولانا فتح محمد بارو زئی جیسے سابقہ عہدیداران جمعیت میں آگئے اگرچہ مولانا نیازی ایک پرانے سیاست دان اور جرأت مند لیڈر ہیں اور انہوں نے سیاسی سفر میں بڑے مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے مگر مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی فراست اور بصیرت کا جواب نہیں ہو سکتے نورانی صاحب عالمی سطح کے راہنما ہیں پاکستان کی سیاست میں انہوں نے ہر دور میں اپنے سیاسی نظریات کو عروج تک پہنچایا ہے وہ اسلامی ممالک میں ایک قد آور سیاست دان کی حیثیت سے تسلیم کئے گئے ہیں افریقی ممالک اور اسلامی دنیا نے ان کی سیاسی بصیرت کو تسلیم کیا ہے انہوں نے حالات کی سنگینی کے باوجود جے یو پی کی تنظیم نو میں مؤثر کردار ادا کیا وہ کسی اقتدار گروپ کی حاشیہ نشینی کی بجائے جمعیت اور اہلسنت کا تشخص برقرار رکھنے میں کوشاں ہیں اور ہمارا خیال ہے وہ اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے

جے یو پی کے دونوں گروپ اپنے اپنے طور پر تنظیم نو میں مصروف ہیں مگر اس شکست و ریخت سے جمعیت کے خیر خواہوں کو اور تمام سنیوں کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ ایک عرصہ تک کم نہیں ہوگا اگر یہ دونوں گروپ یکجان ہو کر سفر کا آغاز کریں تو آئندہ انتخابات میں ایک مؤثر کردار ادا کر سکیں گے ورنہ ملک کی تیسری سیاسی قوت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لوٹ جائے گی یہ وقت تیسری قوت کیلئے ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

یا نبی ﷺ آپ کی عظمت کے معترف غیر بھی ہیں

یہ رحمت عالم ہی کا اعجاز تھا کہ آپؐ کے پیغام نے ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ آپ کی تعلیم اور سیرت ہر دور میں انسانوں کے لئے کامل ہدایت ہے۔ محسن انسانیت نے بیگانوں کے ساتھ بھی وہ بے نظیر حسن سلوک کیا کہ دنیا تاقیامت محو حیرت رہے گی۔ ایک مدبر اور سیاستدان کی حیثیت سے اسلامی ریاست کے قیام اور استحکام کے لئے نبی اکرمؐ نے جس تدبر و فراست کے اعلیٰ نمونے پیش کئے، حصولِ معیشت اور اسے خرچ کرنے کے جو طریقے بتائے ہیں دنیا اس سے آج بھی استفادہ حاصل کر رہی ہے۔ آپ کی سب سے اعلیٰ خوبی یہ تھی کہ آپ نے جو کچھ بھی کہا اس پر پہلے خود عمل کر کے دکھایا۔ تاجدارِ مدینہ نے انسانیت کا جو درس دیا اور روح کی بالیدگی کے لئے جو طریقے بتائے وہ انسان کے مرشد و مربی ہیں۔ تاقیامت رہبری کرتے رہیں گے۔ معلمِ اخلاق کے اسوۂ حسنہ سے متاثر ہو کر بیگانے بھی آپؐ کی عظمت کے گن گاتے ہیں اور رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

۱۔ بحیرہ (عیسائی راہب): یہ بچہ (رحمت عالمؐ) بڑا ہو کر سید المرسلین ہو گا۔

۲۔ مہاتما گاندھی: حضرت محمدؐ ایک مجسم پیغمبر تھے۔ خدا کے سوا کسی کا خوف نہ تھا۔ آپ دنیا بھر کی سب سے بڑی دولت جمع کر سکتے تھے لیکن آپؐ کی زندگی فقیرانہ تھی۔ آپؐ کے خلوص، سادگی، انکساری اور فرض شناسی نے ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ خدا پر مکمل بھروسے نے تلوار کے زور کے بغیر آپؐ کو اسلام کی اشاعت میں کامیاب بنایا۔ جب میں آپؐ اور آپؐ کے خاندان کا مطالعہ کرتا ہوں تو میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔

۳۔ پنڈت تارا چند: حضرت محمدؐ پیغمبر اسلام غریبوں کے دوست، مسکینوں کے حامی، غلاموں کے ہمدرد اور یتیموں

کے والی تھے۔ [illegible] سلطنت کی [illegible] ہونے کے باوجود [illegible] اپنے دشمنوں کو معاف کر دینا یہ سب ان کے ذاتی اوصاف تھے جس سے اسلام کا بول بالا ہوا۔

۴۔ گرو نانک: اللہ کے رسولؐ کی تعلیم دنیا والوں کے لئے راہ ہدایت ہے۔ قرآن ہی صرف ایک ایسی کتاب ہے جو دنیا کے لئے صحیح راستہ ثابت ہو سکتی ہے انسان کی پریشانیوں

سیدہ فرحین فاطمہ، کورنگی

کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس نے اللہ کے رسولؐ کو [illegible] کرنا چھوڑ دیا ہے۔"

۵۔ جارج برنارڈ شا: "عیسائی راہبوں نے اپنی جہالت و تعصب کی وجہ سے اسلام کے خلاف باقاعدہ تحریک چلائی اور رسولِ اسلام کو اچھے الفاظ میں یاد نہیں کیا۔ میں نے ہمیشہ حضرت محمدؐ کے مذہب کو بڑے احترام سے پڑھا ہے اس میں ایک نئی زندگی ہے۔ اگر آج بھی دنیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حکمران پیدا ہو جائے تو دنیا کے تمام مسائل حل ہو جائیں۔"

۶۔ پروفیسر برنارڈ لیوئیس: [illegible] کوئی بھی مورخ اس بات سے قطعی متفق نہیں ہو سکتا کہ حضرت محمدؐ جیسی عظیم شخصیت نے ایک عظیم الشان ادارہ یا تحریک کسی ذاتی غرض کے لئے چلائی ہو۔ وہ اپنی وضع کے پکے اور دھن کے پکے تھے۔

۷۔ ولیم میور: دینِ اسلام میں ہدایت ہے۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہئے۔ رسولِ اکرمؐ کی عملی زندگی آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ بنی ہوئی ہے۔

۸۔ نپولین بونا پارٹ: حضرت محمدؐ دراصل سرورِ عالم تھے۔ آپؐ نے تمام عرب کو درس دیا کہ اتحاد سے آپس کی عداوتوں اور رنجشوں کو ختم کر دیا۔ تھوڑے سے ہی عرصہ میں آپؐ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کر لیا۔ جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش کرنے والوں نے مذہب اسلام سے متاثر ہو کر مٹی کے دیوتاؤں اور بت خانوں میں رکھی ہوئی مورتیوں کو پوجنا چھوڑ دیا۔

۹۔ ڈاکٹر ویس: حضرت محمدؐ کے اسوۂ حسنہ، تبلیغ اور [illegible] دورِ جدید کی انتہا ہے۔ آپؐ کا تعلق قائم رکھنا [illegible]۔

۱۰۔ ڈاکٹر بیمبرے: دنیا کے تمام انسانوں میں رسولِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نسلِ انسانی پر سب سے زیادہ اپنا اثر چھوڑا۔

۱۱۔ الفریڈ ڈوی مسرٹائڈ: فصاحت و بلاغت میں یکتا، بانیٔ مذہب، فاتح اصول، سپہ سالار، اور [illegible] بانی محمد رسول اللہ کے سامنے پوری انسانیت کی عظمت بھی ہیچ ہے۔

۱۲۔ مسز اینی بیسنٹ: پیغمبر اعظمؐ کی ان صفات نے سب کے دل میں ان کی عظمت و بزرگی قائم کی جن کی بدولت ان کے ہم وطنوں سے انھیں امین کا لقب ملا۔ ایک ذات جو مجسم صدق ہو اس کے اشرف ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

۱۳۔ کالکا پرساد: (ایک ہندو شاعر کا نذرانۂ عقیدت)

گر شمس و قمر کو کوئی دامن میں چھپا لے
اور دولتِ دارین کو ہاتھوں میں اٹھا لے
پھر کالکا پرساد سے پوچھے تو کہے اسے
نعلینِ محمدؐ کو وہ آنکھوں سے لگا لے

تنظیم ملت اسلامیہ کے زیر اہتمام یوم آزادی

چوالیسواں جشن آزادی ـــــ پاکستان کے موجودہ سیاسی جغرافیائی حالات میں غیر معمولی اہمیت کے منایا ـــــ اس دن پاکستان کے چپے چپے پر محبان وطن نے "یوم آزادی" کی تقریبات کا انعقاد کر کے پاکستان کی بقا، سالمیت کے لئے تن، من، دھن قربان کر دینے کا عزم دھرایا ـــــ اور یہ جوش و خروش دراصل انتباہ تھا۔ ان چند ضمیر فروش علیحدگی پسندوں اور پاکستان کی نظریاتی اساس کے خلاف کام کرنے والوں کو جو آئے دن اپنی ناپاک مذموم حرکتوں سے "محبان پاکستان" کو چیلنج کرتے ہیں ـــــ یوم آزادی کی تقریبات کا انعقاد، گھروں، محلوں، اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیز، سرکاری اداروں، میدانوں، پارکوں، فضاؤں، سمندروں میں کیا جاتا ہے ـــــ مزار قائد اعظم اور مزار اقبال اس تقریب کے خصوصی مراکز ہیں۔ جہاں طلبہ، مزدور اور نوجوانوں کی تنظیمیں پاکستان کے ساتھ اپنی وابستگی اور پاکستان کو فلاحی ریاست بنانے کے عزم کو پوری قوت کے ساتھ دھراتی ہیں ـــــ میں جانتا ہوں اور یہ حقیقت ہے ـــــ پاکستان چوالیسواں یوم آزادی تقریبات کے عنوان کے دامن میں موجود وسعتوں کے ساتھ میرا قلم انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر سکتا ـــــ لیکن بہرحال الفاظ و قلم کا جو قرض پاک وطن کے حوالے سے میرے نام موجود ہے اسے چکانا تھا اور اسی قرض اور فرض کی ادائیگی کے لئے ۱۴ اگست کی صبح میری منزل پاکستان کے پہلے وزیر اعظم اور شہید ملت لیاقت علی خان کے نام سے منسوب بستی "لیاقت آباد" تھی۔ جہاں اسلامیہ مسجد لیاقت آباد کے قریب تنظیم ملت اسلامیہ کے زیر اہتمام صبح ۸ بجے رسم پرچم کشائی تھی۔ جس کے مہمان خصوصی جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کے سیکرٹری اطلاعات الیاس صدیقی ایڈووکیٹ تھے ـــــ لیاری سے لیاقت آباد کے سفر کے راستوں میں مکانوں، دکانوں، شاہراہوں پر "پاکستانی پرچم" "آزاد وطن کا نقیب بن کر پوری آب و تاب کے ساتھ" "آزاد وطن" اور گمنام شہیدوں کی قربانیوں اور عظمتوں کی گواہی دے رہا تھا ـــــ

تحریک آزادی سے قیام پاکستان تک اور قیام پاکستان سے انقلاب نظام مصطفےٰ کی جدوجہد میں موجود اکابرین کے نام ـــــ انہی اکابرین کی سیاسی وارث جے یو پی کا سفر لازوال قربانیوں کے ساتھ جاری و ساری ہے ـــــ تو لیاقت آباد آگیا ـــــ تقریب پرچم کشائی اپنے عروج پر تھی ـــــ مہمان خصوصی الیاس صدیقی ایڈووکیٹ موجود تھے ـــــ ان کے ساتھ جے یو پی سندھ کے سیکرٹری مالیات شاہ مہر اور انجمن نوجوانان اسلام ضلع ویسٹ کے کنوینر اسلام الدین ایوبی اور طلبہ ویلفیئر سوسائٹی کے صدر عاشق علی بھی تھے اس موقع پر حاضرین کی بھرپور شرکت اس بات کی غماز تھی کہ ابھی "قافلہ عشق و مستی کے سپاہی" اپنے تمام جذبوں کے ساتھ زندہ جاوید ہیں ـــــ اختتام تقریب پرچم کشائی کے ساتھ فضا نعرہ تکبیر، نعرہ رسالتؐ، پاکستان زندہ باد، جیوے پاکستان کے نعروں سے گونج اٹھی ـــــ تقریب میں نوجوانوں کی اکثریت شامل تھی ـــــ اس موقع پر مٹھائی تقسیم کی گئی ـــــ فضا میں جذبوں کی خوشبو پھیل رہی تھی۔ بوڑھے، جوان، چہروں پر "قربانی و عزم کے لازوال حسن" کا امتزاج تھا ـــــ اس تقریب کا دوسرا حصہ جلوس اور مزار قائد اعظم کی حاضری تھی اس کے لئے جلوس منظم ہونا شروع ہوا۔ جلوس کے آگے اسکاؤٹ کا دستہ تھا۔ جو اپنی شفاف وردی میں "سبز و سفید رنگ" کے سارے رنگ لئے نمایاں تھا ـــــ جلوس کی قیادت الیاس صدیقی ایڈووکیٹ نے کی ـــــ جلوس مکمل نظم و ضبط روحانی خوشی کے ساتھ شاہراہ الیس ایم توفیق سے ہوتا ہوا تین ہٹی اور گرو مندر سے گزرتا یہ نعرے لگاتا کہ اولیاء کا ہے فیضان ـــــ پاکستان پاکستان نشان عظمت و کمال ـــــ قائد اعظمؒ و اقبالؒ نے پاکستان بنایا تھا ـــــ پاکستان بچائیں گے بٹ کے رہے گا ہندوستان۔ ایک اور بنے گا پاکستان اب جلوس "نوائے وقت" کے دفتر کے مقابل تھا۔ قائد اعظم اکیڈمی کے سامنے گزرتے ہوئے مزار قائد اعظمؒ کے مین گیٹ کے قریب پہنچ گیا ـــــ دیکھنے والی آنکھیں دیکھ رہی تھیں کہ انسانوں کا ایک سمندر موجود تھا اور زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ احترام آزادی کا تقاضا ہے کہ ہم آزادی کے جذبے کو قائم رکھیں اور قائد اعظمؒ کو خراج عقیدت پیش کرتے رہیں۔ مین گیٹ پر جلوس جیسے تھم گیا کیونکہ مختلف سماجی، سیاسی، طلبہ، مزدور تنظیموں کے جلوس آ رہے تھے۔ مین گیٹ سے داخلے کے بعد اب جلوس نپے تلے قدموں کے ساتھ رواں دواں تھا جیسے قائد اعظمؒ کے مزار کی باؤنڈری میں داخل ہوتے ہی اتحاد، تنظیم، یقین محکم کی روح شرکاء جلوس میں سما گئی ہو ـــــ اس موقع پر انجمن طلباء اسلام کا جلوس بھی نظر آیا جس کی قیادت انجمن طلباء اسلام کے سابق مرکزی سیکرٹری جنرل جاوید اختر کراچی ڈویژن کے کنوینر محمد اشتیاق کر رہے تھے قائد اعظمؒ کے مزار پر عوام کا یہ جم غفیر ایک اجتماعی تجدید عہد تھا کہ ہم پاکستان کی بقاء کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

نعت

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

کسی خورشید کی شاموں شبوں پر مت نظر ڈالو
نظامِ مصطفیٰ کے پرتو سے بنیادِ سحر ڈالو

تمہیں معلوم ہو گا کس طرح خوددار جیتے ہیں
ذرا سردارِ دو عالم کی سیرت پر نظر ڈالو

سراپا نور ہیں وہ تذکرہ ہے اُن کا نورانی
دلوں کی بزم ہر اک نور سے معمور کر ڈالو

عطا ہو دولتِ دیدار مجھ کو سیدِ عالم
رخِ انور کے جلووں سے میری آنکھوں کو بھر ڈالو

مقامِ مصطفیٰ کیا ہے اگر تم دیکھنا چاہو
نظر کے زاویے قرآن پر مرکوز کر ڈالو

مرے دل کی بھی ویرانی بہاروں میں بدل جائے
دلِ مجرم پہ اے سرکار! رحمت کی نظر ڈالو

نبی پاک کے قدموں میں چل کر آج ہی انجم
متاعِ زندگی باقی ہے جو قربان کر ڈالو

(انجم رحمانی)

نعت

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

مظہرِ کبریا، آپ ﷺ کی ذات ہے
نورِ ارض و سما، آپ ﷺ کی ذات ہے

مسئلے جن و انساں کے حل کر دیے
کیسی مشکل کشا آپ ﷺ کی ذات ہے

یوں تو دنیا میں لاکھوں نبی آئے ہیں
خاتم الانبیاء، آپ ﷺ کی ذات ہے

میں تو کچھ بھی نہ تھا میں تو کچھ بھی نہیں
ابتداء، انتہا آپ ﷺ کی ذات ہے

روشنی جس سے شمس و قمر کو ملی
نور کا آئینہ، آپ ﷺ کی ذات ہے

آپ ﷺ کے نور کا عکس ہے دو جہاں
عکسِ ربّ العلیٰ آپ ﷺ کی ذات ہے

اے چراغِ ازل، ماہتابِ ابد
چاندنی کی ردا آپ ﷺ کی ذات ہے

(چراغ الہ آبادی)
(ایڈیٹر روزنامہ "المصطفیٰ" کراچی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جس چیز کا میں نے حکم دیا اُس پر عمل کرو۔ جس چیز سے روکا، رک جاؤ۔ کیونکہ اس سے پہلے لوگ اپنے نبیوں سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ (بخاری و مسلم)

مرسلہ: عبدالشکور عابد۔ لیاقت آباد، کراچی

آنکھیں روشن ہو گئیں

شواہد النبوت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔ عہد پیری دکہن سالگی کے باعث آنکھوں کی روشنی سے محروم ہو گئے تھے آپ نے ایک لڑکے کو نوکر رکھا تھا کہ وہ آپ کو مسجد تک پہنچا دیا کرے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد گھر واپس لے آئے۔ ایک روز ایسا ہوا کہ وہ لڑکا کسی وجہ سے آپ کے ہاں نہیں آسکا نماز کا وقت قریب تھا آپ نماز کے ذوق و شوق میں بیقرار و مضطرب ہو گئے بارگاہ الٰہی میں دل سے دعا کی۔ خداوندا نابینا ہوں قیامت میں مجھ کو ذلیل و رسوا نہ کرنا مجھے قیامت کی ذلت و رسوائی سے بچا یہ کہتے ہی آپ کی بے نور آنکھیں بصارت ظاہری سے مالا مال ہو گئیں ہر چیز نظر آنے لگی آپ خوشی کے عالم میں محلہ کی مسجد میں گئے اور نماز باجماعت ادا کی پھر گھر واپس تشریف لائے۔ اس کے بعد آخری عمر تک ایسا ہوتا رہا کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ کی آنکھیں روشن ہو جاتیں اور آپ اپنے محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرتے اس کے بعد پھر بدستور نابینا ہو جاتے۔

مرسلہ: لعل محمد قادری پریٹ آباد۔ حیدرآباد

مشعل راہ

● حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ان کے وظیفے کا سوال زیر غور آیا آپ نے فرمایا: "مدینے میں ایک مزدور کی روزانہ اجرت کیا ہے۔ وہی میرے لئے مقرر کی جائے۔" رفقاء میں سے کوئی بولا: "اتنے کم وظیفے میں آپ کا گزارا کیسے ہوگا۔" آپ نے فرمایا: "میرا گزارا بھی اسی طرح ہوگا جس طرح ایک مزدور کا ہوتا ہے ہاں اگر گزارا نہ ہوا تو میں مزدوروں کی اجرت بڑھا دوں گا۔ جیسے جیسے مزدوروں کی اجرت بڑھے گی۔ میرا معیار زندگی بھی بلند ہوتا جائے گا۔"

محمد شمس رضا گوندل (اسکول مدد منڈی بہاؤالدین)

خان اعظم

خانِ اعظم چنگیز خان کا اصل نام تموجن تھا۔ اس نے ساری دنیا پر اپنی عظمت کا سکہ قائم کیا اور فاتح عالم کہلایا یہ منگولیا میں پیدا ہوا۔ صرف تیرہ سال کی عمر میں منگول تخت پر بیٹھا ساری دنیا کو فتح کرنے کے لئے گھر سے نکلا اور جنوبی روس سے شمالی ہند تک یلغار کی مشرقی یورپ ملکوں کو فتح کیا۔ ترکی کو تسخیر کیا اور افریقہ کو مطیع بنایا۔ چین پر تیسرے حملے کے دوران اس کا انتقال ہو گیا۔

سید عرفان الحق (فیڈرل بی ایریا کراچی)

محمد مدثر نعیم خوشگوار موڈ میں

نیکی اور بدی

نیکی وہ ہے جس سے دل مطمئن ہو جائے اور بدی وہ ہے جو دل میں کھٹک پیدا کرے اگرچہ لوگ تسلی دیتے رہیں۔
(ارشاد نبوی بحوالہ مسند امام احمد حنبلؒ)

مرسلہ: رشید احمد طاہر۔ کراچی

مسکراہٹ

○ دو دوست کئی دنوں بعد ملے۔ ایک نے کہا۔ سناؤ کتنے بچے ہیں۔ اور کیا کرتے ہیں۔!
دوسرے دوست نے کہا۔
بڑا بیٹا ڈاکٹر ہے منجھلا انجینئر اور چھوٹا نالائق نکل آیا۔ وہ جیب کترا بن گیا۔ پہلے دوست نے کہا۔ پھر تم اس کو گھر سے نکال کیوں نہیں دیتے۔
"نکالوں کیسے" دوسرے نے بیچارگی سے کہا۔
"وہی تو گھر کا خرچ چلاتا ہے۔"

— محمد صابر خان لودھی مظفر گڑھ —

سوال؟

میرے ہاتھ میں کتاب ہے؟
اور میرے کندھے پر کلاشنکوف
میں جا رہا درسگاہ کی طرف
میری ماں!
دامن پھیلائے دعا کرتی ہے۔
خوف زدہ ہو کر میری سلامتی کی
جیسے اس کا بیٹا کسی محاذ پر چلا
یہ خواب ہے یا حقیقت
اُف خدایا۔۔!
میں تاریخ کے کس موڑ پر کھڑا ہوں؟

لمرسلہ: عبدالقیوم فتح محمد قریشی پھلیلی پریٹ آباد سندھ

پسندیدہ اشعار

وقت آخر اک کشاکش تھی حیات و موت میں
ہچکیاں آتی رہیں اور مہرباں دیکھا کئے

آپ اپنا رقیب ہوتا ہے
آدمی بھی عجیب ہوتا ہے

بند منہ کھولنا ہنسی کے لیے
حادثہ بن گیا کلی کے لیے

نصرت سلطانہ ——— لانڈھی

بقیہ: شمولیت کا اعلان

نے کہا کہ اگر ہمارے مطالبات کو تسلیم نہ کیا گیا تو اہلسنت کے سیلاب کو روکنا مشکل ہو جائے گا۔ اس پریس کانفرنس میں سابق صوبائی اسمبلی کے امیدوار سیاسی سماجی شخصیت اکبر علی بسرا نے چیئرمین یونین کونسل ۲۵ لاہور میاں خلیل احمد اور سابق وائس گورنمنٹ شرقپور کالج حاصل پور خلیل احمد باجوہ کے علاوہ سینکڑوں ورکروں سمیت قائد اہلسنت امام انقلاب حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی مذہبی خدمات اور نظام مصطفٰے کے نفاذ مقام مصطفٰے کے تحفظ کے لئے قربانیاں دینے پر جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہونے کا اعلان کیا انہوں نے اپنی شمولیت کا اعلان جمعیت کی رکنیت سازی فارم کو پُر کر کے کیا۔ بعد ازاں انہوں نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور امام انقلاب علامہ شاہ احمد نورانی کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سمیت مولانا کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا۔ اس موقع پر جے یو پی کے صوبائی صدر چوہدری صدیق۔ جے یو پی سجاد پور ڈویژن کے سیکرٹری اطلاعات قاضی مقصود حسین آسی ایڈووکیٹ جماعت کے دیگر رہنماؤں کے علاوہ انجمن طلباء اسلام، انجمن نوجوانان اسلام، انجمن سپاہ مصطفٰے، جماعت اہلسنت کے سینکڑوں کارکن بھی موجود تھے۔

بقیہ: چوہے بلی کا کھیل

امریکی افواج کی قربت کے ممکنہ خطرات سے متنبہ کر رہے ہیں۔ روسی جنرلوں کے دباؤ کے تحت روسی نائب وزیر خارجہ نے تلخ لہجہ میں کہا کہ یہ خوش ہونے کا مقام نہیں ہے اور ہم نے امریکی حکومت کو بھی باور کرا دیا ہے کہ ہم اس صورت حال کو قبول نہیں کرتے کہ خلیج کے علاقے میں امریکہ کی تیزی سے حرکت کرنے والی جدید فوجی قوت جمع ہو جائے جس نے اس علاقے کی صورت حال کو دھماکہ خیز بنا دیا ہے اور یہ صورت حال اس خدشہ کے پیش نظر مزید گھمبیر ہو جاتی ہے کہ بحران کے خاتمے کے بعد بھی امریکی افواج یہاں سے واپس نہیں جائیں گی۔

جو مذکورہ بالا صورت حال ہم نے بیان کی ہے اس سے قارئین احوال اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سوویت یونین کے نئے موقف سامنے آنے کے بعد وہ عراق کے خلاف طاقت استعمال کرنے کے خلاف ہے۔ خلیج میں امریکہ کے لیے عراق کو شکست دینا مشکل ہو گیا ہے اب ہو گا یہ کہ امریکی فوجیں عرب سرزمین پر پڑی رہیں گی۔ امریکہ وہاں بیٹھ کر عالم اسلام کے خلاف سازشیں کرتا رہے گا عربوں کی دولت کو لوٹتا رہے گا جس کا نقصان تمام اسلامی ممالک کو پہنچے گا

یہ سب سعودی حکومت کی ناعاقبت اندیش پالیسی کا نتیجہ ہے جس نے امریکی افواج کو سعودی عرب میں بلا کر امریکہ کو چوہے بلی کا کھیل کھیلنے کا موقع فراہم کر دیا ہے۔

بقیہ: احمد شاہ مدراسی

تھا۔۔۔۔ یہ فخر مولوی کو حاصل ہے کہ اس نے سر کولن کو میدان جنگ میں دو دفعہ ناکام کیا۔ تمام تباہیوں کے باوجود مولوی کے دم خم میں کوئی فرق نہیں پڑا انہوں نے اپنا نام شاہ رکھا تھا اور یہ نسبت اور باغیوں کے اس خطاب سے زیادہ مستحق تھے

۵ جون کو مولوی ہاتھی پر سوار ہو کر پوویاں اس غرض سے پہنچا کہ راجہ پوویاں کے پاس جو سرکار انگریز کے ملازم چھپے ہوئے تھے ان کو حاصل کرے جب وہاں آیا تو اس نے دروازہ کو بند پایا راجہ اور اس کا بھائی اور اس کے نوکر فصیل سے لگے ہوئے کھڑے تھے ان میں اشاروں میں کچھ باتیں ہوئیں مولوی نے جانا کہ میں اندر بزور جا سکتا ہوں اس نے مہاوت کو حکم دیا کہ ہاتھی کو دروازہ سے ٹکرا دے۔ ہاتھی نے اپنے مستک سے دو تین ٹکریں مار کر دروازے کو توڑ دیا۔ اور راجہ کے آدمیوں نے جو ہوشیار تھے گولیوں کی بارش کر کے مولوی کو مار ڈالا۔ جب یہ سر انگریزوں تک پہنچا تو وہ خوشی سے باغ باغ ہو گئے اور مولوی کا سر کوتوالی کے دروازے پر لٹکا دیا۔ اور پوویاں کے راجہ جگن ناتھ کو پچاس ہزار روپے انعام میں ملے۔۔۔۔۔ لیکن میلسن یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ مولوی ایک بہت بڑا تجربہ کار شخص تھا۔ اس کے سوا کوئی شخص فخر کے ساتھ یہ سچا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں نے کالن کیمبل کمانڈر انچیف ہند کو دو بار میدان میں شکست دی۔ مولوی احمد اللہ شاہ سچا محب وطن تھا اس نے کبھی کسی نہتے کا خون بہا کر اپنی تلوار کو خراب نہیں کیا۔ اس نے بہادری کے ساتھ ڈٹ کر کھلے میدان میں ان بدیشیوں کے ساتھ جنگ کی جنہوں نے اس کا وطن چھین لیا تھا ہر ملک کے بہادر لوگوں کو مولوی احمد اللہ کو عزت کے ساتھ یاد رکھنا چاہیے

اگر وطن کے محب ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے ملک کی آزادی کے لیے جو غلطی سے برباد ہو گئی ہو سازش کرے اور لڑائیاں لڑے تو یقیناً مولوی احمد اپنے وطن کا محب صادق تھا اس نے کبھی اپنی تلوار کو بے رحمی اور بے ساختہ قتلوں سے خون آلود نہیں کیا وہ بہادرانہ اور معززانہ معرکہ آرا بیگانوں اور اجنبیوں سے ہوا جنہوں نے اس کا ملک چھین لیا تھا۔ پس ساری قومیں اس مولوی کو پیار کریں گی کہ وہ تعظیم اور ادب کا مستحق تھا

مولانا کی قبر شاہجہاں پور کے قریب ایک موضع میں ہے جو کچھ کہلاتا ہے وہاں قبر پر گنبد بھی لگا ہوا ہے پہلے وہاں عرس ہوا کرتا تھا اور اب کا حال معلوم نہیں۔

اک تھے ابتدائے عشق میں ہم
ہو گئے خاک انتہا یہ ہے

بقیہ: عراقی سفیر

عنقریب وہ خطوط ہم ندائے اہلسنت کو بھی فراہم کر دیں گے۔

ندائے اہلسنت:۔ ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے اپنی بے پناہ مصروفیات سے ندائے اہلسنت کو خاص وقت عطا فرمایا ندائے اہلسنت عراق کے موقف کو حق سمجھتا ہے اس اعتبار سے آپ اسے اپنا جریدہ سمجھئے اور کسی لالچ کے بغیر ہمیں آپ ہمیشہ مستعد پائیں گے۔

حمودی:۔ ہم ندائے اہلسنت اور مسلم امہ کے عظیم رہنما مولانا شاہ احمد نورانی کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمارے موقف کی حمایت کی جمعیت علماء پاکستان نے ملک کے مختلف حصوں میں عراق کے حق میں مظاہرے بھی کئے ہیں۔ یہ تمام تفصیلات رئیس صدام تک پہنچ چکی ہیں اور انہوں نے جواب میں شکریہ کا پیغام بھیجنے کے ساتھ ساتھ صدر صدام حسین نے کہا ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی مسلم امہ کے عظیم رہنما ہیں۔ عراقی عوام ان کی بہت قدر کرتی ہے۔ اس جواب کے ساتھ ساتھ عراقی سفیر نے یہ بھی بتایا کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی گئی تقریروں کو بڑی پذیرائی ملی ہے اور عالمی رہنماؤں نے ان کی تقریروں میں عراقی عوام کو بہت متاثر کیا ہے۔ عراقی سفیر شیخ اسماعیل حمودی حسین نے پھر ندائے اہلسنت کا شکریہ ادا کیا ہے۔

(بشکریہ پندرہ روزہ ندائے اہلسنت لاہور)

AHWAL Weekly Regd. NO M-476. SEPTEMBER 13 to 19, 1990.